مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی

مالدیپ کی حضارۃ

اور

ادب پر اسلام کے اثرات

زیرِ نگرانی

جناب پروفیسر ڈاکٹر امان اللہ خان صاحب
چیئرمین انسٹی ٹیوٹ علومِ اسلامیہ جامعہ پنجاب
لاہور

۸ ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ
۲۵؍اگست ۱۹۸۵ء

مقالہ نگار

قاری محمد یونس ایم۔اے
مکان نمبر ۱/۷۰ گلی نمبر ۳۶ ایف ۱/۶ اسلام آباد

Declaration required under Regulations for Research Students

Hereby I declare that the thesis mentioned in my application for obtaining Ph. D. degree under the title of :

" مالدیپ کی حضارۃ و ادب پر اسلام کے اثرات "

is not substantially the same as one which has already been submitted at any other University nor shall it be submitted in future for obtaining a similar degree of any other University.

Islamabad :
25 August, 1985

(Qari Muhammad Younus)
M.A

مالدیپ کی حضارۃ اور ادب پر
اسلام کے اثرات

مقالہ

برائے

پی ایچ ۔ ڈی

مقالہ نگار :

القاری محمد یونس

ایم ۔ اے ، علوم اسلامیہ ۔ عربی ،

مکان نمبر $\frac{70}{1}$ گلی نمبر 36 ،

ایف 6 / 1 ۔ اسلام آباد

زیر نگرانی :

جناب پروفیسر ڈاکٹر امان اللہ خان

ایم ۔ اے (علوم اسلامیہ) ، ایم ۔ اے (تاریخ)

پی ایچ ۔ ڈی ،

چیئرمین انسٹیٹیوٹ علوم اسلامیہ ،

جامعہ پنجاب، لاہور ۔

۸ ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ

۲۵ اگست ۱۹۸۵ء

اظہار تشکر

مالدیپ ایک اسلامی ملک ہے اور ہمیشہ نامور سیاحوں کی توجہ کا مرکز رہا ہے ۔
مقالہ نگار سیاح تو نہیں لیکن اس کی خوش قسمتی یہ ہے کہ اسے تین سال تک ان جزائر میں رہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور یہاں کے رہنے والوں کی دینی خدمت کا موقع ملا ۔ اسی کے نتیجہ میں یہ خواہش بیدار ہوئی کہ اِن جزائر کے بارے میں تفصیلی معلومات اکٹھی کر کے مرتب کر دی جائیں ۔ لیکن جب کام شروع کیا تو یوں محسوس ہوا کہ اس کے لیے چڑیا کی طرح تنکے چن چن کر آشیانہ بنانا ہوگا ۔ ایک نادر موضوع ہونے کی وجہ سے اکثر کتب خانے اس سے متعلق مواد سے تہی دامن تھے ۔ اور اکثر اہلِ علم اس پر تحقیقی روشنی ڈالنے سے قاصر تھے ۔

مقالہ نگار نے انتھک تلاش و تحقیق کے بعد جزائر مالدیپ کے بارے میں انتہائی مستند اور معتبر مواد اکٹھا کیا اور نامعلوم کہاں کہاں سے نایاب موتی لا کر اس مقالے کے گلدان میں سجائے ۔ اس سلسلے میں جن کرم فرماؤں نے میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا ان میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے چیف لائبریرین جناب انور قریشی صاحب ، پنجاب پبلک لائبریری کے جناب محمد اسلم صاحب ، زینت القراء قاری غلام رسول صاحب ، جناب عبد المالک عرفانی صاحب رکن اسلامی نظریاتی کونسل ، جناب عبد الحئی صدیقی صاحب ، صدر شعبہ عربی و علوم اسلامیہ گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائن لاہور اور پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب چیئرمین شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی قابل ذکر ہیں ۔ میں ان سب کا شکرگزار ہوں ۔
اس سلسلے میں پروفیسر ڈی ۔ ایم ڈنلپ ، کیمبرج یونیورسٹی خاص طور پر تشکر کے مستحق ہیں ۔ انہوں نے انڈیا آفس لائبریری سے مالدیپ کے بارے میں اکتشافات کی یادداشتیں بھیجیں جو مالدیپ کے بارے میں وسیع سروے اور گہری تحقیقات کا نتیجہ ہیں ۔

جناب ڈاکٹر امان اللہ خان صاحب ، چیئرمین انسٹیٹیوٹ علوم اسلامیہ ، پنجاب یونیورسٹی اس مقالہ کی تیاری میں میرے نگران تھے ۔ انہوں نے رسمی رہنمائی سے بڑھ کر

جس طرح قدم قدم پر میری رہبری کی اور ریسرچ کے اصول و قواعد ذہن نشین کرائے مختلف مآخذ کی نشاندہی کی ، مسوّدات کی تیاری اور ترتیب میں خصوصی دلچسپی لی ، یہ تشنگان علم سے ان کی روایتی محبت و شفقت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے - میرا رواں رواں ان کے لیے تشکرّ کے جذبات سے معمور ہے - انھی کے کہنے پر جناب عبدالمالک عرفانی صاحب نے آخری ٹائپ شدہ مسودہ پڑھنے میں میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا -

(القاری محمّد یونس)

فہرست مشمولات

......

فہرست نقشہ جات و تصاویر

نقشہ جات و جدولیں -

تصاویر -

تـقـدیـم

قـدرت نے بحر هنـد کی وسیع و عریض ردائے نیلگون کے ایک گوشے کو لؤ لؤ و مرجـان کے جگمگاتے هوئے جزیرون کے ایک پھیلے هوئے جھومـر سے آراستہ کر رکھا هے - یہی مالدیپ (محل دیب) هے - رشک کہکشان ، جنت نشان ، یہ ایک ننھی سی آزاد ریاست هے جو تہذیب نو کے فتنہ پرور جھمیلون سے دور صدیون سے اپنی رعنائیون کو سمیٹے هوئے الگ تھلگ کنـج امن مین آبـاد هـے -

مالـدیپ کے مجمع الجـزائـر کو بہت سے نامور علماء ، جغرافیا دانون ، تاریخ نگارون اور سیاحون نے بچشم خود دیکھـا ، یا معتبـر ذرائع سے مالـدیپ کے بارے مین قابل قـدر معلومات جمع کین -

خوش قسمتی سے مالـدیپ کے مجمع الجزائـر کا ذکر قدیم کتابون مین بھی ملتا هـے - اس سلسلے مین سب سے قدیم مصدر معلومات خود هندوستان کا ایک عظیم عالم پاتنجلی هے - جو دوسری صـدی قبل مسیح مین بمقام گونـڈا پیـدا هوا - یہ مقام اودھ سے بیس میل شمال مغرب مین واقع هـے -[1] پاتنجلی نے مالدیپ کے بارے مین نہایت معتمد اور صحیح معلومـا ت مہیا کی هین - جو ابو الریحان البیرونی (متوفی ۴۴۳ هـ / ۱۰۵۱ ء) نے اپنی مشهـور تالیف کتاب فی تحقیق ماللهنـد [2] مین درج کر دی هین - مالدیپ سے متعلق وہ تفصیلات جو پاتنجلی کے حوالے سے هم تک پہنچی هین نہایت درست هین اور واقعیت پر مبنی هـین - چنانچـہ اسکی بیان کردہ کیفیت ان جزیرون مین اب تک پائی جاتی هـے - ایسا معلوم هوتا هـے

---

۱ - انسائیکلو پیـڈیا برٹینیکا ، (طبع نہم) ، ۲۱ : ۲۹۲

۲ - البیرونی : کتاب فی تحقیق ماللهند ، حیدر آباد ، ۱۹۵۸ء ، ص ۱۶۹ ، ۱۹۱ ، ۲۳۲ -

کہ پاتنجلی کے یہ بیانات اس کے چشم دید مشاہدات کی روشنی مین مرتب کیے گئے ۔ ابو الریحان البیرونی نے بھی تحقیق کا حق ادا کرتے ہوئے صرف ثقہ اور معتبر معلومات ہی کو جمع کیا ہے ۔ اور پاتنجلی کے بیان کو اپنے لفظون مین بیان کر دیا ہے ۔

البیرونی کی فراہم کردہ معلومات کی تائید و تصدیق بعد کے آنے والے سیاح اور مورخ اپنے عینی مشاہدات کی بناء پر کرتے رہے ہین ۔ البیرونی نے ان جزیرون کو " دیجات " کہا ہے ۔[3]

پاتنجلی کے ہمعصر ایک مشہور یونانی جغرافیہ دان بطلمیوس (Ptolemy) نے، جو ۱۶۱ م تک زندہ تھا، اپنی معرکۃ الآراء کتاب " جغرافیا " مین Taprobane (یعنی لنکا) کا ذکر کیا ہے ۔[4] اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بیان کیا ہے کہ لنکا کے سامنے دور سمندر مین بے شمار جزیرون کا ایک جھرمٹ ہے ۔ ان جزیرون کی تعداد ۱۳۷۸ بتائی جاتی ہے ۔ بطلمیوس نے آگے چل کر Maniolae کا بھی ذکر کیا ہے ۔ شاید ان سے بھی مالدیپ ہی کے جزیرے مقصود ہین ۔ اور ان جزائر کے بارے مین ایک نئی اور دلچسپ تفصیل بیان کی ہے کہ یہان سنگ مقناطیس کی پہاڑی بھی ہے جو کشش مقناطیسی سے کشتیون مین لگی ہوئی لوہے کی میخون کو اپنی طرف بڑی طاقت سے کھینچ لیتی ہے ۔ اور کشتیان تیزی سے کھینچ کر ساحل سے ٹکراتی ہین اور پاش پاش ہو جاتی ہین ۔[5] مگر ایسی ایک مشہور پہاڑی بحیرۂ احمر کے دہانے پر افریقی ساحل کے ساتھ خلیج باب المندب (Gate of Tears) مین واقع ہے ۔[6] بظاہر بطلمیوس نے مالدیپ کے مجمع الجزائر کو باب المندب

---

۳ ۔ " دیجات " جمع دیب، جو دیپ /دیو کا معرب ہے ۔ فارسی مین "جات " کا لاحقہ جمع کے صیغے کے لیے آتا ہے مثلاً پروانہ سے پروانہ جات، کارخانہ سے کارخانہ جات، مصالحہ سے مصالجات، کشتہ سے کشتہ جات (فرہنگ استینگاس)

۴ ۔ Geographia، جلد دوم، ص ۱۷۲ (کتاب ہفتم، باب ۴، فصل ۱ ۔ ۱۵)، نیز دیکھیے ترجمہ بزبان انگریزی از J.W. Crindle (بعنوان Ancient India)، لندن ۱۸۸۵ء ، فصل ۱۳، ص ۲۳۷ ۔

۵ ۔ Geographia، جلد دوم، ص ۱۷۰ (کتاب ہفتم، باب ۲، فصل ۳۱) نیز Ancient India ص ۲۳۹

۶ ۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا، طبع دہم، ۳ ۱۷۹۰، ۲۰ : ۳۱۲ ۔

سے خلط ملط کر دیا ہے ۔

اگرچہ بطلمیوس کو سمندر کے اس خطے میں بنفس خود آنے کا موقع نہیں ملا ، مگر اس نے یہ تمام معلومات سکندر اعظم کے ساتھ آنے والے معتبر مورخین اور ان کے بعد بحر ہند (مشرق) سے بحیرۂ قلزم کے راستے مصر کو آنے جانے والے تاجروں اور سیاحوں سے سن سن کر جمع کی ہیں ۔[7]

بعد ازاں اسکندریہ (مصر) کے ایک نسطوری عیسائی کوسماس (Cosmas) کے مشاہدات سامنے آتے ہیں ۔ کوسماس جسے Indicopleustes یعنی بحر ہند کا جہاز ران کہا جاتا ہے ایک تاجر، سیاح اور جغرافیا دان تھا ۔ اس نے ۵۳۵ م میں اپنی مشہور کتاب، طوبوغرافیا " (بارہ جلدوں میں) تصنیف کی ۔ وہ مالدیپ کے جزائر سے واقف تھا ۔ اس نے لکھا ہے کہ Sielediba (سیلا دیبہ) یعنی سیلون (: لنکا) کے آس پاس بے شمار جزیروں کے مجموعے ہیں جو کئی کئی ٹاپوؤں سے مل کر الگ الگ وحدت کی شکل اختیار کر گئے ہیں ، ان جزائر میں ناریل کے درخت بکثرت پیدا ہوتے ہیں اور یہاں تازہ پانی بھی دستیاب ہے ۔ کوسماس نے ان جزائر کا نام نہیں بتایا ۔[8]

ہمیں یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اس دور کے تاجروں اور سیاحوں کو سمندری سفر کی سہولت فراہم کرنے کے لیے جزیرہ نمائے عرب اور خلیج عربی کے مسلمان جہاز رانوں کی خدمات میسر تھیں ۔ یہ جہاز ران اور ملاح علم الھیئت اور علم النجوم سے گہری واقفیت رکھتے تھے ۔ در اصل یہی مہم جو جہاز ران جب کبھی لمبے لمبے بحری سفروں سے واپس آتے تو اپنی داستان سفر سے لوگوں کو محظوظ کرتے تھے ۔ اور عجائبات عالم بیان کر کر کے سامعین سے داد سخن

---

۷ ۔ Ancient India : J.W. Crindle ، لندن ۱۸۸۵ء ، ص ۲۳۹ ۔
۸ ۔ Collection of Travels: Thevenot باب ہند و چین ۔

پاتے تھے ۔ خلیفہ ھا رون الرشید (۱۷۰ ھ /۷۸۶ م تا ۱۹۳ھ / ۸۰۹ م) کے زمانے کی لکھی ہوئی مشہور عالم الف لیلہ و لیلہ مین سند باد الجہازی کے قصے، چین کی شہزادیون کے افسانے حقیقت مین انھی جہاز رانون اور بحری تاجرون کی داستانون سے اخذ کیے گئے ھین ۔

ڈاکٹر قدرت اللہ فاطمی نے اپنے ایک تحقیقی مقالے مین امام البخاری کی التاریخ الکبیر[9] اور ابن الاثیر کی اللباب فی تہذیب الانساب[10] کے حوالے سے ثابت کیا ھے کہ خلیفہ ابو جعفر المنصور (۱۳۶ ھ / ۷۵۱ م تا ۱۵۸ ھ / ۷۷۵ م) نے چین کے شہنشاہ سوتسانگ (Sui Tsang) کو اس کی درخواست پر مدد کے لیے بہت بڑا جنگی بیڑا بھیجا تھا تاکہ باغی ان لو شان (An-Lu Shan) کی سرکوبی کی جائے ۔ یہ بحری بیڑا لنکا اور مالدیپ کے درمیان سے ھو کر چین تک گیا تھا ۔[11]

اسی دور کے ایک یونانی ملاح پلاڈیوس (Palladius) کو بھی مالدیپ کے مجمع الجزائر مین جانے کا اتفاق ھوا ۔ وہ بیان کرتا ھے کہ ان جزیرون کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ھے ۔[12]

۲۳۷ ھ / ۸۵۱ م مین ایک گمنام مصنف نے سلیمان التاجر السیرانی اور ابو زید البحری کے سفر نامے مرتب کیے ، جنھین Langles نے سلسلۃ التواریخ کے عنوان سے شائع کیا ۔[13] وہ ابو جیش الحکم السواح کے حوالے سے لکھتا ھے کہ بحر ثالث مین ایک

---

۹ ۔ طبع حیدر آباد دکن ، ۱۳۶۳ ھ ، ۲/۲ : ۳۵
۱۰ ۔ طبع قاھرہ ۱۳۶۹ ھ ، ۲ : ۲۳۷ ۔
۱۱ ۔ یونیورسٹی اورینٹل کالج لاھور، جشن نامہ، لاھور ۱۹۷۶ء ، ۲ : ۱۳۹ ۔ ۱۵۶ ۔
۱۲ ۔ Pseudo-Callisthenes: C. Mullers (یونانی/لاطینی) ، باب ھفتم (ص ۱۰۲)
۱۳ ۔ پیرس ۱۸۱۱ء ۔ Renaud اور G. Ferrand نے ترجمے بھی شائع کیے (پیرس ۱۹۲۲ء)

مجمع الجزائر ہے جو " دیبجات " کہلاتا ہے - یہاں ایک ملکہ راج کرتی ہے - ان جزیروں مین ناریل کثرت سے پیدا ہوتا ہے - ہر جزیرہ ایک دوسرے سے ایک آدھ فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے - ان جزائر مین کوڑیاں بھی بڑی کثرت سے پائی جاتی ہین جو بالعموم پانی کی سطح پر آ جاتی ہین - یہاں کپڑا بننے کی مقامی صنعت ہے اور سلی ہوئی قمیضین فروخت ہوتی ہین - سلیمان التاجر السیرافی کا بھی یہاں سے گزر ہوا تھا - [۱۴]

اگرچہ بزرگ بن شہریار الرامہرمزی (متوفی ۳۴۲ ھ / ۹۵۳ م) بحر ہند کے اس خطے سے نہین گزرا مگر اس نے ان جزائر کا ذکر کیا ہے اور انہین " جزائر الزیاب " املاء کیا ہے - [۱۵] المسعودی (متوفی ۳۴۵ ھ / ۹۵۶ م) نے ان جزائر کو الدابیہات لکھا ہے - [۱۶] المسعودی ۳۰۴ ھ / ۹۱۷ م مین ملتان ، سندھ ، کنبایت اور صیمور سے ہوتا ہوا لنکا مین اترا - پھر اس نے مالدیپ بھی دیکھا - اس نے مشاہدۃً بہت سی دلچسپ تفصیلات بیان کی ہین - جب المسعودی ان جزائر مین پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ ان جزائر مین ایک عورت حکمران ہے - [۱۷] الادریسی (متوفی ۵۶۰ ھ / ۱۱۶۶ م) نے بھی ان جزائر کو " الدیبجات " ہی لکھا ہے - الشریف ابو عبداللہ محمد بن محمد الادریسی ۵۳۶ ھ / ۱۱۴۱ م سے کئی سال قبل مالدیپ مین وارد ہوا - وہ لکھتا ہے کہ یہاں ایک ملکہ حکمران ہے - لوگ خوش حال زندگی بسر کر رہے ہین - ملکہ بڑی عدل پسند ہے -

---

۱۴ - سلسلة التواریخ ، پیرس ۱۸۱۱ ، ص ۴ ، ۵ ، ۶ ، ۷ ، ۱۴ -

۱۵ - عجائب الهند ، لائڈن ۱۸۸۳ - ۱۸۸۶ م ، ص ۲۸۱ -

۱۶ - عروج الذهب ، پیرس ۱۸۶۱ م ، ۱ : ۳۳۸ -

۱۷ - مروج الذهب ، پیرس ۱۸۶۱ م ، ۳۳۸ :

ملک مین امن و امان هے ۔ لوگ ملکه کی عـزت کرتے هین اور فرمانبرداری مین کوئی کسـر اٹھـا نهین رکھتے ۔ مختلف تهوارون پر ملکه اور شاهی خاندان کی خواتین هاتهیون پر سوار هو کـر ایک عظیم الشان جلوس کے جلو مین نکلتی هین ۔ ان کے پیچھے پیچھے ملکه کے خاوند ، وزیرون اور امراء اور درباریون کے ٹولے جاتے هین ۔ باجے اور ڈهول بجتے هین ۔ اور یه جلوس جهنـڈے اور جهنـڈیون سے آراسته هوتا هـے ۔[18] مگر ادریسـی کا یـه بیان کـه ملکه اور خواتین محل هاتهیون پر سوار هو کر جاتی هین محال اور مستبعد هے ۔ یهان کے جزیرے نـه هاتهیون کا بوجه برداشت کر سکتے هین نـه یهان پر سمندر پار سے هاتهی برآمد کیے جا سکتے هین ۔[19]

قرائن سے همین پتـا چلتا هے کـه ۵۴۸ ھ / ۱۱۵۳ م مین ابوالبرکات یوسف المغربی البربری ایک عرب مالدیپ مین وارد هوا ۔ یهان ۵۳۵ ھ / ۱۱۴۱ م سے راجـه " تیمو جی مہا کلمنجا " حکمران تها ۔ ابوالبرکات کی کرامات سے یـه راجه حلقه بگوش اسلام هو گیا ۔[20] اور اس کی اطاعت مین اس کی رعایا بهی مسلمان هو گئی ۔ ۶۷۴ ھ / ۱۲۷۵ م مین مارکو پولو چین سے برما ، لاؤس ، سیام ، جاوا ، سماٹـرا ، انڈیمـن ، لنکا اور مالدیپ کے مجمع الجزائـر سے هوتا هوا هرمز کے راستے واپس اٹلی گیا ۔ وه ان جزیرون کی تعداد باره هزار بتاتا هـے ۔ وه مزیـد لکهتا هـے کـه یهان کے سلطان کا لقب یـه هـے :

" باره هـزار جزیرون اور تیره اٹل کا بادشـاه " ۔[21]

---

۱۸ ۔ الادریسـی : نـزهـة المشتاق ، ص ۱۳۵

۱۹ ۔ یـول (H.Yule) Cathay & the Way Thither ، لنـدن ۱۹۱۵ ، ۳ ، ۱۹۲

۲۰ ۔ ابن بطوطـة : تحفـة النظـار ، ۲ :

۲۱ ۔ یـول (H.Yule) The Book of Ser MarcoPolo ، لندن ۱۸۷۱ء ، ۲ : ۳۰۸ ۔

بحر ھند کے اس خطے مین غیر ملکون کے سیاحون ، تاجرون ، جغرافیا دانون اور مورخون کے بحری سفر کا سلسلہ جاری رھا ۔ مگر بہت کم سیاحون اور تاجرون نے اپنے سفرنامے مرتب کیے ، یا ان کے سفرنامے اور یادداشتین ھم تک نہین پہنچین ۔ ان سیاحون مین سے گنتی کے صرف چند عالم ایسے ھین جن کے تاثرات مالدیپ کی ثقافت اور سیاست پر روشنی ڈالتے ھین ۔ ایک ابن بطوطہ ھے اور ایک پائیرارڈ ھے ۔ ان دونون کو مالدیپ مین کافی لمبی مدت تک رھنے کا موقعہ ملا ۔

۷۴۳ ھ / ۱۳۴۳ م مین مشہور عالم ابن بطوطہ مالدیپ مین وارد ھوا ۔ اور اس مجمع الجزائر مین وہ ایک ڈیڑھ سال تک مقیم رھا ۔ اس نے اپنے رحلہ (بعنوان تحفۃ النظار فی غرائب الامصار و عجائب الاسفار) مین مالدیپ کے حالات و کوائف بڑی تفصیل سے بیان کیے ھین ۔ ابن بطوطہ نے ایک معزز شہری بن کر وھان کے معاشرے کے مشاغل اور سرگرمیان دیکھین اور ان مین بھرپور حصہ لیا ۔ وہ دھلی مین بھی قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز تھا اور یہان بھی اسے قاضی القضاۃ (فند یار قالو) کا منصب تفویض کر دیا گیا ۔ اس طرح اسے مالدیپ کے سیاسی ، انتظامی اور ثقافتی معاملات کو بہت قریب سے دیکھنے کی سہولت میسر تھی ۔ یہان تھوڑے عرصے کے بعد ھی اس نے ایک وزیر کی بیٹی سے نکاح کر لیا ۔ پھر تین اور طبقہ کی خواتین کو اپنے حبالۂ نکاح مین لے لیا ۔ دو ایک کنیزین ان کے علاوہ تھین ۔ چنانچہ دیہی نہ جاننے کے باوجود ابن بطوطہ بہت جلد مالدیپ کے باشندون مین گھل مل گیا ۔

تقریباً اسی دور مین ایک سیاح جان (John of Montecorvino) جو غالباً ۱۳۲۸ م مین وفات پا گیا ، مالدیپ مین آیا ۔ وہ یہان کے مختلف اٹولون کے نامون سے واقف تھا ۔ اسی طرح فرانس کا جہاز ران ھنری ثانی (جس کا گزر ۹۶۲ ھ / ۱۵۵۵ م مین ان جزائر سے ھوا) اس وقت کے نامون سے واقف تھا ۔

رمضان ۱۰۱۰ ھ / فروری ۱۶۰۲ م مین فرانس کے قصبہ لاوال (laval) کا
ایک مہم جو سیاح پائیرارڈ (F. Pyrard) سینٹ مالو (St. Malo) کے ایک
بحری جہاز مین سوار ہو کر مشرق کے سفر کو نکلا - یہ جہاز یکم ذوالحجۃ ۱۰۱۰ ھ / مئی
۱۶۰۲ م کو جزیرۂ مالو سمدولا (Malosmadula) کی چٹانون سے ٹکرا کر تباہ ہو
گیا - پائیرارڈ اور اسکے کئی ساتھیون کو جو اس حادثے مین بچ گئے تھے گرفتار کر لیا گیا -
پائیرارڈ مالے کے جزیرہ مین لگ بھگ پانچ سال مقیم رہا - اس وقت کا حکمران سلطان ابراھیم
اس پر مہربان تھا - ایف - پائیرارڈ کو جزیرے مین چلنے پھرنے کی اجازت تھی - اس نے یہان
سے بھاگ نکلنے کی کوشش نہ کی تا آنکہ سلطان ابراہیم ۷ شوال ۱۰۱۵ ھ / فروری
۱۶۰۷ م مین وفات پائی اور ایف - پائیرارڈ کو مالدیپ سے بھاگ نکلنے کا موقعہ مل گیا -

ایف - پائیرارڈ نے مالدیپ کی تہذیب و ثقافت سے متعلق جو تفصیلات بیان کی ھین وہ
نہایت معتمد اور معتبر ھین - اس نے یہان کے لوگون سے میل جول رکھ کر مالدیپ کی
سماجی اور دینی مصروفیتون اور سرگرمیون کا خوب گہرا مطالعہ کیا -

سر ولیم ھجز (W. Hedges) کا ۱۰۹۷ ھ / ۱۶۸۵ م مین ان جزائر
سے گزر ھوا - وہ لکھتا ھے کہ ھم نے سرخ رنگ کا ایک جھنڈا اپنے جہاز پر لہرا دیا تاکہ
یہ تأثر دیا جائے کہ ھم مراکش سے تعلق رکھتے ھین - ورنہ اگر مالدیپ والون کو علم
ہو جاتا کہ ھم انگلستان سے آئے ھین - تو وہ ھمارا مقابلہ کرتے اور ھمین زک پہنچاتے -[۲۲]

یہ ان لوگون کا اجمالی تذکرہ ھے - جو مالدیپ مین وارد ھوئے اور انھون نے مالدیپ
سے متعلق اپنے تاثرات اور تجربات رقم کیے جس کے نتیجے مین مالدیپ کی قدیم تاریخ منظر عام پر
آئی -

مالدیپ کی موجودہ حکومت نے اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے من جملہ دیگر اقدامات کے

---

۲۲ - انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا (طبع نہم) ۱۵ : ۳۳۰

تعلیم قرآن کی خاطر پاکستان سے قاری طلب کیے ۔

میرے لیے یہ انتہائی سعادت ہے کہ حکومت نے اس اعزاز کے لیے مجھے منتخب کیا اور میں جون ۱۹۷۸ م میں تین سال کے لیے مالدیپ پہنچا ۔ اور پورے خلوص اور خدمت دین کے جذبہ سے اپنے اس فرض منصبی کو نبھایا ۔ دین کے ایک ادنی طالبعلم کی حیثیت سے میں نے بیشتر برادر اسلامی ممالک کی قدیم تاریخ کا مطالعہ کیا ہے تاکہ اہل دنیا کو یہ واضح کیا جا سکے کہ اسلام جب بھی کسی ملک میں گیا اس کا مقصد اس ملک کو فتح کرنا اور وہاں کے لوگوں کو محکوم بنانا نہیں تھا بلکہ وہ ایک اصلاحی پروگرام لے کر گیا اور اس نے جلد ہی وہاں کے لوگوں کو ایک آزاد اور صاف ستھری معاشرت مہیا کی ۔ راقم جب مالدیپ پہنچا تو یہاں کے رہنے والوں کی روایتی مہمان نوازی ، سادگی اور اسلام سے محبت نے میرے اس شوق کو اور بھی زیادہ کیا اور میں نے تین سال تک اس ملک کے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ، مختلف زبانوں کی تقریباً ۲۰۰ کتب کی ورق گردانی کی اور مالدیپ کی حضارۃ و ادب پر اسلام کے اثرات کی تحقیق کی ۔ اب میرا یہ مقالہ میرے اسی تحقیقی مطالعہ کا ایک ثمر ہے ۔

امید ہے کہ میری یہ حقیر کوشش اسلام کے اس عظیم احسان کو سمجھنے میں معاون ثابت ہو گی اور اس کے ساتھ ساتھ حالات کی تاریخ کے سلسلے میں ایک قابل قدر اضافہ بھی ہو گا ۔

و ما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

(القاری) محمد یونس

.....

بــــــاب اول

مالـدیپ ، جغـرافیائـی تعـارف

مشہور مورخ و جغرافیہ دان بطلمیوس (C. Ptolemy) نے ، جو ۱۶۱ م تک زندہ تھا ، اپنی معرکہ آرا کتاب " جغرافیا " مین لنکا (Taprobane) کا ذکر کیا ھے اور ساتھ ھی ساتھ یہ بھی بیان کیا ھے کہ لنکا کے سامنے دور سمندر مین بے شمار جزیرون کا ایک جھرمٹ ھے - ان جزیرون کی تعداد ۱۳۷۸ بتائی جاتی ھے - بطلمیوس نے آگے چل کر Maniolae کا بھی ذکر کیا ھے - شاید ان سے بھی مالدیپ ھی کے جزیرے مقصود ھین - ان جزائر کے بارے مین ایک نئی اور دلچسپ تفصیل بیان کی ھے کہ یہان سنگ مقناطیس کی پہاڑی بھی ھے جو کشش مقناطیسی سے کشتیون مین لگی ھوئی لوھے کی میخون کو اپنی طرف بڑی طاقت سے کھینچ لیتی ھے - اور کشتیان تیزی سے کھنچ کر ساحل سے ٹکراتی ھین اور پاش پاش ھو جاتی ھین - (۱) مگر ایسی ایک مشہور پہاڑی بحیرۂ احمر

---

۱ - Geographia ، انٹورپ ۱۲۲۴ م - کتاب ھفتم ، باب ۱ - ۴ .

کے دھانے پر افریقی ساحل کے ساتھ خلیج باب المندب (Gate of Tears) مین
واقع ھے ۔ (۲)

بظاھر بطلمیوس نے مالدیپ کے مجمع الجزائر کو باب المندب سے خلط ملط کر دیا
ھے ۔

پلاڈیوس (Palladius) نے بھی مالدیپ کے مجمع الجزائر کا ذکر کیا
ھے اور کہا ھے کہ یہ جزیرے ایک ھزار کے لگ بھگ ھین ۔ (۳)

کوسماس (Cosmas ۔ حدود ۵۳۵ م) جسے لوگ " بحر ھند کا جہازران "
کے لقب سے جانتے ھین اور جس نے ۵۳۵ م مین اپنی مشہور کتاب " طوپو غرافیا " (بارہ جلدون
مین) تصنیف کی ، مالدیپ کے جزائر سے واقف تھا ۔ اس نے لکھا ھے کہ Taprobane
یا Sielediba (سیلادیبہ) یعنی سیلون (:لنکا) کے آس پاس بے شمار جزیرون
کے مجموعے ھین جو کئی کئی ٹاپوؤن سے مل کر الگ الگ وحدت کی شکل اختیار کر گئے ھین ۔
ان جزائر مین ناریل کے درخت کثرت سے پیدا ھوتے ھین ۔ اور یہان تازہ پانی بھی دستیاب
ھے ۔ کوسماس نے ان جزائر کا نام نہین بتایا ۔ (۴)

مالدیپ ، جسے ابن بطوطہ " مہل ذیب " (۵) کہتا ھے اور جسے آج کل کے
عرب مؤرخ " مالدیف " (۶) لکھتے ھین ، مالے اور دیپ سے مرکب ھے ۔ مالے ان جزائر کی
مملکت کا صدر مقام ھے ۔ سنسکرت مین دیپ (द्वीप) جزیرے کو کہتے ھین ۔ (۷)

---

(۲) انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا ، ۳ : ۱۷۹ ، ۲۰ : ۳۱۶ ۔

(۳) C.Mullers: Pseudo-Collisthenes ، ۱۰۲ ۔

(۴) Thevenot : کتاب Collection of Travels ، ۱۶۹۶ م ، باب : ھند و چین

(۵) تحفتہ النظار فی غرائب الامصار و عجائب الاسفار (طبع کتانی) ، بیروت ۱۹۳۷ م ،
۲ : ۲۵۴ ۔

(۶) د/زکی محمد حسن باك ، و حسن احمد محمود :معجم الانساب والاسرات الحاکمۃ ،
القاھرۃ ۱۹۵۱ م ، ۳۴۹ ۔ ۳۵۲ ۔

(۷) J.J. Thompson : لغات ، طبع ۱۸۳۷ م ، ۹۸ ،

لفظ دیپ بودھوون کی قدیم زبان پالی مین (دیپ) بھی اسی معنی مین آیا ھے ۔(۸) کثرت استعمال سے دیپ کا لفظ " دیو " بن گیا ۔ اور اسی نسبت سے یہان کی مقامی زبان کو " دویھی " کہتے ھین ۔ قدیم عربی مآخذ مین " ذیب " یا " دیب " آیا ھے ۔ مثلاً بزرج بن شہر یار الرامہرمزی (متوفیٰ ۳۴۳ ھ / ۹۵۳ م) انھین " جزائر الذیاب " سے املاء کرتا ھے ۔ (۹) المسعودی (متوفی ۳۴۵ ھ / ۹۵۶ م) نے انھین " الدابیھات " لکھا ھے ۔ (۱۰) البیرونی (متوفیٰ ۴۴۳ ھ / ۱۰۵۰ م) نے تحقیق کے بعد " دیبات " (یعنی جمع دیب جو دیپ کا معرب ھے) بتایا ھے ۔ (۱۱) اور یاقوت الحموی (متوفی ۶۲۶ ھ / ۱۲۲۹ م) نے " الدیبجات " لکھا ھے ۔ (۱۲) اور یہی نام الادریسی (متوفیٰ ۵۶۰ ھ / ۱۱۶۶ م نے بھی دیا ھے ۔

ابن بطوطہ جو ۷۴۵ ھ / ۱۳۴۴ م کے لگ بھگ ڈیڑھ دو سال تک ان جزائر مین مقیم رھا انھین " جزائر ذیبۃ المھل " کے نام سے بھی یاد کرتا ھے ۔ (۱۳) ذیبۃ المھل سے مراد جزیرہ مالے (Male) ھی ھے ۔ " جزائر ذیبۃ المھل " مین جزائر اور دیبہ کا اجتماع کچھ عجیب سا لگتا ھے ۔ بظاھر ابن بطوطہ سے یہ اضطراب محض اس کے سنسکرت نہ جاننے کی بنا پر سر زد ھوا ۔

---

(۸) جوشی (C.V. Joshi) : Manual of Pali ، پونا ۱۹۳۱ م

(۹) بزرج بن شہر یار : عجائب الھند ، لائڈن ۱۸۸۳-۱۸۸۶ م ، ۲۸۱

(۱۰) المسعودی ، ابو علی حسن : مروج الذھب ، پیرس ۱۸۶۱ م ، ۱ : ۳۳۸ ۔

(۱۱) البیرونی ابو الریحان ، کتاب الھند ، لندن ۱۸۸۷ م، ۱۰۳ ۔

(۱۲) معجم البلدان ، مادہ " دیبجات " ۔ فارسی مین " جات " کا لاحقہ جمع کے صیغے کے لیے آتا ھے ۔ مثلاً پروانہ سے پروانجات ، کارخانہ سے کارخانجات، مصالحہ سے مصالجات، کشتہ سے کشتہ جات (فرھنگ استینگاس) ۔

(۱۳) تحفۃ النظار ، ۲ : ۶۵۲ ۔

محل وقوع کے اعتبار سے مالدیپ کے مجمع الجزائر کو بتغیّر یسیر طرح طرح سے بیان کیا گیا ھے - مثلاً عام طور سے بتایا جاتا ھے کہ مالدیپ کا شمال مشرقی کونہ سری لنکا (یعنی جزیرہ سرندیپ ، Ceylon) کے ساحل سے ۳۷۰ میل (۵۹۵: کیلومیٹر) دور (۱۴) ۷ درجے جنوب مغرب مین واقع ھے - دنیا کے نقشے پر مالدیپ اپنی وسعت مین ۷ درجہ $\frac{1}{2}$ ۹ دقیقہ عرض بلد شمالی (۱۵) سے صفر درجہ $\frac{1}{2}$ ۴۵ دقیقہ عرض بلد جنوبی (۱۶) تک پھیلا ھوا ھے اور اپنی چوڑائی مین ۷۲ درجہ $\frac{1}{2}$ ۳۰ دقیقہ طول بلد شرقی (۱۷) سے ۷۳ درجہ ۳۸ دقیقہ طول بلد شرقی (۱۸) تک -

ھمین یہ بھی ذھن مین رکھنا چاھیے کہ مالدیپ سے ستر میل ھٹ کر شمال مین ایک اور بڑا جزیرہ ھے جو " منو کوئے " (Minucoy' یا Minakai) کے نام سے موسوم ھے اور ۸ درجہ ۱۲ دقیقہ عرض بلد شمالی پر واقع ھے - نسل اور زبان کے لحاظ سے جزیرہ " منو کوئے " کے لوگ مالدیپ کے باشندون سے بہت مشابہت رکھتے ھین مگر ایک طویل مدت سے یہ لوگ " کنا نور " کے راجے کے ماتحت رھے - چنانچہ یہ جزیرہ طبیعی ، جغرافیائی اور سیاسی طور پر مالدیپ سے کٹ چکا ھے اور اب یہ Laccadives (لکشا دیپ) کے نام سے مشہور ھے - (۱۹)

---

(۱۴) World Book Encyclopaedia نے بھی یہی پیمائش دی ھے - مگر Encyclopaedia Britannica اور Collier's Encyclopaedia مین ۴۰۰ میل (۶۴۵ کم) درج ھے - Discover Maldives مین ۶۷۰ کم اور Everbody's Encyclopaedia مین ۶۷۲ کم بتائی گئی ھے - غالباً یہ مسافت سری لنکا سے مالے تک ھے -

(۱۵) انسائیکلو پیڈیا برٹینکا مین ۷ درجہ ۷ دقیقہ، نئے انسائیکلو پیڈیا برٹینکا اور انسائیکلو پیڈیا آف اسلام مین ۷ درجہ ۶ دقیقہ درج ھے -

(۱۶) انسائیکلو پیڈیا برٹینکا اور انسائیکلو پیڈیا آف اسلام مین صفر درجہ ۴۲ دقیقہ مذکور ھے -

(۱۷) انسائیکلو پیڈیا برٹینکا مین ۷۲ درجہ ۲۷ دقیقہ، اور انسائیکلو پیڈیا آف اسلام مین ۷۲ درجے کا

(۱۸) انسائیکلو پیڈیا برٹینکا مین ۷۳ درجہ ۵۰ دقیقہ، اور انسائیکلو پیڈیا آف اسلام مین ۷۳ درجے کا

(۱۹) انسائیکلو پیڈیا برٹینکا (طبع نہم) ، ۱۵ : ۳۲۸ (حاشہ)

مالدیپ کے جزیرون کی صحیح تعداد کا اندازہ ابھی تک نہین کیا جا سکا ۔ کیونکہ امتدادِ زمانہ ، مد و جزر اور موج سون کے تھپیڑون سے بہت سے جزیرے زیر آب آ جاتے ھین اور پانی کے اتار سے پھر نمودار ھو جاتے ھین ۔ ابوالریحان البیرونی نے بھی یہی کہا ھے اور اپنے خیال کی تائید مین اس نے ایک واقعاتی شہادت بھی پیش کی ھے ۔ اس نے بیان کیا ھے کہ جب کوئی جزیرہ مضمحل ھو کر سمندر مین ڈوبنے لگتا ھے تو اس جزیرے کے باشندے ناریل کے درختون کو اکھاڑ اکھاڑ کر قریب مین ابھرنے والے جزیرون مین پیوند کر دیتے ھین ۔ اور آھستہ آھستہ اپنا ساز و سامان بھی لے کر نئے جزیرے مین منتقل ھو جاتے ھین ۔ (۲۰)

بطلمیوس نے ان جزائر کی تعداد ۱۳۷۸ بتلائی ھے ۔ بلا ڈیوس کے خیال مین یہ جزیرے ایک ھزار ھین ۔ المسعودی نے اندازہ لگایا ھے کہ یہ جزائر ۱۹۰۰ کے لگ بھگ ھین ۔ Everyman's Encyclopaedia مین ان جزائر کی تعداد ۱۲۳۰ بتائی گئی ھے ۔ مارکو پولو (Marco Polo : جو ۱۲۷۵ م مین چین سے برما ، لاؤس ، سیام ، جاوا ، سماترا ، انڈیمن ، لنکا اور اس مجمع الجزائر (مالدیپ) سے ھوتا ھوا ھرمز کے راستے واپس اٹلی گیا ان جزیرون کی تعداد بارہ ھزار بتاتا ھے ۔ وہ مزید کہتا ھے کہ یہان کے سلطان کا لقب بھی ھے : " بارہ ھزار جزیرون اور تیرہ اٹل کا بادشاہ " ۔ (۲۱)

۱۸۸۰ م کے لگ بھگ جب انگریزون نے اس علاقے کا جائزہ لیا تو انھون نے ۲۰۲ ایسے جزیرے شمار کیے جو اپنے نامون سے مشہور تھے ۔ اور ۱۷۸ جزیرون مین لوگ آباد تھے ۔ (۲۲) انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا (طبع نو) مین ۲۲۰ جزائر کا ذکر ھے جو

---

(۲۰) کتاب الھند ، ۱۰۳ ۔

(۲۱) Marco Polo (طبع ثانی) ۱۸۷۵ م ، ۲ : ۳۱۷ - ۳۱۹ ۔

(۲۲) انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا (طبع نہم) ۱۵ : ۳۲۹ ۔

آباد ھین ۔ (۲۲)

جغرافیائی اعتبار سے بعض جزیرے ایک دوسرے کے اتنے قریب ھین کہ سہولت کے لیے وہ ایک ھی وحدت شمار ھوتے ھین ۔ گویا وہ ایک دوسرے سے اس طرح پیوست ھین کہ وہ ایک ھی سرزمین کے حصے ھین ۔ جزیرون کے ایسے ایک مجموعے کو مقامی زبان میں اتولھا (اٹل) کہا جاتا ھے ۔ ازمنۂ وسطی مین یہ اٹل تعداد مین بارہ یا تیرہ تھے ۔ ابن بطوطہ نے اٹل کو اپنی سہولت کے لیے " اقلیم " کہا ھے ۔

اٹول یا اٹل کا لفظ (Atoll) آج سے چار سو سال پہلے انگریزی زبان مین منتقل ھو گیا ۔ زیدلر (Zeidler) نے Atoll (اور atollon) کو اسم جنس بتلایا ھے ۔ اور کہا ھے کہ اس سے مراد چھوٹے بڑے جزیرون کے ایسے مجموعے ھین جو ایک دوسرے کے بہت قریب ھون (۲۴) سنگھالی زبان مین " اتولھا " سے مراد " اندر ، بیچ " لیا گیا ھے ۔ (۲۵)

مالدیپ کے جزیرون کا مجموعی رقبہ ۱۱۵ مربع میل یعنی ۲۹۸ مربع کیلو میٹر ھے ۔ یہ جزیرے ایک دوسرے کے بہت قریب ھین ۔ ان کا درمیانی فاصلہ میل دو میل سے زیادہ نہین ھے ۔ اور کسی جزیرے کا رقبہ پانچ مربع میل سے زیادہ نہین ۔ اپنی وسعت کے اعتبار سے یہ جزیرے سمندر کے ایک وسیع علاقے پر محیط ھین جو ۵۵۰ میل (۸۸۵ کیلو میٹر) طویل اور ایک سو میل (یعنی ۱۶۰ کیلو میٹر) عریض ھے ۔ یہ جزیرے بلند و بالا پہاڑون سے

---

(۲۳) انسائیکلو پیڈیا برٹینکا (طبع جدید) ، ۱۲ : ۲۹۳ : نقشہ مالدیپ (۱۹۶۹) مین ۲۱۰ جزیرے گنے گئے ھین جن مین لوگ بود و باش رکھتے ھین ۔

(۲۴) Universal Lexicon ، ۱۷۳۲ م ، ذیل مادہ ۔

(۲۵) انسائیکلو پیڈیا برٹینکا (طبع نہم) ، ۱۵ : ۳۲۸ / ھامش ۔

معسری؛ هین اور سمندر کی سطح سے آٹھ دس فٹ سے زیادہ بلند نہین البتہ ایک جزیرہ " وِلنگلی " مین ۸۰ فٹ (۲۴ میٹر) اونچی سطح موجود ہے ۔ (۲۶)

آب و ہوا کے لحاظ سے یہ جزائر خطۂ استوائی سے تعلق رکھتے ہین ۔ یہ خطہ گرم مرطوب ہے ۔ درجۂ حرارت دن کے وقت ۸۰ فارن ہائٹ (۲۷ درجۂ سئی) رہتا ہے ۔ اور فضا مین نمی کا تناسب ۸۰ سے ۱۰۰ فیصد ہوتا ہے ۔ سال مین دو بار بارشون کا زور ہوتا ہے یعنی جون ، جولائی ، اگست ، اور پھر دسمبر ، جنوری ، فروری مین ۔ اوسطاً ۱۰۰ سے ۱۵۰ انچ (یعنی ۲۵۰ سنٹی میٹر سے ۳۸۰ سنٹی میٹر) تک سالانہ بارش ہو جاتی ہے ۔ (۲۷)

ساخت کے اعتبار سے یہ جزیرے مرجانی کہلاتے ہین ۔ ڈارون (Darwin) کے نظریے کے مطابق ہزارون برس پہلے یہ جزیرے برکانی (یعنی آتش فشان پہاڑ) تھے ۔ جو آہستہ آہستہ سمندر کی تہ مین دھنستے رہے ۔ ایسے جزیرے صرف استوائی خطے کے گرم پانیون مین پائے جاتے ہین جہان سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمکتا رہتا ہے اور جہان موسم سرما مین سمندر کی اوسط حرارت ۲۲ اور ۲۸ درجہ فارن ہائیٹ کے درمیان رہتی ہے ۔ ایسے خطے خط استواء سے ۱۸۰۰ میل شمال یا جنوب تک پھیلے ہوئے ہین ، مثلاً یہ بحر ہند ، خلیج عربی ، بحیرۂ احمر ، پانامہ ، مدغاسکر ، ماریشس ، زنجبار اور برازیل کے ساحلون پر ہوتے ہین ۔ بحر الکاہل مین بھی خط استواء کے ساتھ ساتھ ایسے کئی جزیرے موجود ہین ۔ (۲۸) ڈارون کہتا ہے کہ جون جون یہ برکانی جزیرے نیچے دھنستے گئے

---

(۲۶) World Book Encyclopaedia ، ۱۳ : ۸۴ ۔

(۲۷) مصدر سابق ۔

(۲۸) انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا (طبع نہم) ، ۲ : ۳۷۸ ۔

اسی رفتار سے ان جزیرون کے بیرونی کنارے (یعنی شعاب مرجانیۃ) اوپر کو ابھرتے رہے - اس کے بعد گھونگون اور مونگون نے ان جزیرون کے کنارون کے ساتھ ساتھ اپنے گھروندے بنا لیے - ان گھونگون اور مونگون کے گھروندے افریقۃ اور جنوبی امریکۃ کے مغربی ساحلون پر واقع جزائر مین نہین ہوتے کیونکہ وہان پر سرد بحری روئین آ کر ساحل سے ٹکراتی ہین - اور سرد پانی مین گھونگے پرورش نہین پا سکتے - ڈارون نے مزید لکھا ہے کہ یہ گھروندے اپنی طبعی عمر کے بعد جب مضمحل اور بوسیدہ ہو گئے تو ریزہ ریزہ ہو کر سمندر مین گرنے لگے جنھین صدیون سے سمندر کی لہرین اٹھا اٹھا کر ان جزیرون کی سطح پر پھینکتی رہین - (٢٩) مرجان و لؤلؤ کے یہ باریک ریزے ریت کے ذرون کی طرح جزیرون کی سطح ارض پر دو دو ، تین تین فٹ کی تہ کی صورت مین بیٹھ گئے - اور اب یون لگتا ہے کہ جزیرون کی سطح پر سفید رنگ کی چمکیلی اور باریک ریت ہر طرف بچھی ہوئی ہے جو کبھی کبھی ہوا کے جھونکون سے ادھر ادھر اڑتی پھرتی ہے -

یہ جزیرے گہرے پانی مین نہین ہوتے - یا یون کہ لیجیے کہ ان جزائر کے آس پاس سمندر کی گہرائی بیس سے پچیس قد آدم (: Fathom) ہوتی ہے - اور گھونگے بالعموم جنس Astraeidoe سے تعلق رکھتے ہین - (٣٠)

مالدیپ کے جزائر کئی مجموعون مین بٹے ہوئے ہین - ہر مجموعے کو اٹول (: اٹل) کہا جاتا ہے - ابن بطوطۃ نے اٹل کو اقلیم سے تعبیر کیا ہے - اور ان کے نام گنوائے ہین : بالی پور ، کنَلوس ، مہل (یعنی مالے) ، تلا دیپ ، کرایدُو ، رِتیم ، تِلَدُمّتی ، هَلَدُمّتی ، بریڈو (: فلیدو) ، کُند کل ، ملوک اور سُوَید - (٣١)

---

(٢٩) مصدر سابق -
(٣٠) مصدر سابق ، ٢ : ٣٧٧ -
(٣١) تحفۃ النظار ، ٢ : ٦٥٣ -

فرانس کا جہاز ران ہنری ثانی (جس کا گزر ١٥٥٥ م ان جزائر سے ہوا) اس وقت کے نامون سے واقف تھا - اس نے ان نامون کو رومن مین لکھا ہے - مثلاً کرایدو (Karadiva) جو مالے کے شمال مین واقع ہے - کندکل (Condaicoll) ملا دو مدُو اٹل یعنی مہا اٹول کا ایک جزیرہ ہے - رتیم (Oteim) تلا دومتی کے شمال مین واقع ہے - کنڈلوس (Canndalus) ہے - مشہور تیرہ اٹلون کو ہم ایک جدول کی صورت مین پیش کرتے ہین :

جدول صفحہ نمبر ١٩
پر ملاحظہ فرمائیں -

(1979) نقشۂ مالدیپ	ابن بطوطہ	Pyrard	Moresby (1937)	Bell
Thiladunmathi (H) (تلدمتی جنوبی)HD تلدمتی شمالی HA	تلدومتی	Tilla doumatis	Tilla Dou Matte	Tilladummati
Shaviyani(Miladunmadulu North)Miladunmadulu(South) -N ملدمتی	ملدومتی	Milla Doue madoue	Milla Dou Madou	Miladummadulu Miladummadu
Fadiffolu(Lhaviyani) پڈی فولو		Padypolo	Paddipholo	Fadiffolu
Malosmadulu (R-B) مالس مدو North/South		Malos madou	Mahlos Mahdou	Malosmadulu
Male (K) مالے		Male Atollon	Male	Male
Ari (A) اری		Ariatollon	Ari	Ari
Felidu (V) فلیدو	بریدو	Poulisdous	Phah-Lee-doo	Felidu
Mulaku (M) مولک	ملوک	Molucque	Moloque	Mulaku
Nilandu (F/D) نلندو North/South		Nillandous	Nillandoo	Nilandu
Kolumadula (T) کلومندو		Collomandous	Collomandoo	Kolumadulu Kolumandu
Haddunmati (L) ادومتی		Adou matis	Adou Matte	Haddummati
Huvadu (G)Suvadiva GA GD-South North	سوید	Souadou	Suadiva/Hooahdoo	Suvadiva/Huvadu
Fua Mulaku(Gnyaviyani) S(Addu) ادو		Addou(Poua Mollucque)	Addoo(Phoa Moloku)	Addu Fua Mulaka

انتظامی امور کے لیے اب مالدیپ کے جزائر کو انیس اٹولون مین بانٹ دیا گیا ھے - سرکاری نقشۂ مالدیپ (مطبوعۂ ۱۹۷۹ م) کے مطابق ان کی تفصیل حسب ذیل ھے - یہ اٹول اب دویہی زبان کے اکھرو (:حروف) سے معروف ھین ، مثلاً مالے کے اٹول کو " کافُ " کہتے ھین - کبھی کبھی مالے کی بجائے " ھُلّلے " کے نام سے یاد کیا جاتا ھے - جزیرۂ ھُلّلے جزیرہ مالے کے قریب شمال مشرق مین واقع ھے اور یہان مطار دولی (یعنی انٹرنیشنل ایئر پورٹ) ھے -

نام اٹول (رمزی)		نام اٹول (املائے جدید)		صدر مقام	(املائے جدید)	مالے سے فاصلہ	آباد جزیرے
ها الِفُ	(HA)	تلدمتی شمالی	Thiladunma-thi North	ڈِڈُو	Dhidhoo	۳۳۰ کم	۱۶
ها دالُ	(HDh)	تلدمتی جنوبی	Tiladunmati South	نولورنفرو	Nolivaranfaru	۳۸۵ کم	۱۷
شاویانی		ملدمتی شمالی	Miladunma-lu North	فرولفنادُو	Farukothufuna-dhoo	۱۹۵ کم	۱۵
نُونُ	N	ملدمتی جنوبی	Miladunma-dulu South	منادو	Manadhoo	۱۸۰ کم	۱۳
را	R	مالُس مدو شمالی	Malosma-dulu North	اگوُ فارو	Ugoofaaru	۱۳۵ کم	۱۶
با	B	مالس مدو جنوبی	Malosma-dhulu South	ایدفشی	Eydhafushi	۱۳۵ کم	۱۳
لاویانی	LH	لاویانی	Lhaviyani	پدی فولو	Fadiffolu	۱۳۵ کم	۳
کافُ	K	مالے (شمال و جنوب)	Male	مالے	Male	--	۱۰
اَلِفُ	A	اری	Ari	مہی بدو	Mahibadhoo	۷۵ کم	۱۸
واوُ	V	فلیدو	Felidhoo	فلیدو	Felidhoo	۷۵ کم	۵
میمُ	M	ملوک	Mulaku	مُلی	Muli	۱۳۵ کم	۹
فافُ	F	نِلندو شمالی	Nilandu North	مگودُو	Magoodhoo	۱۲۰ کم	۵
دالُ	Dh	نلندو جنوبی	Nilandu South	کُدَہوادُو	Kudahuvadhoo	۱۶۵ کم	۸
تا	Th	کلومدو	Kolumadulu	ویماندو	Veymandhoo	۱۹۵ کم	۱۳
لامُ	L	ادومتی	Haddunmati	ہِتادُو	Hithadhoo	۲۲۰ کم	۱۲

نام اٹول (رمزی)		نام اٹول (املائے جدید)		صدر مقام (املائے جدید)		مالے سے فاصلہ	آباد جزیرے
گافُ اَلِفُ	GA	سوادیو شمالی	Suvadiva (Huvadu) North	وِلِگلی	Viligili	۳۲۰ کم	۱۰
گافُ دالُ	Gdh	سوادیو جنوبی	Suvadiva (Huvadu) South	تِنادُو	Thinadhoo	۳۲۰ کم	۱۰
نویانی	GN	نویانی (فواملاکو)	Gnyavi-yani Fua Mulaku	مُلہ	Foah Mulah	۲۹۵ کم	۱
سینُ	S	ادو	Addu	ہِتادُو	Hidhadhoo	۵۲۵ کم	۶

......

جزائر مالدیپ کے ساحل کے ساتھ ساتھ سمندر کے گہرے نیلے رنگ کا شفاف پانی ایک دلفریب سماں پیدا کرتا ہے بالخصوص جب آس پاس پانی میں رنگ برنگ کی چھوٹی بڑی مچھلیاں ادھر ادھر اٹھکیلیاں کرتی پھرتی ہیں ۔ ساحل کے ساتھ ساتھ پانی کے نیچے نوکیلی چٹانیں بڑی کثرت سے پائی جاتی ہیں ، جو پاؤں کو زخمی کر دیتی ہیں ۔

ان جزائر میں استوائی خطے کے تمام پودے اور درخت پائے جاتے ہیں ۔ بالخصوص یہاں کی گھاس گھنی اور گہرے سبز رنگ کی ہر جگہ پائی جاتی ہے ۔ البتہ سفید ریت کے قطعے خالی رہ جاتے ہیں ۔ جزیروں کے کناروں پر سمندر کے پانی کے ساتھ ساتھ ناریل کے گنجان جھرمٹ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ کشتیوں میں آنے والے مسافروں کو ان پر جنگل کا گمان ہوتا ہے ۔ ناریل (نَرول) جو قدرے پست قامت کا ہوتا ہے اور جس کا پھل سنگترے کے برابر ہوتا ہے ان جزائر کی خاص پیداوار ہے ۔ دیگر انواع و اقسام کے پھل بھی پیدا ہوتے ہیں ۔ مثلاً انار ، سنگترہ اور اسکی مختلف قسمیں میٹھا ، کیلا ، انناس ، تمر ہندی ، لیموں ، ارنڈ کا خود رو جنگلی درخت عام ہے ۔ چھالیا کے درخت بھی جا بجا ملتے ہیں ۔ چھوٹے ناریل (یعنی اتیل پُول) کی کاشت کی جاتی ہے ۔ اور کئی قسم کی سبزیاں بھی کاشت کی جاتی ہیں ۔ مثلاً آلو ، بینگن ، سرخ مرچ ، ٹماٹر ، اروی ،

کچالو عام طور سے بوئے جاتے هین - اس اروی نما سبزی کو یہان کے لوگ " اِتُل پول " کہتے هین - یہ حجم مین ایک مٹھی کے برابر هوتی هے - اسے کوٹ پیس کر دھوپ مین سکھا لیتے هین - یہ نشاستے کی طرح آٹا بن جاتی هے - پھر اسے مرتبان وغیرہ مین محفوظ کر لیتے هین - کبھی کبھی دودھ مین گوندھ کر اس کی اطریۃ (: سویان) کی طرح کی چیز بنا لیتے هین - ان سویون کو ناریل کے دودھ مین پکا لیتے هین - یہ سویان بہت لذیز هوتی هین - ابن بطوطہ کو یہ سویان بہت پسند تھین - (۳۲) کبھی " اتل پول " کے آٹے کا گاڑھا شوربہ بنا کر پیتے هین - اور کبھی اس کے آٹے کے کیک اور بسکٹ بھی بنا لیتے هین - (۳۳) اسکے علاوہ بھبی، کنگنی ، باجرا (: اُرا) اور اس طرح کی فصلین بھی کاشت کی جاتی هین - جنوبی اٹولون مین گندم (: گوندم) خاصے بڑے پیمانے پر کاشت کی جاتی هے - مگر چاول جو ان جزائر کے باشندون کی محبوب و مرغوب غذا هے یہان پیدا نہین هوتے - اور همیشہ لنکا اور دیگر علاقون سے درآمد کیے جاتے هین - کاشتکاری صرف سوید (: سوادِیو) هی مین هوتی هے -

قدرت کی نیرنگی ملاحظہ هو کہ هر اٹول کی پیداوار دوسرے اٹول کی پیداوار سے مختلف هوتی هے - جو پودے ایک اٹول مین اگتے هین وہ دوسری جگہ عام طور سے نظر نہین آتے - گویا هر اٹول کے باشندون کو قدرت نے دوسرے اٹول کا محتاج بنایا هے - یہ حال یہان کی صنعتون کا بھی هے - مثلاً جولاهے ایک اٹول مین کام کرتے هین ، اور دوسرے اٹول مین لوهار ، اور تیسرے مین سنار - اسی طرح صف بافی (: چٹائی بننے) کا کام کسی اور اٹول مین هو گا - کمھار کسی اور اٹول مین آباد هونگے - یہ سلسلہ تقریباً اب تک جاری هے - چنانچہ " دلندو " کے دو اٹولون (نزاو ربدُو اور بِلدُو) مین سنار هی بستے هین -

جہان تک حیوانات ، چرند پرند کا تعلق هے ، ان جزائر مین کبوتر ملتے هین جو سیاہ

---

(۳۲) تحفۃ النظار ، ۲ : ۲۵۵ -

(۳۳) الف - پائیرارڈ ، ۱۱۲ -

ھوتے ھین یا سفید ۔ کوّے اور بطخین بھی پائی جاتی ھین ۔ ساحل کے ساتھ ساتھ مونگے اور سیپیون کے علاوہ کچھوے بڑی تعداد مین ملتے ھین ۔ اور خشکی پر چوھے ، سانپ ، بلیان ، چھپکلیان ، نیولے ، چمگادڑین عام ھین ۔ چوھے ناریل کے درختون پر چڑھ جاتے ھین اور پھل کو کاٹ کاٹ کر خراب کر دیتے ھین ۔ مچھر اور کھٹمل بھی بڑی تعداد مین پیدا ھوتے ھین ۔ اور سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز یہان کی چیونٹیان ھین جو ھر گلی اور ھر مکان مین اس کثرت سے پیدا ھوتی ھین کہ لوگون کو اپنے کھانے پینے کی اشیاء کو سنبھالنا مشکل ھو جاتا ھے ۔ اس لیے یہان کے لوگ مأکولات کو مضبوط ڈھکنے والے برتنون مین رکھتے ھین ۔ لکڑی کی چھوٹی چھوٹی ڈبیان اور پیچدار ڈھکنے والے پیالے عام بنائے جاتے ھین ۔

لوگ مرغ بھی عام پالتے ھین ۔ بھیڑین اور بکریان بھی خاصی تعداد مین ملتی ھین ۔ اور لوگ بالعموم انھی کا گوشت کھاتے پکاتے ھین ۔ گائے اور بیل صرف مالے مین پائے جاتے ھین ۔ گھوڑا ، گدھا ، خچر اور اسی نوع کے دیگر بار برداری کے جانور یہان ناپید ھین ۔ البتہ وزرا اور امراء کی سواری کے لیے چند گھوڑے برآمد کیے جاتے تھے ۔ ابن بطوطہ کو سواری کے لیے ایک گھوڑی دے دی گئی تھی ۔ یہ لوگ بار برداری اور نقل و حمل کے لیے چھوٹی بڑی کشتیون کو استعمال کرتے ھین ۔ اب دھیرے دھیرے موٹر گاڑیان استعمال ھونے لگی ھین ۔

ان جزائر مین کتا نظر نہین آتا ۔ یہان کے باشندے کتے کو پلید اور نجس جانتے ھین ۔ اگر اتفاقاً کسی کو کتا چھو لے تو اسے نہانا لازم آتا ھے ۔ (۳۲) یہان ایسے جنگلات نہین پائے جاتے جہان شیر ، چیتا ، بھیڑیا ، لومڑ ، اور بندر رہ سکین ۔

بدیہی طور پر یہان سمندری مچھلیان اتنی انواع و اقسام کی پائی جاتی ھین کہ ان کا احصاء اس مقالے کے نطاق سے باھر ھے ۔ بہر حال بونیٹو ، ٹونا ، سکپ جیک اور میکرل بہت

---

(۳۲) الف ۔ پائرارڈ نے بیان کیا ھے کہ ایک بار سلطانِ وقت کی خدمت مین چند پرتگالیون نے اعلی نسل کے دو کتے پیش کیے ۔ سلطان نے تحفہ تو قبول کر لیا مگر بہت جلد اس نے ان کتون کو سمندر مین ڈلوا کر مروا دیا ۔ (ص ۱۱۷)

مشہور ہین - اور یہی مچھلیاں دساور کو بھیجی جاتی ہین - ایک مچھلی جسے Paimones کہتے ہین کبھی کبھی دیکھنے مین آتی ہے - یہ مچھلی آدم خور ہے - (۳۵) بظاہر یہان کی جنگلی جڑی بوٹیون اور خود رو بیلون پر کسی عالمِ نبات (: botanist) نے ابھی تک مستقل محققانہ کام نہین کیا - چمپا اور چنبیلی کے پھول عام ہین - زرد چنبیلی کو عرب مدت تک " عرار " (Ox-eye) سمجھتے رہے -

......

---

(۳۵) ایف - پائیوارڈ ، ۹۶ -

بــــــــاب ثــانــی

مــالـدیپ ــ بـاشـنـدے ، زبـان اور تـمـدن

مالـدیپ کے باشندے نسلاً آریائی هین ـ شنگھالی نسـل اور مالا بار کے لوگون سے مشـابـه هین ـ ان کے نقـش تیکھـے هین اور بـدن کی رنگت عام طـور سے زیتونی هے ، مگر عورتون کا رنگ صاف اور نکھرا هوا هے ـ خاص طـور پر شاهی خاندان کی خواتین اپنے گورے رنگ ، تیکھـے اور ترشـے هوئے نقوش ، سیاه بالون اور کشاده آنکھون کی وجه سے یورپ کے حسن کو مات کرتی هین ـ (۱)

عرب تاجـرون اور آباد کارون کے توسط سے یهان کے باشنـدون کی رگون مین سـامی خون موجود هے ـ مالے مین لوگ مختلف النسل هین ـ یهان افریقه، عرب ، ایران اور شرق بعید سے تاجـر اور جهاز ران آتے جاتے رهے اور یهان بود و باش اختیار کر کے یهین کے هو رهے ـ

مالـدیپ کے قدیم باشنـدے بالعموم پانچ سـوا پانچ فٹ قـد کے نحیف الجثـه، منکسـر المزاج ، مهمان نواز ، امن پسند اور دوست دار هین ـ یه لوگ پر امن ، ذهین اور محنتی هین ـ ساده مگر منظم زندگی بسر کرتے هین اور قانون کے احترام کو هاتھ سے نهین جانـے دیتے ـ عادات و اخلاق کے اعتبـار سے مالـدیپ کے باشنـدے بهت مهذب اور شائسته هین ـ

---

(۱) الیف ـ پائیـرارڈ ، ۱۰۶ ـ

البتہ جنوبی علاقے کے لوگ مقابلۃً کرخت اور الھڑ ھین - ان کے نقش بھی موٹے اور بھدے ھین اور رنگ بھی سانولا ھے - ان کی عورتین کسی زمانے مین نیم برھنہ پھرتی تھین - مگر اب لباس پہننے لگی ھین -

یہ لوگ زمانۂ قدیم سے یہان آباد ھین اور بودھوون کی پرانی سنبھالی سے ملتی جلتی زبان بولتے ھین - یہان کی دیوھی زبان مین ایک کثیر تعداد ایسے الفاظ کی ھے جو سنہالی (: شنگھالی) اور پرانی ایلو سے مشتق ھین -

ھنری ییول (: Henry Yule) نے ۱۸۸۵ م کے لگ بھگ اس دور کی دیوھی زبان کے الفاظ کا تجزیہ کیا اور مندرجۂ ذیل گوشوارہ مرتب کیا :

۱ - ایسے الفاظ جو بدیہی طور پر شنگھالی سے مشتق ھین	۵۸ فیصد
۲ - ایسے الفاظ جو کسی حد تک شنگھالی سے مماثل ھین -	۲٫۲ فیصد
۳ - عربی اور فارسی کے الفاظ	۱۰٫۶ "
۴ - ملائی زبان کے الفاظ	۱٫۹ "
۵ - تامل کے الفاظ	۱٫۱ "
۶ - پرتگالی الفاظ	۱٫۱ "
۷ - سنسکرت اور پالی کے الفاظ (جو شنگھالی نہون)	۰٫۸ "
۸ - غیر معین الفاظ	۲۲٫۳ "

بیل (: H.C.P. Bell) نے سلطانِ وقت کے ان مراسلات کے الفاظ کی تحلیل پیش کی جو لنکا کی حکومت کو روانہ کیے گئے - بیل کے اندازے کے مطابق ۶۵ فیصد الفاظ شنگھالی اور سنسکرت کے ھین - (۲)

دیوھی زبان کا قدیم رسم الخط " ایلو اکھرو " (: ایلو کے حروف) کہلاتا تھا اور

---

(۲) انسائیکلو پیڈیا برٹینکا ، (طبع نہم) ، ۱۵ : ۳۲۰

پیتل کی پتریسون (: لوُما فانُ) پر کندہ کیے ہوئے چند نوشتے دستیاب ہوئے ہیں - اس کے بعد " دیبھی اکھرو " نے ایلو اکھرو کی جگہ لے لی - یہ رسم الخط شنگھالی رسم الخط سے بہت قریب ہے - یہ دونوں خط بائین سے دائین لکھے جاتے تھے - سترھوین صدی میلادی مین نیا رسم الخط ایجاد ہوا جو بہت جلد مقبول ہو گیا - یہ عربی ، فارسی کی طرح دائین سے بائین لکھا جاتا ہے - اسے " تانا " کے نام سے یاد کیا جاتا ہے - عربی کی طرح اس کے حروف پر حرکات (Vowel marks) دی جاتی ہین - عربی کے ہندسے (ایک سے نو تک) دیبھی کے پہلے نو حروف سے تعبیر کیے جاتے ہین - عرب ، ایران ، افریقہ اور ہندوستان کے تاجرون کے میل جول سے اس زبان مین دوسری زبانون کے کئی الفاظ داخل ہو گئے ہین -

" تانا " رسم الخط کے لیے ابھی تک ٹایپ رائٹر (Type-writer) نہین بنایا جا سکا - البتہ ۱۹۷۷ م مین مالدیپ کی حکومت نے اپنی قومی زبان کے لیے لاطینی حروف اختیار کرنے کا فیصلہ کیا - ہم اگلے صفحے پر ان تینون رسم الخط کا عکس پیش کرتے ہین - جسے ہم نے آدم مانیکُو وغیرہ کی کتاب Discover Maldives سے لیا ہے - (۳)

---

(۳) صفحہ ٦ -

(Dhives Script)

ދިވެހިރާއްޖެއަކީ ބަޙްރުހިންދުގެ ތެރޭގައިވާ ރަށްތަކެކެވެ

(Thaana Script)

Dhivehi Raajje akee Bah'ru Hindh ge
thereygai vaa rah thakekeve,
(Dhivehi written in Latin script)

<u>Discover Maldives</u>.

یہان یہ بات بیان کر دینے مین ھمین کوئی باک نہین کہ مالدیپ کی حضارۃ پر عربون کی تہذیب و تمدن اور اسلام کی گہری چھاپ ھے - اور مالدیپ کے باشندون نے عربون اور مسلمانون سے بہت کچھ حاصل کیا - ھم آگے چل کر باب خامس مین اس موضوع پر مفصل بحث کرینگے - البتہ یہ بات درست معلوم ھوتی ھے کہ عربی زبان کے اثرات قبول کرنے مین مالدیپ کا علاقہ ایران ، عراق ، ترکیہ ، پاکستان اور ھندوستان کی نسبت خاصا سست رفتار رھا -

سیاحون اور جہاز رانون کے بیانات سے پتہ چلتا ھے کہ مالدیپ کے لوگ آج سے تین سو سال پہلے پڑھ لکھ لیتے تھے - آج بھی مالدیپ مین شرح خواندگی ۸۲ فیصد سے زیادہ ھے - دیوہی زبان مین کتابین لکھی جاتی تھین اور لوگ بڑے شوق سے پڑھا کرتے تھے - اور جب سے یہ زبان عربی کی طرح دائین سے بائین لکھی جاتی تھی ، الگ سکول اور مدرسے نہ تھے - مسجدون مین واعظ ، مؤذن (، امام) یا ملا نہ صرف قرآن کریم کی قراءۃ ناظرہ سکھلاتے تھے بلکہ دیوہی زبان مین لکھنا پڑھنا بھی سکھلاتے تھے - عام طور سے لکڑی کی تختی پر لکھنے کی مشق کروائی جاتی تھی - بعد کو تحریرین اور یاد داشتین پتون پر لوھے کے قلم سے لکھی جاتی تھین - (۴) کاغذ صرف قرآن مجید اور خاص خاص کتابون کے لیے استعمال ھوتا تھا -

مالدیپ مین بارھوین صدی میلادی کے کتبے ملے ھین جو عربی مین ھین - یہ کتبے یہان کے مقامی درخت کنڈو کی لکڑی پر کندہ کیے گئے ھین - ان کا رسم الخط اور کندہ کرنے کا انداز شاہ رکن عالم (ملتان) کے مزار کے کتبون سے مماثل ھے - چونکہ یہ کتبے مالدیپ کے مقامی درخت کندو کی لکڑی پر کندہ کیے گئے ھین اس لیے گمان غالب یہی ھے کہ لکڑی پر کندہ کرنے والے کاتب اور کاریگر ملتان اور دیگر مقامات سے یہین آ گئے - اگلے صفحے پر ھم اس کا ایک نمونہ پیش کرتے ھین -

---

(۴) الف - بائیرارڈ ، ص ۱۸۵ -
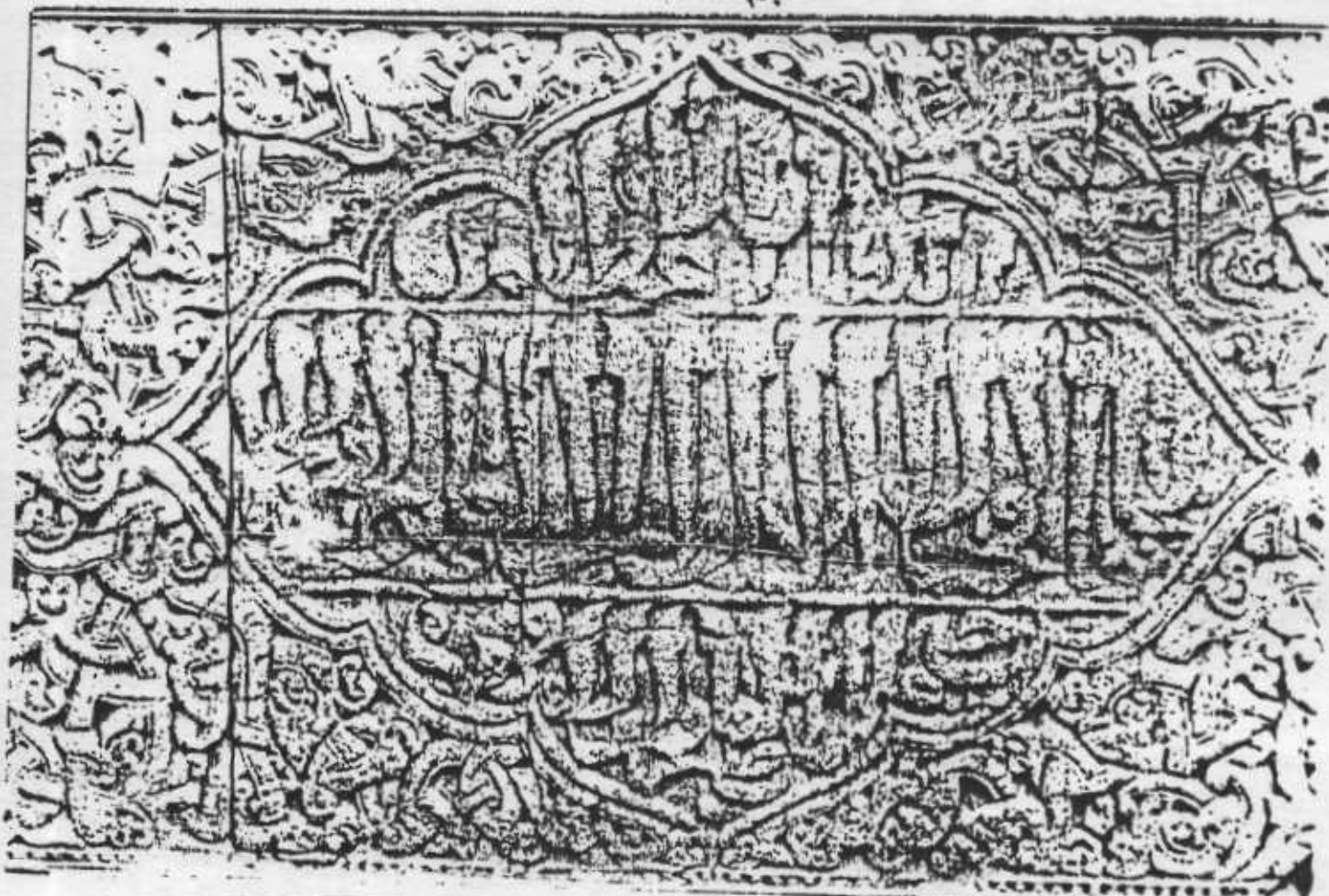
Wooden engraving in Arabic at Hukuru Miskith Male' about the conversion of Maldives to Islam.
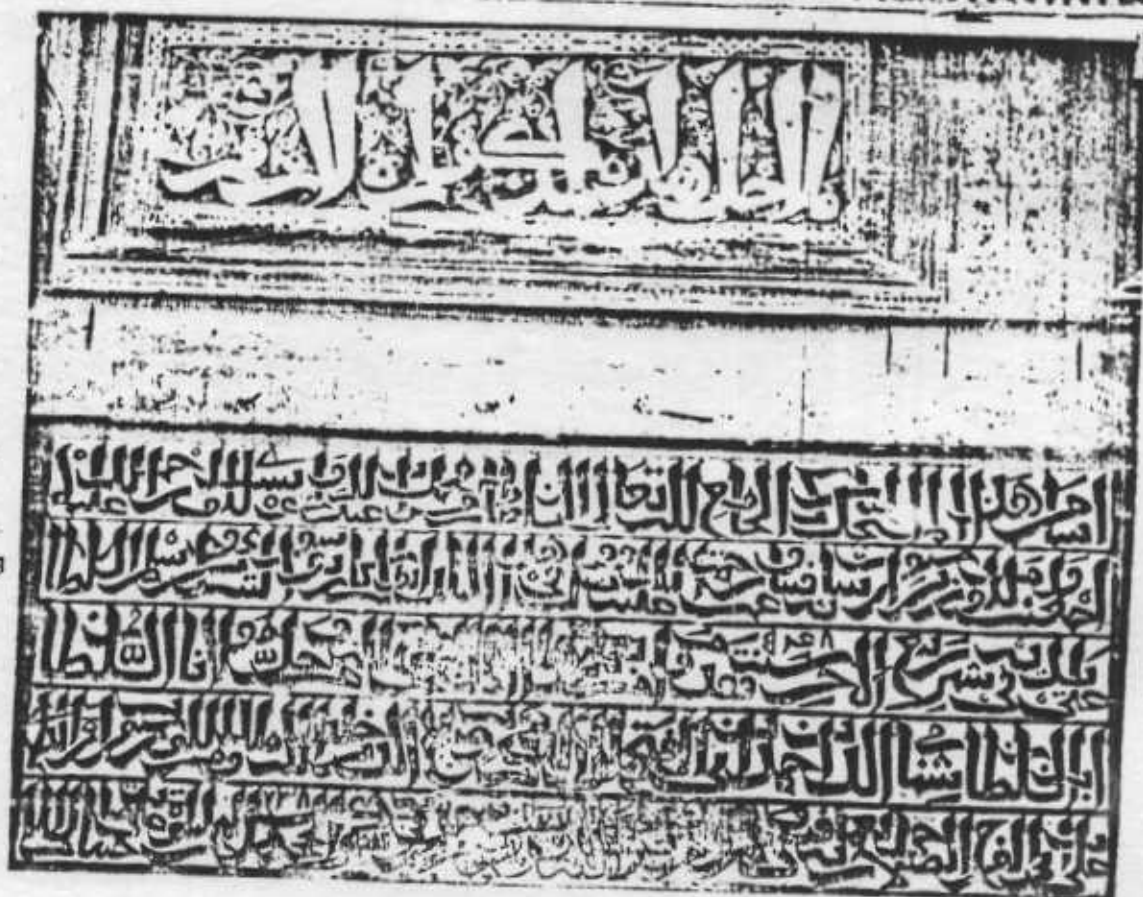
آب و ہوا کی مناسبت سے مالدیپ کے لوگ سادہ اور ہلکا لباس پہنتے ہیں - اور اپنے عام پیشہ کے لحاظ سے ان کا عام لباس مختصر ہوتا ہے - مثلاً عامتہ الناس جو مچھیرے، ماہی گیر، اور مزدور ہوتے ہیں - لنگوٹی پہنتے ہیں - یا زیادہ سے زیادہ گھٹنوں تک چوڑی دھوتی باندھتے ہیں - اس پر آدمی ران تک ایک اور کپڑا جو نیلے یا سرخ رنگ کا ہوتا ہے باندھ لیتے ہیں - پڑھے لکھے لوگ پاجامہ (:هُرُ والُ / سروال) پہنتے ہیں - کمر بند (:مندُ) لپیٹنا فیشن میں شمار ہوتا ہے اور سر پر رومال جسے وہ اپنی زبان میں " رُما " کہتے ہیں - کمر بند میں نقدی رکھتے ہیں، بائیں طرف پان، دائیں ٹ پہلو میں چاقو - ہر شخص چاقو رکھنا اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے - بڑے بڑے لوگ بلکہ سلطان بھی اپنی حیثیت اور مرتبت کے مطابق چاقو یا خنجر رکھتا ہے - کمر بند کے ساتھ باریک سی زنجیر میں خلال ہوتا ہے جو عموماً چاندی کا بنا ہوتا ہے - سر پر رومال عموماً سرخ رنگ کا ہوتا ہے - " دِگُو " لباس جو لمبے چغے پر مشتمل ہوتا ہے صرف جمعہ کے دن پہنا جاتا ہے - پگڑی (:فگدی) پہننا صرف سلطان کا حق ہے یا اس کے خاندان کے معمر لوگ ہی پگڑی باندھتے ہیں - بڑے لوگ چغے (:گون gown) پہنتے ہیں - جو مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں، حاشیہ سفید اور نیلا، آستین کہنی تک -

اب نئی روشنی نے مالدیپ کے قدیم روایتی لباس میں خاصی تبدیلی پیدا کر دی ہے - کچھ لوگ کوٹ پتلون پہننے لگے ہیں - مگر موسم کی شدت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے مقامی لباس کو ترجیح دیتے ہیں - بیل (: Bell) لکھتا ہے کہ کچھ عرصہ سے یہاں پاجامے (جسے لوگ " هرو والو " کہتے ہیں) کا بھی رواج چل نکلا ہے - پاجامے پر بھی وہ کمر بند (:مندو) باندھتے ہیں اور سر پر " رُبا " (یعنی رومال) رکھتے ہیں -

ایک زمانے تک مرد لمبے بال رکھتے تھے ۔ سلطان کے پیش کار اور سپاھی خاص طور پر لمبے بال رکھتے تھے ۔ جنھین وہ ایک طرف جوڑا باندھ کر سجا لیتے تھے ۔ تقریباً ساٹھ ستر سال سے لوگ سر منڈوانا یا بال کتروانا پسند کرنے لگے ھین ۔ نو سال کی عمر تک کے لڑکون اور لڑکیون کے بال منڈوائے جاتے ھین ۔ لڑکون کے تمام بال مونڈ دیے جاتے ھین صرف بھوئین رہ جاتی ھین ۔ لڑکے لڑکی کی تمیز کے لیے لڑکی کے سر کے گرد بالون کی ھلکی سی جھالر رھنے دی جاتی ھے ۔ اب لوگ یورپین طرز پر بال کٹواتے ھین ۔

مرد داڑھی رکھتے ھین ۔ نوکدار سپھنی (یا فرنچ کٹ) داڑھی کا بہت رواج رھا ھے ۔ اب لوگ داڑھی مونڈتے ھین ۔ پہلے لوھے یا تانبے کی قینچیان ملتی تھین ۔ اب باھر سے عمدہ قسم کی قینچیان ، استرے ، اور بلیڈ بازار مین آ گئے ھین ۔ ایک زمانے تک پیتل کے آئینے استعمال ھوتے رھے ۔ یہان حجام بہت کم ھین ۔ اور جو حجام یہان نظر آتے ھین وہ بالعموم مسجد کے باھر بیٹھ کر زلف آرائی کرتے ھین ۔ (۵) پندرہ سال کی عمر کے بعد ھر لڑکا اور مرد اپنا ذاتی آرائشی سامان رکھتا ھے ۔ ایک دوسرے کی کنگھی اور قینچی استعمال نہین کرتے ۔ بدن کے بالون کو ھاتھ سے چھونا پسند نہین کرتے کہ یہ پلید کام ھے ۔ بالون کو چھو لینے کے بعد ھاتھ دھو لیتے ھین ۔ عام طور سے جمعہ کے جمعہ ناخن تراشتے ھین ۔ کٹے ھوئے بالون اور ترشے ھوئے ناخنون کو دُور جا کر دفنا دیتے ھین ۔ (۶) مالدیپ کے لوگ بہت طہارت پسند ھین ۔ دن مین دو دو تین تین بار نہاتے ھین ۔ اگرچہ عام طور پر ننگے پاؤن چلتے ھین مگر گھر مین یا مسجد مین داخل ھونے سے پہلے پاؤن دھو کر اور اچھی طرح پونچھ لیتے ھین ۔

---

(۵) الف ۔ پائیرارڈ ، ص ۱۱۱ ۔

(۶) مصدر سابق ، ص ۱۱۰ ۔

عورتین عموماً ننگے سر گھومتی پھرتی ھین - ان کا لباس خوشنما ھوتا ھے - ریشم یا روئی کی واسکٹ پہنتی ھین - اس کے اوپر لہراتا ھوا لہنگا کا لباس کندھوں سے پاؤن تک زیب تن کرتی ھین - روایتی طور پر مالدیپ کی عورتین سر پر لمبے گھونگٹ ڈالتی ھین - ملکہ اور بڑی خواتین کے سامنے یہ گھونگٹ اتار دیتی ھین - اوپر کے طبقے کی خواتین پالکی مین جاتی ھین - اور دن کو نہین نکلتین - عورتین پاؤن کے تلوؤن کو حنا پتی سے سرخ رنگنا فیشن خیال کرتی ھین - عورتون کے بال سیاہ، گھنے اور چمکیلے ھوتے ھین - بالون کو سنوارنا، پھولون سے سجانا اور خوشبوؤن سے مہکانا ان کا مقبول مشغلہ ھے - اب مغرب سے نئے سامان آرائش آ گئے اور طور طریقے بدل گئے -

لباس اور پوشاک کی طرح یہان کے لوگون کا خورد و نوش بھی سادہ ھے - چاول اور مچھلی ان کی مرغوب غذا ھے - کھانے سے پہلے نیم پختہ ناریل یا اس کا پانی پیتے ھین - کھانا انگلیون سے کھاتے ھین - صدیون سے یہان چمچہ کا استعمال نہ تھا - اب چمچہ، چھری کانٹے سبھی کچھ آ گئے - روایتی طور پر یہ لوگ زمین پر چٹائی بچھا کر اور اطمینان سے بیٹھ کر کھانا کھاتے ھین - کھانا کھاتے وقت نہ پانی پیتے ھین نہ بات کرتے ھین - اور کھانا جلدی جلدی کھاتے ھین - اور نہین چاھتے کہ انھین کوئی کھانا کھاتے دیکھے - وہ کسی پچھلے کونے مین چلے جاتے ھین اور پردہ چھوڑ دیتے ھین - اتنی احتیاط برتتے ھین کہ کھانے یا پینے کی کوئی چیز نیچے گرنے نہ پائے - کھانے مین اگر چیونٹی، مکھی یا گرد گر پڑے تو وہ کھانا پرندون کے آگے ڈال دیتے ھین - فقیرون کو بھی وھی کچھ دیتے ھین جو وہ خود اپنے لیے پسند کرتے ھین - پس خوردہ اور باسی کھانا کسی کو پیش کرنا یا فقیر کو دینا گناہ سمجھتے ھین - مٹی کے برتن کم کم استعمال کرتے ھین - صرف پانی کا مٹکا ھی مٹی کا ھوتا ھے - چینی اور پورسلین (porcelain ،) کے برتن زیادہ استعمال مین

لاتے هین - کبھی کبھی گول ڈبیا جس پر لیکر (: Lacquer) یعنی لاکھ کا رنگ اور نقش و نگار هوتا هے استعمال کرنا قابل فخر سمجھتے هین - اور لکڑی کی پلیٹ (: کرنڈی) جس پر مضبوط رنگدار ڈھکنا هوتا هے - مہمانون کے سامنے رکھتے هین - ایسی کرنڈیان کھانے کی چیزون کو چیونٹیون سے محفوظ رکھتی هین - اگر کسی چینی کے برتن مین بال آ جائے تو اسے فوراً توڑ پھوڑ کر باهر پھینک دیتے هین -

کھانے مین چاول، مچھلی ، مرغ کا شوربہ ، بھنا هوا گوشت ، خلیع ، (۷) کیلون کی بھجیا ، کھیرنی (فرنی) پیش کی جاتی هین - " اتل پول " کے آٹے کی بنی هوئی سویان ناریل کے پانی مین پکا کر کھائی جاتی هین - ابن بطوطہ کو یہ سویان بہت پسند تھین - (۸)

ان کے هان کھانے کا کوئی وقت مقرر نہین - (۹) امیر کو جب بھوک لگے ، غریب کو جب کھانا ملے ، اور مالدیپ مین مصروف زندگی بسر کرنے والے ماهی گیر کہتے هین کہ جب انهین فرصت ملے - بیل (Bell) اس مقولے کی تصدیق کرنے سے عاجز رها - (۱۰)

یہان کے مرد کھانا نہین پکاتے ، (۱۱) نہ لوگ انهین پکانے دیتے هین - بلکہ جو اجنبی بھی یہان آیا اسے متأهل هو کر رهنا پڑا یا کسی کے هان مہمان بن کر - ابوالبرکات یوسف المغربی جب یہان آیا تو لوگ خوشی خوشی اس کا سامان اٹھا کر آبادی مین لے آئے - بیاہ کر کے رهنے کی دعوت دی گئی مگر اس نے انکار کر دیا - چنانچہ مجبوراً وہ ایک عورت کے هان اتر پڑا جو اسے کھانا پکا کر کھلا دیتی تھی - اب حالات بدل گئے هین اور کہین کہین هوٹل اور ریستوران کھل گئے هین -

---

(۷) لحم مخلوع - گوشت کو مصالحہ جات کے ساتھ دیگ مین پکاتے هین اور بقدر حاجت نکال کر کھاتے هین (تحفة النظار ، ۲ : ۲۲۳)

(۸) مصدر سابق - (۹) الیف - پائیرارڈ ، ص ۱۷۲

(۱۰) یہ بیان پروفیسر ڈنلپ کی یادداشتون پر مبنی هے -

(۱۱) الیف - پائیرارڈ ، ص ۱۷۳ -

شاید قدیم سے بدھ مت کا اثر ہے کہ یہ لوگ مرغ بھی ذبح نہین کر سکتے - بلکہ مرغ ذبح کرنے والا ڈھونڈھے سے بھی نہین ملتا - مرغ " جلد برآ " کرتے ہین یعنی مرغ کی کھال اتار کر پکاتے ہین - (۱۲)

پینے کے لیے کوکو ملک (Cocoa-milk - دودھ) ، اور کوکو وائن (Cocoa-wine) میسر ہے - مگر قہوہ ناپید ہے - گوشت کے ساتھ پھل پیش کیا جاتا ہے - اور فارغ ہونے کے بعد ہاتھ دھو لیے جاتے ہین - اور اتماماً پان کھایا جاتا ہے - چھالیا الگ تھالی مین پیش کی جاتی ہے -

عام طور پر جزیرون مین میٹھا پانی مل جاتا ہے - ریت کے نیچے چھ فٹ پر پانی کی بالائی سطح مل جاتی ہے - جزیرہ مالے کے کنووں کا پانی بد مزہ ہے - مقامی لوگون کی رائے ہے کہ چونکہ صدیون سے ہزارون میتین یہان دفنائی جاتی رہی ہین ان کا گوشت پوست اسی زمین مین جذب ہو گیا - اس لیے پانی کھارا اور بد مزہ ہو گیا - (۱۳) سلطان اور بڑے بڑے لوگ اچھا اور میٹھا پانی " کرڈو " (Kuredhdhoo) سے جو " پدی فلو " اٹول مین واقع ہے منگواتے ہین - مالے سے یہ اٹول شمال مین ۱۳۵ کیلو میٹر پر واقع ہے - بعض لوگ بارش کا صاف اور میٹھا پانی برتنون اور مٹکون مین جمع کر لیتے ہین - ڈھلی ہوئی چادر کے بالائی کونے درخت سے باندھ کر نیچے گھڑا رکھ دیتے ہین - اور نیچے کے کونے باندھ کر مٹکے کے منہ مین رکھ دیتے ہین اور بارش کا پانی اس مین جمع ہوتا رہتا ہے -

مالدیپ کے لوگ عام طور سے ناریل کے تنون اور پتون سے بنے ہوئے مضبوط جھونپڑون

---

(۱۲) مصدر سابق ، ص ۱۲۳ -

(۱۳) کوسٹوفر : TBGS ، ۱۰ : ۵۸ -

مین رھتے ھین - یہ جھونپڑے اٹھائیس فٹ لمبے اور بارہ فٹ چوڑے ھوتے ھین - درمیان مین ان کی اوسط اونچائی پندرہ فٹ ھوتی ھے - مکان مین کوئی کھڑکی نہین ھوتی - اس لیے وہ تاریک اور گھٹے گھٹے معلوم ھوتے ھین - لیکن عورتین ان مکانون کو نہایت صاف ستھرا اور مختلف النوع اشیاء سے آراستہ کر کے رکھتی ھین - یہ جھونپڑے اور ان کے آنگن بھی قائمہ زاویہ پر اٹھائے جاتے ھین - گلیان بھی سیدھی اور قائمہ زاویہ پر ھوتی ھین - اور دو رویہ سایہ دار درخت ان کی رونق کو دوبالا کر دیتے ھین -

بڑے بڑے لوگ اپنے مکان ان پتھرون اور سلون سے بنواتے ھین جو ساحل کے ساتھ ساتھ چٹانون سے حاصل کی جاتی ھین - پیراک اور غوطہ خور ساحل کے ساتھ پانی مین اتر جاتے ھین اور پتھر کی سلون کو رسیان باندھ کر آ جاتے ھین - پھر مقامی درخت " کندُو " کی لکڑی جو کارک (: Cork) سے بھی ھلکی ھوتی ھے اس کے تختے تراش لیتے ھین ان تختون مین سوراخ کر کے رسی سے پرو کر پتھر کی سلون تک لے جاتے ھین - جب آٹھ دس تختے پتھر سے جا لگتے ھین تو پتھر کی سلین ذرا سی حرکت کے ساتھ اٹھ کھڑی ھوتی ھین اور تیر کر اوپر آ جاتی ھین - ان سلون کو بنیادون مین بچھا دیتے ھین - ان پر ناریل کی لکڑی بچھا دیتے ھین - پھر لکڑی کی دیوارین استوار کرتے چلے جاتے ھین - یہ لوگ مکان بنانے کی صنعت مین بہت ماھر ھین - دھلیز مین ایک کمرہ بناتے ھین جسے مقامی زبان مین " مالم " (: دالان) کہتے ھین - اس کا ایک دروازہ گھر کے باھر کی طرف کھلتا ھے اور دوسرا گھر کے آنگن مین - " مالم " کے دروازے پر ایک مٹکا پانی کا بھرا ھوا ھوتا ھے - اس مین ناریل کے چھلکے کا ایک ڈول پڑا ھوتا ھے جو ایک ڈیڑھ گز رسی سے بندھا ھوتا ھے - اس ڈول کو " ولنج " کہتے ھین - چونکہ یہان کے لوگ خواہ امیر ھون یا نادار ننگے پاؤن چلتے پھرتے ھین - اور ان کے ھان گلیان اور کوچے صاف ستھرے ھوتے ھین - پھر بھی گھر مین داخل ھونے سے پہلے ھر شخص مٹکے مین سے پانی نکال کر اپنے

پاؤں دھوتا ہے اور ناریل کی چھال کا بنا ہوا بورےہ پاس پڑا رہتا ہے ۔ جس سے پاؤں کو خوب پونچھ لیتا ہے ۔ (۱۴)

" کنڈو " کی لکڑی کے شہتیر بھی بنائے جاتے ہیں ۔ اس لکڑی کو کسی سخت چیز کے ساتھ رگڑنے سے چنگاری پیدا ہوتی ہے ۔

سیمنٹ کی جگہ یہ لوگ سیپیوں کو پیس کر مقامی سفید ریت کے ساتھ ملا کر پلستر کرتے تھے ۔

اب دوسرے ملکوں سے طرح طرح کے سیمنٹ برآمد کیے جاتے ہیں اور سمندر کے ساحل کے ساتھ بندرگاہ اور رصیف (Jetties ؛) بنائے جا رہے ہیں ۔ اور مکانات بھی نئے طرز کے بننے شروع ہو گئے ہیں ۔

ان جزائر کی آبادی زیادہ گنجان نہیں ۔ ۱۳۲۰ نفوس فی مربع میل کے تناسب سے لوگ آباد ہیں ۔ صدیوں سے اس علاقے کی آبادی باقی دنیا کے خطوں کی آبادی کی نسبت دھیمی رفتار سے بڑھتی رہی ۔ البتہ پچھلے پچاس سال سے یہاں کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے ۔ اور ۱۸۸۰ م کی نسبت اب آبادی دگنی ہو چکی ہے ۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس ریاست کی مجموعی آبادی ایک لاکھ ترسٹھ ہزار نفوس پر مشتمل ہے ۔ (۱۵)

.....

---

(۱۴) ایف ۔ بائیرارڈ ، ۱۱۹ ۔ ۱۲۲

(۱۵) World Book Encyclopaedia ۱۳ : ۸۴ ۔

بـــــــاب ثـالـث

مالدیپ کے سیاسی، سماجی اور تہذیبی حالات مختلف ادوار کے اعتبار سے -

ہمین معلوم نہین کہ مالدیپ کے جزائر مین پہلے پہل کس آدمی نے قدم رکھا اور یہان آبادی کب اور کیسے پھیلنا شروع ہوئی - یہ تمام تفصیلات تاریخِ قدیم کے دھندلکون مین ضائع ہو چکی ہین - ۱۸۸۰ م کے بعد جنوبی مالدیپ کے جزیرون مین جب کہین کہین آثار قدیمہ کے ماہرین نے کھدوائی کی تو بودھوؤن کے معبد اور مہاتما بدھ کے مجسمے برآمد ہوئے ان بتون اور مورتیون کے نقوش مین گندھارا آرٹ کی ہلکی سی جھلک پائی جاتی ہے مثلاً گول چہرہ، ستوان ناک اور چادر کی سلوٹین یونانی آرٹ کی غمازی کرتی ہین - اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ مجسمے ہند و پاک کے برصغیر مین یونانیون کی آمد کے بعد تراشے گئے - بالفاظِ دیگر بودھوؤن نے ان جزائر پر دو سو سال قبل مسیح سے پہلے کا قبضہ جما رکھا تھا - اور وسیع پیمانے پر اپنے مذہب کا پرچار کر چکے تھے - یہان کے مقامی باشندون کی زبان جو شنگھالی اور ایلو سے ملتی جلتی ہے ہمارے مفروضے کی منہ بولتی شہادت ہے - شنگھالی / ایلو اور پالی قدیم بودھوؤن کی مقدس زبان تھی -

اس طرح یہان کے باشندے کئی صدیان گوشۂ خمول مین زندگی بسر کرتے رہے اور بظاہر باہر کی دنیا سے ان کے روابط نہ ہونے کے برابر تھے - البتہ زمانۂ قدیم مین دوسرے ملکون کے جو سیاح، جہازران یا تاجر ان جزائر کے پاس سے گزرے انھون نے یہان کے

باشندون کے تھوڑے بہت حالات بیان کیے ھین - اس سلسلے مین بطلیوس اور بلاذیوس نے ان جزائر کی محض نشان دھی کی ھے - ان کے بعد کوسماس جو چھٹی صدی کے وسط سے تعلق رکھتا ھے صرف اتنا بیان کرتا ھے کہ لنکا کے قریب بے شمار جزیرون کا ایک گروہ ھے جہان ناریل کثرت سے پیدا ھوتا ھے اور یہان آب شیرین بھی مہیا ھے - اس قسم کی تفصیلات صرف جہاز رانون کے لیے مفید مطلب تھین تاکہ وہ یہان سے اپنے لیے پانی لے کر بحری سفر جاری رکھ سکین - نوین صدی میلادی کے وسط مین جو عرب سوداگر اور جہازران ان جزائر کے آس پاس سے گزر کر سیام، ملایا، جاوا اور چین کو آتے جاتے رھے ان کے چھوڑے ھوئے کوائف جمع کرنے کا اھتمام رائناڈ (: Reinaud) اور رینادو (: Renaudo) نے کیا اور ان کا ترجمہ بھی قارئین کی نذر کیا - (۱) ان عرب تاجرون مین سے سلیمان (۲۳۷ ھ / ۸۵۱ م) کا سفر نامہ خاص اھمیت کا حامل ھے - (۲) وہ بیانات جو رینادو نے جمع کیے ان مین مالدیپ کے باشندون کی بود و ماند اور عادات و رسومات کے متعلق بہت کم تفصیلات ملتی ھین - ان سے صرف یہی اخذ کیا جا سکتا ھے کہ یہان کے لوگ مچھلیون کا شکار کرتے ھین یا سیپیان، گھونگے اور کوڑیان اکھٹی کرتے ھین - اور یہ کوڑیان سکے کے طور پر استعمال ھوتی ھین - یا یہ کہ یہان ایک عورت حکمران ھے - اور لوگ اس کی عزت کرتے ھین - یا صرف یہ اشارہ کر دیا ھے کہ یہان کے لوگ بت پرست ھین - ان تاجرون اور سیاحون کا یہ بیان حقیقت پر مبنی نہین - مہاتما بدھ کے مجسمے اور مورتیان دیکھ کر انھون نے مالدیپ کے باشندون کو بت پرست سمجھ لیا -

احمد بن یحیی بن جابر البلاذری (متوفیٰ ۲۷۹ ھ / ۸۹۲ م) نے جزیرہ "یاقوت "

---

(۱) رائناڈ : Introduction generale ، پیرس ۱۸۳۸ م -

(۲) رائناڈ : سلسلۃ التواریخ ....، پیرس ۱۸۳۵ م ، و G.Ferrand : Voyage..Sulaiman (یعنی سلیمان تاجر کا سفر نامہ، ھند و چین) ، پیرس ۱۹۲۲م

کا ذکر کیا ہے، جو بظاہر سرندیپ (یعنی لنکا) نہیں ہو سکتا ۔ (۳) البلاذری کا بیان ہے کہ الحجاج (بن یوسف) نے مجاعہ (بن سعر التیمی) کے بعد مکران پر محمد بن ھارون بن ذراع النمری کو مقرر کیا ۔ اس کی گورنری کے دور میں جزیرۂ یاقوت کے راجہ نے عراق کے گورنر (: والی) یعنی الحجاج کی جناب میں تقرب حاصل کرنے کی غرض سے اپنے ملک کی چند مسلمان عورتوں کو ایک کشتی میں سوار کرا کے عراق بھجوایا ۔ یہ عورتیں اس کے ملک میں پیدا ہوئی تھیں اور ان عرب تاجروں کی اولاد تھیں جو یہاں تجارت کے سلسلے میں آئے تھے اور یہیں فوت ہو گئے تھے ۔ دیبل کے قریب ڈاکوؤں کی ایک جماعت نے کشتی پر دھاوا بول دیا ۔ یہ ڈاکو جنگی کشتیوں میں سوار تھے ۔ انھوں نے عورتوں کو پکڑ لیا اور کشتی میں جو کچھ ملا لوٹ لیا ۔ ان عورتوں میں سے ایک عورت بنو یربوع سے تعلق رکھتی تھی ۔ اس نے حجاج کی دھائی دی : " یا حجاج " ۔ یہ خبر الحجاج کو پہنچی ۔ سنتے ہی اس نے " یا لبیک " کہہ کر (سندھ کے) راجہ داھر کو پیغام بھیجا کہ ان عورتوں کی رستگاری کی سبیل کرے ۔ راجہ داھر نے جواب دیا کہ انھیں قزاقوں نے پکڑا ہے جو میری دسترس سے باھر ہیں ۔ (یہ جواب دیبل کے حکمران کی شان کے شایان نہ تھا) ۔ الحجاج نے اسی وقت عبیداللہ بن نبہان کی کمان میں ایک لشکر دیبل کو روانہ کیا ۔ عبیداللہ شہید ہوا ۔ الحجاج نے بدیل بن طہفہ کو حکم بھیجا کہ دیبل پر چڑھائی کر دے ۔ بدیل اس وقت عمان میں تھا ۔ فوراً چل پڑا ۔ جب معرکہ شروع ہوا تو بدل کا گھوڑا اچانک بدکا اور دشمن کی صفوں میں جا گھسا ۔ دشمنوں نے گھیر کر شہید کر دیا ۔ بعض راوی یہ کہتے ہیں کہ بودھ جاٹوں نے انھیں قتل کر دیا ۔ اس جزیرے کو جزیرہ یاقوت اس لیے کہتے ہیں کہ یہاں کی عورتیں اپنے حسن و جمال میں بے مثال ہیں ۔ (۴)

---

(۳) Ph.K. Hitti " فتوح البلدان " (ص ۳۳۵) پر حاشیہ میں اسے CEYLON (: لنکا) لکھا ہے ۔

(۴) البلاذری : فتوح البلدان ، طبع دخویہ ، لائڈن ۱۸۷۰ م ، ۳۳۵ — ۳۳۶ ۔

اس کے بعد محمد بن القاسم نے داھـر کی سرکوبی کی - اور جزائر " مالے " کو محمد بن الفضل بن ماھان نے خلیفۃ المعتصم باللہ (۲۱۸ ھ / ۸۳۳ م - ۲۲۷ ھ / ۸۴۱ م) کے دور مین فتح کیا - محمد بن الفضل ستر جنگی کشتیون کو لے کر بحر ھند کے ان جزائـر پر حملہ آور ھـوا تھـا اور سدـدان (جو بمبئی سے ۸۸ میل شمال مین علاقۂ کچھ کا ایک آبـاد اور با رونـق شہر تھـا) کو واپـس لوٹ آیا - (۵) بظاھـر " مالے " مین (جسے البلاذری کی کتاب فتوح البلدان کے ایک نسخے مین " فالی " املاء کیا گیا ھـے ، مسلمانون نے اپنـا تسلط قائم کرنے کی ضرورت محسوس نہین کی -

اس واقعہ کے بعد سلیمان التاجـر اور ابـو زیـد (حوالی ۳۰۳ ھ / ۹۱۶ م) کے سفر نامے مالـدیپ کے بارے مین کچھ تفاصیل بہم پہنچاتے ھین - مگر ان کے بیانات نہایـت مختصـر ھین اور مالـدیپ کی تاریخ اور حضارہ پر کوئی روشنـی نہین ڈالتـے -

البتـہ ابوالحسن علی بن حسین المسعودی (متوفیٰ ۳۴۵ ھ / ۹۵۶ م) ، جو اپنـے دور کا مشہور مؤرخ اور سیاح تھا ، جو ۳۰۳ ھ / ۹۱۶ م مین اصطخـر مین تھا اور وھان سے چلتا ھوا ھندوستان مین داخل ھوا اور ۳۰۴ ھ / ۹۱۷ م مین ملتان ، اور منصورہ (سنـدھ) سے ھوتا ھوا کنبایت ، صیمور ، لنکا مین پہنچا اور جس نے وھان سے چین تک سفر کیا اور واپسی پر عمان اور مدغاسکر تک گیا - گویا کرۂ ارض پر پھدکتا پھـرا اور جسـے مستشرقین نے " Globe-trotter " کا صحیح خطاب (۶) دیا ھـے ، اس نـے مالـدیپ کے بارے مین بہت سی دلچسپ تفصیلات بیان کی ھین - مثلاً اس نے لکھا ھـے کـہ مالـدیپ کے لوگ امن پسنـد اور صلح جو ھین - غیر ملکی استعمار سے نا آشنـا ھین - محنتی

---

(۵) مصـدر سابق ، ۴۴۶ -

(۶) ابن خلـدون اسـے " امام المؤرخین " کہتا ھـے -

اور هنر مند هین اور دستکاری مین طاق ۔ دوسرے ملک کے تاجرون کے ذریعے یہ کھانے پینے کی چیزین برآمد کرتے هین ۔ اور معاوضے مین اپنے هان سے مچھلیان ، کوڑیان اور مقامی صنعت کی چیزین پیش کرتے هین ۔ المسعودی جب ان جزیرون مین پہنچا تو اسے معلوم هوا کہ ان جزائر مین ایک رانی حکومت کرتی هے ۔ (۷)

بزرگ بن شہر یار الرامہرمزی (متوفی ۳۴۲ ھ / ۹۵۳ م) نے بھی کچھ ایسے هی حالات لکھے هین ۔ ان جزائر کو" جزائر الذیاب " بیان کیا هے ۔ (۸)

محقق ابوالریحان البیرونی (متوفی ۴۴۳ ھ / ۱۰۵۱ م) ان جزائر مین ۴۲۱ ھ/ ۱۰۳۰ م مین وارد هوا ۔ وہ لکھتا هے کہ افریقہ اور چین کے درمیان ایک محیط (یعنی بڑا سمندر) هے جس مین تین بڑے بڑے مجمع الجزائر هین اور ان کے جدا جدا نام هین ۔ درمیان کے مجمع الجزائر کو " رام " کہتے هین ۔ باقی دونون جھرمٹ " دیو (یا دیب) " کہلاتے هین ۔

" رام " مالے هی کا قدیم نام هے ۔ البیرونی نے مزید لکھا هے کہ یہ جزیرے بہت خوبصورت اور سرسبز هین ۔ ان جزائر کے باشندون کی صنعت و حرفت کے اعتبار سے ان جزائر کو دو بڑی قسمون مین بانٹا جا سکتا هے ۔ ایک کا نام " دِیو کُڈا " هے اور دوسرے کا نام " دیو قنبر " ۔ " دِیو کُڈا " کے لوگ کوڑیان ، گھونگے اور سیپیان اکھٹی کرتے هین ۔ یہ لوگ ناریل کے پتے کاٹ کاٹ کر سمندر کی سطح پر بچھا دیتے هین ۔ گھونگے ، مونگے ، اور کوڑیان ان پتون پر آ کر بیٹھ جاتی هین پھر یہ لوگ ان پتون کو کھینچ کر ساحل پر لے آتے هین ۔ یہ ننھے ننھے جانور جو ان کوڑیون اور سیپیون کے اندر رهتے هین خشکی پر دھوپ لگنے سے مر جاتے هین ۔ لوگ ان سیپیون اور کوڑیون کے

---

(۷) مروج الذهب ، طبع بارباد مینار (C.Barber de Meynard) اور دکورتیا (de Courteille) ، پیرس ۱۸۶۱ - ۱۸۷۷ ۔

(۸) عجائب الهند ، لائڈن ۱۸۸۳ - ۱۸۸۶ م ،

ڈھیر لگا لیتے ھین - یہی ان کی دولت ہے - " دیو قنبو " کے لوگ ناریل (: جوز ھندی)
کے پھل ناریلی (یعنی بیرونی پوست) پر سے ریشے اتار لیتے ھین - پھر انھین کوٹ کوٹ
کر باریک اور نرم کر لیتے ھین - ان ریشون سے رسیان بٹی جاتی ھین جو بہت مضبوط اور
پایدار ھوتی ھین - مچھیرے ان رسیون سے اپنی شکاری کشتیون کے تختون کو باندھ کر جوڑ
لیتے ھین - یہ رسیان سمندر کے نمکین پانی مین گلتی سڑتی نہین - (۹)

البیرونی کی دی ھوئی یہ تفصیل کسی حد تک Laccadives (: لکشدیپ) پر
بھی صادق آتی ہے - لکشدیپ مالدیپ کے شمال مین ہے - ھم اس کا پہلے ذکر کر آئے
ھین - لکشدیپ الگ جزیرہ ہے اور ھندوستان کی حدود مین شمار ھوتا ھے - لکشدیپ
کے باشندے اپنے نقوش ، عادات اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے مالدیپ کے باسیون سے مختلف
ھین -

الشریف ابو عبداللہ محمد بن محمد الادریسی (متوفی ۵۶۰ھ / ۱۱۶۶ م) بھی
مالدیپ مین کچھ عرصہ رہ گیا ھے - اس نے اپنی کتاب نزھۃ المشتاق ۵۴۸ ھ / ۱۱۵۳ م
مین مکمل کی - الادریسی ۵۳۶ ھ / ۱۱۴۱ م سے کئی سال پہلے مالدیپ مین آیا -
اس نے ھمین مالدیپ کے سیاسی اور ثقافتی حالات کی چند جھلکیان پیش کی ھین - وہ لکھتا
ھے کہ چین اور افریقہ کے مابین بڑے سمندر مین ایک مجمع الجزائر ہے جسے " الدیبجات "
کہتے ھین - (۱۰) ان جزائر پر ایک ملکہ راج کر رھی ہے - (اور یہ بات یقینا"
۵۳۶ ھ / ۱۱۴۱ م سے پہلے کی ھو گی - کیونکہ ۵۳۶ ھ مین پہلا راجہ " دھر ماونتا "
یعنی عادل و متدیّن (۱۱) برسر اقتدار آیا - اور اس کے بعد دو سو سال تک مرد

---

(۹) کتاب الھند ، طبع زخاؤ ، لندن ، ۱۸۸۷ م -

(۱۰) الادریسی ،

(۱۱) ایف - پائیرارڈ ، ص ۱۲۳ -

، یعنی سلطان ، ھی حکومت کرتے رھے) ۔ (۱۲) لوگ خوشحال زندگی بسر کر رھے ھین ۔
ملکہ امن و امان قائم رکھتی ھے ۔ جب وہ ضرورت محسوس کرتی ھے تو اپنی رعایا سے خطاب
کرتی ھے اور ایسے موقعون پر اس کے چہرے پر نقاب نہین ھوتی ۔ لوگ ملکہ کی بہت عزت
کرتے ھین ۔ اور جو حکم صادر کرتی ھے لوگ بلا تامل اس کی بجا آوری کرتے ھین ۔ ایسے
موقعون پر اس کا شاھانہ لباس سنہری تارون سے بُنا ھوتا ھے اور سونے کے زیورات سے آراستہ
ھو کر پبلک مین آتی ھے ۔ سونے کے زیورات اور جواھر پہننا صرف ملکہ کا حق ھے ۔
یا شاھی خاندان کی معزز خواتین ھی پہن سکتی ھین ۔ جب مالدیپ کے باشندون کا
کوئی قومی یا مذھبی تہوار آتا ھے تو ملکہ ایک عظیم الشان جلوس کے جلو مین نکلتی ھے ۔
شاھی بینڈ باجہ اور ڈھول بجایا جاتا ھے ۔ درباری اور معززین علاقہ بھی اس جلوس
مین شرکت کرتے ھین ۔ ملکہ کے راج مین بڑی برکت ھے ۔ شاھی خزانے ھر طرح کی اشیاء
سے معمور ھوتے ھین ۔ اور گودام (جنھین مقامی زبان مین " بندر " کہتے ھین) کھانے
پینے اور لباس اور کپڑون سے بھرے رھتے ھین ۔ کبھی کبھار دوسرے اٹولون سے غریب لوگ ملکہ
کے دربار مین حاضر ھوتے ھین تو ملکہ انھین خوراک ، پوشاک اور خلعتین عطا کرتی ھے ۔ یہ
نادار لوگ اس کے لیے بہت نیک دعائین کرتے ھین ۔ ملکہ خود دربار مین بنفس نفیس موجود
ھوتی ھے اور مفلسون پر اپنے ھاتھ سے دان (:خیرات) کرتی ھے ۔ درباری ملکہ کی معاونت
کرتے ھین ۔ جب کبھی ملکہ محل سے باھر نکلتی ھے تو اس کی راہ مین ریشم کی چادرین
گلی کوچون مین بچھائی جاتی ھین ۔ ملکہ کو زمین پر قدم رکھنے نہین دیتے ۔ اور ملکہ بھی
اپنی رعایا پر حد درجہ مہربان ھے ۔ (۱۳)

الادریسی کے چلے جانے کے بعد مالدیپ کی سیاست نے پلٹا کھایا ۔ اور حکومت

---

(۱۲) معجم الانساب والاسرات الحاکمۃ ، ۲۴۹ ۔ ۲۵۰ ۔

(۱۳) الادریسی ،

ایک هندو راجه " تیموجی مَہَا کَلِمِنجا " کے هاتھ مین منتقل هو گئی ۔ غالباً یہی مالدیپ کا پہلا راجه هے جس کا نام تاریخ نے محفوظ رکھا هے ۔ یہی راجه (۵۳۵ ھ / ۱۱۴۱ م) مین تخت پر بیٹھا اور آگے چل کر " العادل " کے لقب سے مشہور هوا ۔ کہتے هین کہ ایک راجکمار " کوئیے مالا " نامی جس کا لنکا کے راجے کی بیٹی سے بیاہ هوا تھا ایک بار سمندری سفر پر نکلا اور اتول " را " کے ایک جزیرے " راسگے تیمو " پر آن اترا ۔ یہان کے باشندون نے اس کی پیشانی مین جاہ و جلال کے آثار دیکھے ۔ انھون نے اس کا سواگت (استقبال) کیا اور بڑی آؤ بھگت کی ۔ اسے اپنا راجه بنا کر رکھ لیا ۔ اس راجکمار کے هان ایک هونهار بچه پیدا هوا جس کا نام " کَلِمِنجا " رکھا گیا ۔ اس شہزادے نے بڑے هو کر سارے مالدیپ پر تیرہ سال تک حکومت کی ۔ یه راجه پہلے بدھ مت سے منسلک تھا مگر ۵۴۸ ھ / ۱۱۵۳ م مین ابوالبرکات یوسف المغربی کی کرامات دیکھ کر حلقه بگوشِ اسلام هو گیا ۔ (۱۴) اور اسی کی ترغیب پر اس کی رعایا بھی مسلمان هو گئی ۔

جزائر مالدیپ کے باشندون نے کیسے اسلام قبول کیا ۔ یه هم ابن بطوطه کی زبانی سنتے هین ۔ ابن بطوطه چند معتبر اور ثقه لوگون سے روایت کرتا هے ۔ مثلاً مالدیپ کے رهنے والے فقیه عیسیٰ الیمنی ، فقیه معلم علی اور قاضی عبدالله و غیر هم سے اسے معلوم هوا کہ اس جزیرے کے باشندے پہلے کافر تھے ۔ مالے کے جزیرے کی طرف هر ماہ سمندر کی طرف سے ایک عفریت آتا تھا ۔ اس کے جہاز پر بیشمار قندیلین آویزان هوتی تھین ۔ وہ جہاز ایک بتکدے کی طرف بڑھتا آتا تھا ۔ یہان کے لوگون کا دستور تھا کہ ایک ناکتخدا عورت کو بناؤ سنگھار کر کے اس بتکدے مین چھوڑ دیتے تھے جو سمندر کے کنارے پر تھا ۔ اگلی صبح جب وہ بتکدے کی طرف آتے تو عفریت اپنے جہاز کو لے کر جا چکا هوتا تھا ۔ وہ عورت کو مرا هوا اور اس کی بکارت کو زائل پاتے تھے ۔ یہان کے باشندے هر ماہ آپس مین قرعه ڈالتے تھے ۔

---

(۱۴) معجم الانساب والاسرات الحاکمة ، ص ۴۳۹ ۔

جس کے نام پر قرعہ پڑتا اسے اپنی کنواری بیٹی نـذر کرنا پڑتی تھی ۔ ایک دفعہ اس جزیرے
مین ایک مغربی ابوالبرکات البربری نام بطـور مسافر کے وارد ہوا ۔ یہ شخص حافظ قرآن تھا ۔
جزیرے مین ایک بڑھیا کے گھر مین ٹھیرا ۔ ایک روز گھر کے انـدر جب وہ داخل ہوا تو دیکھا
کـہ بڑھیا اور اس کے رشتہ دار رو رہـے ھین جیسے کوئی ماتم ہو گیا ھـو ۔ اس نے حال
پوچھا مگر ان لوگون کی بات نـہ سمجھ سکا ۔ ایک ترجمان بلوایا گیا ۔ جس نے سارا قصہ
بیان کیا ۔ اور کہا کہ اب اس بڑھیا کی اکلوتی بیٹی کے نام قرعہ پڑا ھے ۔ اور اسے یـہ
عفریت مار ڈالے گا ۔ ابوالبرکات نے بڑھیا سے کہا : مین تمھاری بیٹی کی جگہ جاؤن گا ۔ یہ
بربری کھوسہ تھا یعنی اس کے داڑھی مونچھ نـہ تھی ۔ چنانچہ لوگ اسے بت خانے مین لے آئے ۔
ابوالبرکات وضوٗ کر کے بیٹھ گیا اور تمام رات قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہا ۔ جب عفریت ظاہر
ھـوا تو ابوالبرکات متواتر قرآن کریم کی تلاوت کرتا رہا ۔ جب عفریت نے کلام اللہ کی قراءۃ
سنی تو لوٹ کر سمنـدر مین غوطہ مار کر غائب ہو گیا ۔ صبح ہوئی تو مغربی برابر تلاوت
کر رہا تھا ۔ اتنے مین بڑھیا اور اس کے رشتہ دار حسب معمول مغربی کی لاش لینے آئے تاکہ
اسے اپنی رسوم کے مطابق نـذرِ آتـش کرین ۔ تو دیکھا کہ مغربی زنـدہ ھے اور تلاوت قرآن کر
رہا ھے ۔ وہ بہت متعجب ہوئے ۔ یہ بات راجہ تک پہنچی ۔ راجہ کا نام " شنو رازا " (یا
وشنو راجہ) تھا ۔ مغربی کو بلوایا گیا ۔ مغربی نے راجہ کو اسلام قبول کرنے کی دعـوت
دی ۔ راجہ نے کہـا : آپ ایک ماہ اور انتظار کیجیے ۔ اگر اگلے ماہ بھی آپ زندہ رہے اور
عفریت سے بچ گئے تو مین اسـلام لے آؤنگا ۔ مغربی وھین جزیرے مین رک گیا ۔ مگر ابھی مہینـہ
پورا نـہ ہوا تھا کـہ راجہ کے دل مین اللہ تعالی نے اسلام کی محبت پیدا کر دی ۔ چنانچہ
راجہ مع اھل و عیال کے حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا ۔ اور اس کے دیکھـا دیکھی اس کی رعایا
بھی مسلمان ہو گئی ۔ جب نیا مہینہ شروع ہوا تو لوگ مغربی کو اسی بت خانے مین لے آئے ۔
مغربی پھر پہلے کی طرح تلاوت کرتا رہـا مگر عفریت ظاھـر نـہ ہوا ۔ جب صبح ہوئی تـو

راجہ اور عوام آئے - مغربی کو تلاوت قرآن کرتے پایا - راجہ نے حکم دیا کہ بت خانے مسمار کر دیے جائیں - اس طرح باقی جزیروں کے باشندے بھی مسلمان ہو گئے -

یہاں کے لوگ ابوالبرکات یوسف المغربی البربری کے مزار کی بہت تعظیم کرتے ہیں - مغربی نے ایک مسجد بھی بنوائی جو اس کے نام سے منسوب ہے اور جمعہ کی نماز اسی مسجد میں ادا کی جاتی ہے - اس جامع کی محراب پر لکڑی کا ایک کتبہ کھدا ہوا ہے اس پر یہ لفظ کندہ ہیں : سلطان احمد شنورازا ابوالبرکات البربری المغربی کے ہاتھ پر اسلام لایا " - اس سلطان نے اپنی سلطنت کے لگان کا ایک تہائی مسافروں کے لیے وقف کر دیا کیونکہ یہ راجہ ایک مسافر کے سبب مسلمان ہوا تھا - یہ دستور ابھی تک (یعنی ابن بطوطہ کے زمانے تک ، گویا دو سو سال تک) چلا آ رہا تھا -

ابن بطوطہ ایک چشم دید واقعہ بیان کرتا ہے - وہ لکھتا ہے کہ میں ابھی یہاں نو وارد ہی تھا کہ ایک شب لوگوں کو بلند آواز سے " لا الہ اللہ " اور " اللہ اکبر " کہتے سنا - اور دیکھا کہ بچے اپنے سروں پر مصحف اٹھائے ہوئے ہیں - اور عورتیں طشت اور تانبے کے برتن بجا رہی ہیں - مجھے تعجب ہوا کہ یہ کیا کرتے ہیں - میں نے پوچھا : کیا ماجرا ہے ؟ انھوں نے کہا : سمندر کی طرف دیکھو - میں نے ادھر نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا جہاز چلا آ رہا ہے - اس میں دیے اور مشعلیں جل رہی ہیں - انھوں نے مجھے بتایا کہ یہ وہی عفریت ہے جو ہر مہینے ادھر آتا ہے - ہم اس طرح " لا لہ الا اللہ " اور " اللہ اکبر " بلند آواز سے پکارتے ہیں اور برتن بجاتے ہیں تو وہ واپس چلا جاتا ہے اور ہمیں کچھ گزند نہیں پہنچاتا -

یہ واقعہ ابوالبرکات المغربی کے دو سو سال بعد ۷۴۴ ھ / ۱۳۴۳ م کا ہے -

" دھر ماونتا " (یعنی العادل) تیمو جی مَہاکَلیِنجا نے ۵۳۵ ھ / ۱۱۴۱ م

سے ۵٦۱ ھ / ۱۱٦٦ م تک حکومت کی ، بارہ سال بدھ مت مین رہ کر اور بقیہ تیرہ سال اسلام مین ۔ کلمنجا کا خانوادہ " راسگے تیمو " کے جزیرے سے خاص ھے ۔ اس کا اسلامی نام " محمد " بتایا جاتا ھے ۔ کتبے کی عبارت سے " احمد " سمجھنا چاھیے ۔ لیکن تاریخ کی کتابون مین اسے محمد بن عبداللہ ھی لکھا گیا ھے ۔ (۱۵) اس نے اپنے عہد مین جا بجا مسجدین تعمیر کروائین اور اسلامی عدل و انصاف کو قائم کیا ۔ ۵٦۱ ھ / ۱۱٦٦ م مین وہ حج ادا کرنے کے لیے ایک دن جمعہ کی نماز کے بعد ایک کشتی مین سوار ھوا ۔ یون سلطان محمد بن عبداللہ چلا گیا مگر واپس نہ آیا ۔ نہ اس کی کوئی خبر ھی پہنچی ۔

یہ فطرةً ایک نیک سلطان تھا ۔ اس کے خانوادے کے دوسرے افراد بھی اسی طرح نیک متدیّن اور رعایا پرور تھے ۔ ایک تہائی لگان جو محمد العادل نے ابن السبیل (مسافرون) کے لیے وقف کرنے کی رسم شروع کی وہ کم از کم دو سو سال تک قائم رھی ۔ اس مدت مین کئی سلطان پشت در پشت حکومت کرتے چلے آئے ۔ ان کی زندگی کے کوائف ھم تک نہین پہنچے ۔ ھم ان کے نامون کی فہرست پیش کر سکتے ھین : (١٦)

۱ ۔ محمد العادل (جسنے ۵۳۸ ھ / ۱۱۵۳ م مین اسلام قبول کیا) — تخت نشین : ۵۳۵ھ/۱۱۳۱م

۲ ۔ متی کلمنجا ۔ — ۵٦۱ھ/۱۱٦٦م

۳ ۔ علی — ۵۸۰ھ/۱۱۸۴م

۴ ۔ دنائے کلمنجا بن فہریاموا کلاغہ — ۵۸۵ھ/۱۱۸۹م

۵ ۔ دھائے کلمنجا بن فہریاموا کلاغہ — ۵۹۵ھ/۱۱۹۹م

٦ ۔ ودی کلمنجا بن فہریاموا کلاغہ — ٦۱۹ھ/۱۲۲۲م

---

(١٥) Discover Maldives ، ١٥

(١٦) معجم الانساب والاسرات الحاکمہ ، ۳۴۹ ۔ ۳۵۰

۷ - کلمدجا بن فریا موا کلاغہ — تخت نشین ۶۳۰ھ/۱۲۳۲م

۸ - ھُدای کلمدجا بن ہریا موا کلاغہ — ۶۵۵ھ / ۱۲۵۷م

۹ - یم کلمدجا بن هراتی کباد کلاغہ — ۶۶۲ھ/۱۲۶۳م

۱۰ - علی کلمدجا (؟) — ۶۶۳ھ/۱۲۶۵م

۱۱ - ... (؟) — ۶۶۶ھ/۱۲۶۷م

۱۲ - محمد اُدو کلمدجا (۱۷) — ۶۶۷ھ/۱۲۶۸م

۱۳ - علی بن محمد — ۶۷۶ھ/۱۲۷۷م

۱۴ - یوسف بن محمد — ۶۸۶ھ/۱۲۸۷م

۱۵ - صلاح الدین صالح البنغالی (بنگالی) — ۶۹۳ھ/۱۲۹۳م

۱۶ - داود بن یوسف — ۷۰۰ھ/۱۳۰۰م

ابن بطوطہ نے اس داود کی پوتی سے ۷۳۴ھ/۱۳۳۳م
مین نکاح کیا تھا - یہ داود صلاح الدین صالح کا
بیٹا نہ تھا - بلکہ صلاح الدین سے عمر مین بڑا تھا -
صلاح الدین کی اولاد نہ تھی -

۱۷ - جلال الدین (بن) عمر بن یوسف — ۷۰۶ھ/۱۳۰۶م

۱۸ - شہاب الدین بن عمر — ۷۳۱ھ/۱۳۳۰م

شہاب الدین اپنے وزیر عبداللہ کی نگرانی مین حکومت
کرتا رہا - وزیر عبداللہ نے ملکہ داین سے نکاح کر
لیا پھر شہاب الدین کو جلاوطن کر دیا - جو
۷۳۸ھ/۱۳۳۷م مین قتل کر دیا گیا -

---

(۱) سلطان محمد اُدو کے زمانے مین مارکو پولو چین، برما، سیام، انڈیمن اور لنکا سے ہوتا ہوا مالدیپ کے جزائر مین داخل ہوا - اس نے سلطان کا لقب " بارہ ہزار جزیرون اور تیرہ اٹول کا بادشاہ " بتایا ہے (مارکو پولو - طبع ثانی، ۲ : ۳۱۷ - ۳۱۹)

۱۹ - ملکہ رِھِنْدی کباد کلاغـہ بدت عمر (خدیجہ) تخت نشین ۷۲۸ھ/۱۳۲۷م

مفصلہ بالا فہرست سے ظاھر ھوتا ھے کـہ مالـدیپ کی ریاست کا تخت و تاج ایک ھی خاندان مین رھا - یہ خانـدان نیک لوگون کا خاندان تھا - ملوکیت ان کی روایات مین سے نـہ تھی کـہ باپ کے بعد بیٹا ھی تخت کا وارث بنے - بلکہ ایک بھائی کے بعد دوسـرا تخت نشین ھوا اور دوسرے کے بعد تیسـرے بھائی کو اقتدار ملا - انھین یہ شان محض شاھی خانـدان کے افراد مین پیـار اور اتفاق کی برکت سے ملی - گویا ان شہزادون کے لیے تخت و تاج ، اور جاہ و جلال کبھی کشش کا باعث نـہ بنا - اسی لیے بظاھر تاریخ نے ان مین کسی باھمی کشمکـش اور آویزش کا ذکر نہین کیا - ان کے دلون مین نـہ حسـد نے آشیانہ بنایـا نـہ سازشـون کی تمنـا نے جنم لیا - یہ لوگ یقینا" نیک تھے - البتہ وزیـر عبداللہ نے غـداری کی اور نو عمر سلطان شہاب الدین کو جلاوطن کر کے قتل کروا دیا -

سلطان شہاب الدین کا قصہ مختصرا" یون بیان کیا جاتا ھے کہ شہاب الدین کم سنی مین تخت پر بٹھـا دیا گیا - اور امور سلطنت کلکی (: وزیر اعظم) کی حیثیت سے وزیـر عبداللہ بن محمد الحضرمی کے ھاتھ مین تھے - جب شہاب الدین بالغ ھوا تو اس نے وزیـر عبداللہ کو نکال دیا اور جزیرہ " سوادیو " (: سـوید) مین زیر حراست رکھ دیا - وزیـر عبداللہ کی جگہ شہاب الدین نے غلام علی کو وزیر بنا لیا - تین سال کے بعـد اسے بھی جلا وطن کر دیا - عبداللہ بن محمد الحضرمی پھر برسر اقتدار آ گیا - کہا جاتا ھـے کـہ سلطان شہاب الدین رات کو اپنے امیرون اور مصاحبون کے گھرون مین چلا جاتا تھـا - ایک بـار رات کو سلطان شہاب الدین اپنے ایک غلام کے گھر چلا گیا - وزیـر عبداللہ کو علم ھو گیا - اس نے سلطان کو معزول کر دیا اور جزیرہ " ھلاوِتی " مین بھیج دیا - اور سارے اختیارات اپنے ھاتھ مین لے لیے - اور بعد کو شہاب الدین کو بھی قتل کروا دیا -

شہاب الدین کے بعد اس خانوادے کا کوئی مرد مالدیپ کے تخت کا وارث نہ رہا ۔ اس لیے ناچار خدیجہ (رِھِندی کباد کلاغہ) کو ملکہ بنا دیا گیا ۔ سلطانہ خدیجہ کے تخت پر بیٹھنے کی تاریخ جو ہم نے معجم الانساب والاسرات الحاکمۃ سے نقل کی ہے ہمارے نزدیک درست نہیں ۔ اس ضمن میں ابن بطوطہ کا بیان (جو ۷۴۳ ھ / ۱۳۴۳ م میں مالدیپ میں وارد ہوا) بہت اہمیت کا حامل ہے ، وہ بیان کرتا ہے کہ یہاں ایک ملکہ (عورت) حکمران ہے ۔ مزید یہ کہ ابن بطوطہ جب یہاں قاضی (فندیار) کے جلیل القدر عہدے پر فائز ہوا تھا تو اس کے سامنے ایک مرتبہ ایک شکایت پیش کی گئی کہ وزیر جمال الدین کا ایک زنگی غلام وزیر کی ایک اور لونڈی کے پاس اکثر آتا جاتا ہے اور دونوں نے ناجائز مراسم پیدا کر لیے ہیں ۔ وزیر عبداللہ نے گواہ بھیجے ۔ وہ اس لونڈی کے گھر میں داخل ہو گئے ۔ اور دیکھا کہ غلام اور لونڈی ایک ہی بستر میں سو رہے ہیں ۔ انہوں نے دونوں کو گرفتار کر لیا اور مقدمہ قاضی ابن بطوطہ کی عدالت میں پیش کر دیا ۔ ابن بطوطہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اس مقدمے کا فیصلہ شاہی محل میں اپنی مسند پر بیٹھ کر کیا ۔ لوگ وہاں پر جمع ہو گئے تھے ۔ میں نے حکم دیا کہ دونوں کو ایک طرف لے جا کر ان کے درے لگاؤ ۔ پھر میں نے لونڈی کو چھوڑ دیا اور غلام کو قید میں ڈال دیا ۔ فیصلہ سنانے کے بعد میں اپنے گھر چلا گیا ۔

وزیر اعظم نے میرے پاس چند اکابر بھیجے اور سفارش کی کہ غلام کو بھی چھوڑ دو ۔ میں سخت ناراض ہوا ۔ میں نے جواب دیا کہ کیا وزیر ایک ایسے زنگی غلام کی سفارش کرتا ہے جس نے اپنے آقا کی عزت کا خیال نہیں کیا ۔ اور ابھی یہ کل کا ذکر ہے کہ تم نے سلطان شہاب الدین کو محض اس لیے تخت سے اتار دیا اور پھر اسے قتل کروا دیا تھا کہ وہ اپنے غلام کے گھر چلا گیا تھا ۔

معلوم ہوا کہ یہ سب باتیں ۷۴۳ ھ / ۱۳۴۳ م سے پہلے واقع ہو چکی تھیں اور

اب سلطانہ خدیجہ تخت نشین ہو چکی تھی ۔ عورت کا تخت پر بیٹھنا ابن بطوطہ کو کچھ عجیب لگا ۔ حالانکہ مالدیپ اور اس کے آس پاس کی ریاستوں میں عورتیں ہی حکمرانی کرتی رہی ہیں ۔ مثلاً آچن میں ۔

ابن بطوطہ نے مالدیپ کے حالات اور اپنے قیام کے بارے میں خاصی تفصیلات مہیا کی ہیں ۔ اس کے زمانے میں یہاں کے باشندے کم و بیش دو سو سال سے مسلمان ہو چکے تھے ۔ عربی اور فارسی جاننے والے بھی یہاں موجود تھے ۔ ایک مرہٹی کنیزک جس کا نام " گُل بُستان " تھا فارسی میں کلام کر سکتی تھی ۔ یہ کنیزک ابن بطوطہ کی تحویل میں تھی ۔ مالدیپ کے لوگوں کی زبان نہ جانتے ہوئے بھی ابن بطوطہ بہت جلد ان لوگوں میں گھل مل گیا ۔ اور اپنے لیے اس نے ایک باوقار مقام پیدا کر لیا ۔

سلطانہ خدیجہ کا عہد بڑا پر آشوب تھا ۔ شہاب الدین کی وفات کے بعد کَلَنْجا خاندان سے تین بہنیں رہ گئیں ۔ خدیجہ ، مریم اور فاطمہ ۔ لوگوں نے خدیجہ کو اتفاق رائے سے اپنی ملکہ بنا لیا ۔ یہ عام انتخاب تھا یا استصواب رائے ، طریقِ انتخاب کیا تھا ؟ یا یہ محض استفتائے عام تھی ؟ یا ایک استملائیہ (referendum) کے ذریعے ملکہ کو چنا گیا ۔ بہر حال ملکہ کے انتخاب کے لیے کسی مجلس یا پارلیمنٹ کا اجلاس طلب نہ کیا گیا تھا ۔ ابن بطوطہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدیجہ کو لوگوں نے چنا تھا ۔ اور یقیناً یہ معاملہ اتفاق رائے سے طے پا گیا ہو گا ورنہ ابن بطوطہ کو خدیجہ کے مقابلے میں آنے والے حریفوں کا ضرور علم ہو جاتا ۔

سلطانہ خدیجہ پہلے سے خطیب جمال الدین وزیر اعظم کے حبالۂ عقد میں تھی ۔ جمال الدین نے اپنی جگہ اپنے بیٹے محمد بن جمال کو خطیب مقرر کر دیا ، اور خود بادشاہ بن بیٹھا اور جملہ امور سلطنت پر قابض ہو گیا ۔ لیکن رسمی طور پر حکم صرف ملکہ خدیجہ ہی کا چلتا رہا ۔ اور تمام فرامین سلطانہ ہی کے نام سے جاری ہوتے تھے ۔

چنانچہ یہ فرامین ہر جمعہ کے دن علانیہ پڑھ کر سنائے جاتے تھے ۔ ان فرامین کے سرنامے کا مستقل متن یون ہوتا تھا :

" اے اللہ ، اپنی باندی کی مدد کر جسے تو نے اس کے علم کے سبب تمام لوگون میں سے اور جسے تو نے تمام مسلمانون کے لیے (موجب) رحمت بنایا " ۔ وہ یہی سلطانہ خدیجہ بنت سلطان جلال الدین بن سلطان صلاح الدین ہے ۔ (۱۸)

گویا سرنامے مین سلطانہ کو اللہ کی طرف سے سلطنت کے مقدس حق کا وارث سمجھا گیا ہے ۔ اور یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اللہ ہی نے اسے سلطانہ بننے کا حق (Divine Right) عطا کیا ہے اور اسے باعث رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔ اطاعت گزار لوگون کے لیے یہ جملہ بہت کافی ہے ۔ خدیجہ بہت دانا اور زیرک حکمران تھی ۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ لوگ اگرچہ اپنے سلطان یا سلطانہ کا بہت احترام کرتے تھے مگر یہان کے نظام سیاست مین رائے عامہ کو بھی دخل تھا ۔ اور مالدیپ کے باشندون مین سیاسی اختلافات رہ تھے ۔

ہم ایک اور نتیجے پر بھی پہنچتے ہین ۔ سلطانہ رہندی (خدیجہ) ۷۴۳ ھ / ۱۳۴۳ م سے کچھ عرصہ پہلے تخت نشین ہو چکی تھی ۔ اسکے خاوند وزیر اعظم جمال الدین محمد نے ۷۶۴ھ / ۱۳۶۳ م مین سلطانہ کو بے دخل کر دیا ۔ مگر حکمت علی سے خدیجہ ایک سال کے بعد پھر بر سر اقتدار آ گئی ۔ مقامی مورخ تاج الدین حسن کا بیان ہے کہ سلطانہ نے اپنے خاوند جمال الدین محمد کو قتل کر دیا تھا ۔ یہ وزیر جمال الدین محمد ابن بطوطہ کے زمانے مین زندہ تھا اور اپنے اثر و نفوذ کی وجہ سے ہیبتناک شخصیت کا مالک تھا ۔ ابن بطوطہ نے اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کیا ۔ جب وزیر سلیمان " مانایک " (یعنی امیر البحر) نے اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کا پیغام ابن بطوطہ کو بھیجا تو ابن بطوطہ نے فوراً وزیر جمال الدین محمد سے اجازت طلب کی ۔ وزیر نے ناراضی ظاہر کی اور کہلا بھیجا کہ مین

---

(۱۸) تحفۃ النظار ، ۲ ، ۲۶۲ ۔

خود اپنی بیٹی سے تمہارا بیاہ کرنے کی تمنا رکھتا ہوں - بس دیر صرف اس کی عدت ختم ہونے کی ہے - وزیر جمال الدین کی بیٹی کے دو نکاح ہوئے تھے - ہر بار شبِ زفاف سے پہلے ہی اس کے شوہر مر جاتے رہے - ابن بطوطہ نے اسے منحوس گردانتے ہوئے انکار کر دیا -

کچھ دنوں بعد ابن بطوطہ بیمار پڑ گیا - اور یہ حقیقت ہے کہ ہر اجنبی ان جزائر میں پہنچ کر بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے - یہ ملیریا کا بخار عام ہے - مگر اجنبیوں کے لیے سخت تکلیف کا باعث ہوتا ہے - چنانچہ ابن بطوطہ نے یہاں سے کوچ کر جانے کی ٹھانی - اس نے اپنی ملکیت کی کوڑیاں دے کر بہت سے زیورات خرید لیے - اور بنگالہ جانے کے لیے ایک کشتی (جسے مقامی بولی میں " کُندرہ " کہتے ہیں) کرایہ پر لی - وزیر سے الوداعی ملاقات کے لیے گیا - اس کی طرف سے قاضی (عبد یار قالو) باہر آیا اور اس نے ابن بطوطہ کو کہا کہ وزیر نے تجھے یہ پیغام دیا ہے - اگر تو جانا ہی چاہتا ہے تو ہمارا دیا ہوا مال ہمیں لوٹا دے اور کوچ کر جا - ابن بطوطہ نے کہا کہ میں نے کوڑیوں کے مول زیورات خریدے ہیں - تمہاری مرضی ہے تو لے لو - قاضی نے وزیر سے بات کی اور پھر آ کر کہا : وزیر کہتا ہے کہ ہم نے تجھے سونا دیا تھا کوڑیاں نہیں دی تھیں - ابن بطوطہ نے جواب دیا : اچھا میں زیورات بیچ کر تمہارا سونا تمہیں لوٹا دیتا ہوں - ابن بطوطہ نے تاجروں سے کہا کہ مجھ سے خرید لو - مگر وزیر نے تاجروں کو کہہ دیا تھا کہ ابن بطوطہ کا مال مت خریدنا - چنانچہ یہی ہوا - وزیر کا اصل مقصد یہ تھا کہ ابن بطوطہ مالدیپ سے باہر نہ جائے - بعد کو وزیر نے ابن بطوطہ کو کہلوا بھیجا کہ تو ہمارے ہاں رہ پڑ اور ہم تجھے ہر وہ چیز دینگے جو تجھے پسند ہو - ابن بطوطہ مان گیا - وزیر اپنی چال پر خوش ہوا - ابن بطوطہ کو بلوایا ، گلے ملا اور کہا : ہم

تجھسے اپنے قریب لاتے ہین اور تـو ہم سے بدکتا ہے ۔

ابن بطوطہ بھی بہت ہوشیـار تھا ۔ اس نے وزیـر سے کہا : میں ایک شـرط ہے ۔ وزیـر نے جواب دیا : تـو کـہ اور ہم تیری شرط بھی کر دینگے ۔ ابن بطوطہ نے فرمائش کی کـہ مجھے سواری کے لیے گھوڑا چاہیے ، مین پا پیادہ چلنے سے قاصر ہون ۔ چنانچہ اسے ایک گھوڑی عطا کر دی گئی ۔ ان جزائر مین وزیـر کے سوا کوئی سواری نہ کر سکتا تھـا ۔

اس بحث سے ہمین یہ بتانا مقصود تھا کـہ وزیـر جمال الدین اپنے شخصی دبـدبے اور جلال کی وجہ سے من مانی کر گزرتا تھا ۔ چنانچہ اسی زعم مین آ کر اس نے سلطانہ خـدیجـہ کو تخت سے اتار دیا اور خود سلطان کہلوانے لگا ۔ مگر سلطانہ نے اسے ایک سال کے انـدر اندر اپنے راستے سے ہٹا باہر کیا ۔ مورخ تاج الدین کا بیان ہے کـہ سلطانہ نے اسے قتل کروا دیا ۔ ابن بطوطہ کو مالـدیپ سے چلے جانے کے کئی سال بعد یہ خبر ملی کـہ وزیـر جمال الدین وفات پا گیا ہے ۔ عرب مؤرخ وفات پا جانے اور قتل کیے جانے مین ہمیشہ فرق کرتے ہین ۔

مؤرخ تاج الدین نے خدیجہ کے بارے مین دو ایک اور شکوک پیدا کر دیے ہین ۔ مثلاً یہ کہ خدیجہ نے تخت حاصل کرنے کے لیے اپنے چھوٹے بھائی شہاب الدین کو قتل کروا دیا ۔ اگر یـہ بات درست ہوتی تو مالـدیپ کے لوگ ، وزراء اور امراء اسے اتفاق رائے سے سلطانـہ نـہ بنا لیتے ، بلکہ اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرتے ۔ تاج الدین نے یہ گمان کیا ہے کـہ خدیجـہ نے اپنے خاونـد وزیـر جمال الدین کو بھی قتل کروا دیا تھا ۔ اگر یـہ بات درست ہوتی تو مالـدیپ کے انصاف پسند لوگ اسے سنگدل کہ دیتے اور تخت پر کسی اور کـو بٹھا دینے کا اہتمام کرتے ۔ تاج الدین جس نے سلطانہ خدیجہ کے دامن پر ایک اور قتل کا دھبہ

لگانے کی کوشش کی ھے - اور بیان کیا ھے کہ سلطانہ نے اپنے دوسرے خاوند وزیر عبداللہ کو بھی قتل کروا دیا تھا - مگر تاج الدین کے بیانات کی تصدیق کے لیے ھمارے پاس کوئی بھی شواھد موجود نہین ھین -

ابن بطوطہ لکھتا ھے کہ خدیجہ کے بطن سے جمال الدین کا ایک بیٹا پیدا ہوا - ابن بطوطہ یہ بھی بیان کرتا ھے کہ جمال الدین کے مرنے کے بعد وزیر عبداللہ بن محمد الحضرمی نے سلطانہ خدیجہ کے ساتھ بھی نکاح کر لیا - ٧٧٥ ھ / ١٣٧٣ م مین وزیر عبداللہ نے سلطانہ خدیجہ کو تخت سے ھٹا کر خود عنان سلطنت اپنے ھاتھ مین لے لی - مگر یہ بھی زیادہ دیر حکومت نہ کر سکا اور ٧٧٩ ھ / ١٣٧٧ م مین مر گیا - اور سلطانہ خدیجہ ٧٨١ ھ / ١٣٨٠ م تک حکمران رھی - خدیجہ نے ٧٤٣ ھ / ١٣٤٢ م سے ٧٨١ ھ / ١٣٨٠ م تک کے عرصے مین کم و بیش پینتیس (٣٥) برس حکومت کی -

ابن بطوطہ نے یہان کے سیاسی نظام کے بارے مین بہت سی دلچسپ تفصیلات بیان کی ھین - وہ لکھتا ھے کہ یہ جزائر واقعی عجائبِ عالم مین سے ھین - مالدیپ تقریباً دو ھزار جزیرون پر مشتمل ھے اور لگ بھگ سو سو جزیرون کا ایک مجموعہ دائرے کی شکل کا ھوتا ھے - جسے یہان کے لوگ " اٹول " کہتے ھین - اس حلقے کا صرف ایک ھی مدخل (: دروازہ) ھوتا ھے جو سمندر کی طرف کھلتا ھے - مدخل ھی مین سے جہاز آ جا سکتے ھین - یہان کے مقامی رھبر کے سوا اس حلقے (: اٹول ، جسے ابن بطوطہ " اقلیم " کے نام سے یاد کرتا ھے) مین داخل ھونا خطرے سے خالی نہین - کیونکہ یہان پانی کی سطح کے نیچے چٹانین ھین جن سے یہان کے مقامی لوگ ھی واقف ھین - یہ رھبر ھی جہاز والون کو ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے تک بحفاظت لے جا سکتا ھے - اگر جہاز کی سمت غلط ھو جائے تو منزل مقصود پر پہنچنا دشوار ھو جاتا ھے -

بلکہ ہوا کی تھپیڑے جہاز کو معبر یا سیلان (؛لنکا) کی طرف دھکیل لے جاتی ہین ۔
یہ جزائر تیرہ مختلف اٹولون (؛اقالیم) پر بٹے ہوئے ہین ۔ ہر اٹول کا ایک والی یعنی
گورنر ہے جسے یہان کے لوگ " کرد وی " (یا ، کردوبی) کہتے ہین ۔ ہر اٹول
کا والی اپنے اٹول کی محاصیل کا ایک مقرر حصہ سلطان / سلطانہ کی نذر کرتا ہے ۔
اور ہر اٹول مین خرید و فروخت وہان کے والی ہی کی نگرانی اور سرپرستی مین ہوتی ہے ۔
مالدیپ کے مقامی تاجر اپنا مال و متاع اٹول کے سرکاری مخزن مین جمع کروا دیتے ہین ۔
ابن بطوطہ نے ایسے چند والیون کے نام بھی بتائے ہین مثلاً جلال ، عثمان ، علی اور
تلمدی ۔

بیرونی ممالک سے آنے والے تاجر براہ راست کسی اٹول مین مال بیچ سکتے ہین نہ
خرید سکتے ہین ۔ اس لیے انہین لا محالہ مہل (یعنی مالے) کے جزیرے ہی مین جانا
پڑتا ہے ۔ مقامی باشندے باہر سے آنے والے تاجرون سے اجرت لے کر انہین مالے تک چھوڑ
آتے ہین ۔ اس لیے سب سے زیادہ اور سب سے تیز تجارت کا مرکز مہل (؛مالے) ہی
ہے ۔ اور یہان کی تجارت کے محاصیل کا حق صرف سلطان / سلطانہ ہی کو ہے ۔ اور
تمام محاصیل سرکاری مخزن (جسے مقامی بولی مین " بندر " کہتے ہین) جمع کر دی جاتی
ہین ۔ اور محاصیل کا صاحب دیوان " فاملِ دری " کہلاتا ہے ۔ اس کا عہدہ ایک
وزیر کے عہدے کے برابر ہے ۔ ہر آنے والے جہاز کے مال کا ایک حصہ ایک معین رقم کے
مقابلے مین " بندر " کے لیے خریدا جاتا ہے ۔ خواہ اسباب اس قیمت کی مالیت کا ہو یا
زیادہ کا ۔ اسے " شرع بندر " (یعنی tex) کہتے ہین ۔ ہر جزیرے مین بندر
کے لیے ایک لکڑی کا بنا ہوا مکان ہوتا ہے ۔ جسے مقامی بولی مین " بجصار " کہتے ہین ۔
اس مین والی (؛گورنر) تمام اسباب جمع رکھتا ہے اور وہین اس کی خرید و فروخت

ہوتی ہے ۔ سلطانہ / سلطان کا نائب " کِلَگی " کہلاتا ہے ۔ وہ بھی ایک وزیر ہے ۔

وزیر اعظم کو " فند یاری " (جسے ایڈ باٹیرارڈ نے " پنڈ یاری " تلفظ کیا ہے ۔) کہتے ہین ۔ اس کے اختیارات بہت وسیع ہوتے ہین ۔ وہ بھی جو حکم دیتا ہے سلطانہ کے نام سے دیتا ہے ۔ ابن بطوطہ کے زمانے مین محمد جمال الدین جو سلطانہ خدیجہ کا پہلے سے ہی خاوند تھا ایک با اثر اور وقیع وزیر اعظم تھا ۔ وہ پہلے خطیب تھا ۔ مالدیپ مین ایک ہی خطیب ہوا کرتا تھا ۔ مگر آگے چلکر ایڈ باٹیرارڈ کے زمانے مین مالے مین دو خطیب تھے جو باری باری جمعہ کو خطبہ دیا کرتے تھے ۔ایڈ باٹیرارڈ کے زمانے مین ہر اٹول مین بھی ایک خطیب تھا ۔ جسے سرکاری خزانے سے تنخواہ ملتی تھی ۔ محمد جلال الدین سنجری کو وزیر اعظم بنتے ہی خطابت کا عہدہ ترک کرنا پڑا ۔ اب یہ عہدہ اس نے اپنے بیٹے محمد کو دے دیا ۔ خطیب اپنے دور کے علماء عظام مین شمار ہوتا ہے ۔ وہ جمعہ کے دن بھی خطبہ دیتا ہے اور عید کی نماز کے بعد بھی ۔ خطیب کو مالدیپ کی مقامی زبان مین " ھَنْدی جری " کہتے ہین ۔

سپہ سالار کو " دھری " کہتے ہین ۔ ابن بطوطہ نے اپنے رحلہ مین سپہ سالار کو " دھرد " بھی لکھا ہے اور اسے مقدم العسکر " سے تعبیر کیا ہے ۔ ابن بطوطہ کے زمانے مین وزیر عمر سپہ سالار تھا ۔ اور وزیر سلیمان " مانایک " (یعنی امیر البحر) تھا ۔ ابن بطوطہ نے بیان کیا ہے کہ سلطانہ کی فوج ایک ہزار سپاہ پر مشتمل تھی ۔ اور اکثر سپاہی غیر ملکی تھے ۔ ان مین کچھ مقامی باشندے بھی بھرتی کیے ہوئے تھے ۔ یہ سب تنخواہ دار تھے ۔

ان سب سے بڑھ کر عہدہ قاضی (؛ چیف جسٹس) کا تھا ۔ قاضی کو " فند یار قالو " کہتے تھے ۔قاضی کو تین جزیرون کا محصول بطور تنخواہ ملتا تھا ۔

اس کے علاوہ اسے ورثـہ کے فیصلہ کرنے پر ترکے کا دسوان حصہ ملتا تھا ۔ جب ابن بطوطہ
مالـدیپ مین وارد ہوا تو قاضی کا منصب خالی تھا ۔ وزیـر اعظم محمد جمال الدین نے
بہت حیلون سـے ابن بطوطہ کو مالـدیپ ہی مین رہ جانـے پر مجبور کر دیا اور بالآخـر اسے
قاضی کے عہـدے پر فائـز کر دیا ۔ ابن بطوطہ لکھتا ہـے کـہ یہان لوگون مین مقدمہ بازی
کی عادت نہین ۔ عام طـور سے وراثت اور نکاح یا طلاق کے مقدمے آتے ہین وہ بھی گاہے
گاہے ۔ چھوٹے چھوٹے مقدمـے وہان کے مقامی فقیہ ہی طـے کر دیتے تھے ۔ کارروائی سرسری
زبانی سماعت پر مشتمل ہوتی تھی ۔ فیصلے لکھے نـہ جاتے تھے ۔ صرف سلطانہ کے فرامـین
ناریل کے چوڑے شاخے پر لوھـے کے قلم سے لکھتے تھے ۔ جمعہ کے دن ھفتے بھر کے فـرامین
علانیـہ پـڑھ کر نشـر کیے جاتے تھے ۔ الیغ پائیرارڈ کے زمانـے مین ایسـے فرامین شاھی سلطان
کے محل پر پـڑھـے جاتے تھے ۔ اعلانات کا ایک اور طریقہ بھی تھا ۔ اعلانچی " دنقـرے "
پـر لوگون کو تنبیہـات سرکاری اور دیگـر ضروری خبرین دیا کرتا تھا ۔ دنقرہ ایک تانبے کی
طشت کو کہتے ہین جسے لوھے کی پتلی سی چھڑی سے اعلانچی بجاتا جاتا تھا اور ہر چوک
مین کھڑے ہو کر اعلان کرتا ۔ پھر دنقرہ بجاتا ہوا اگلے چوک مین نکل جاتا ۔

ایک مرتبہ ابن بطوطـہ کے لیے بھی دنقرہ بجایا گیا ۔ قصہ یون ہوا کـہ ابن بطوطہ نے
وزیـر اعظم محمد جمال الدین سے فرمائـش کی کـہ چونکـہ مجھے پیـدل چلنے کی عادت نہین
اسلیـے ایک گھوڑی عنایت کی جائے ۔ مالـدیپ مین گھوڑے کی سواری کا حق صرف سلطان یا
وزیـر اعظم ہی کو تھا ۔ مگر ابن بطوطہ نے مالـدیپ مین رک جانـے کے لیے ایک ہی شرط
رکھی تھی کہ سواری دی جائے ۔ اب جب کـہ ابن بطوطہ کو سواری مل گئی اور وہ اکثـر
ادھر ادھر اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر گھوما کرتا تھا ۔ لوگون کے لیے یہ ندرت کی بات تھی ۔
لڑکـے بالے بلکہ عوام بھی ابن بطوطہ کو گھوڑی پر سوار ہو کر گھومتے پھرتے دیکھ کر متعجب
ہوتے اور کام کاج چھوڑ کر دیر تک اسے دیکھتے رہتے ۔ ابن بطوطہ کو لوگون کا اسے یـون

گھور گھور کر دیکھنا ناگوار خاطر گزرتا ۔ اس نے وزیر اعظم سے شکایت کی ۔ چنانچہ دنقرے کے ذریعہ اعلان کر دیا گیا کہ ابن بطوطہ کو گھوڑے پر سوار دیکھ کر لوگ پریشان نہ ہوں ۔ چنانچہ ابن بطوطہ کو لوگوں کی متعجبانہ نظروں سے نجات مل گئی ۔

ابن بطوطہ نے بیان کیا ہے کہ قاضی (فند یار قالو) کا عہدہ یہاں سب منصبوں سے اعلیٰ ہے ۔ قاضی سلطان / سلطانہ یا کسی وزیر کے ماتحت نہیں ۔ قاضی ہی ملک کے قانون اور جملہ احکامِ شریعت کا مرجع ہے گویا قاضی قانون کا محافظ ہے ۔ قاضی کا حکم سلطان / سلطانہ کے حکم سے بھی زیادہ اہم اور وقیع ہے ۔

قاضی شاہی محل میں اپنی خاص مسند پر بیٹھ کر عدالت کرتا ہے ۔ یہ عہدہ پہلے مسلمان سلطان شنورازا (؛شنو راجہ) محمد العادل سے چلا آ رہا ہے ۔ اور اسی دور سے قاضی کو تین جزیروں کے محاصیل گزارے کے لیے ملتے چلے آ رہے ہیں ۔

ابن بطوطہ نے چند مقامی فقیہوں کے نام بھی لیے ہیں مثلاً فقیہ (قاضی) عیسیٰ الیمَنی ، فقیہ معلم علی ، قاضی عبداللہ ۔ ان کے علاوہ حاکم بھی ایک عہدہ تھا جسے مقامی زبان میں " فتنایک " کہتے تھے ۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ " فتنایک " محض ایڈمنسٹریٹر (؛ administrator) تھا یا پولیس کا نظام اس کے سپرد تھا ۔ پری آرڈ اسے پولیس کا وزیر کہتا ہے ۔ (١٩)

مالدیپ کی ریاست میں ایک اور وزیر بھی تھا ۔ جسے " مافا قالو " کہتے تھے ۔ اس کے سپرد اشغالِ عامہ (؛پبلک ورکس کا محکمہ) تھے ۔

ان کوائف سے ہم آسانی سے یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امور سلطنت چلانے کے لیے سلطان کی مجلس الوزراء ہی ، جو چھے (٦) ارکان پر مشتمل تھی ، سلطان / سلطانہ

---

(١٩) الف ۔ پائرارڈ ، ص ٢١٠ ۔

کی معاونت کرتی تھی -

ریاست مالدیپ کی طرز حکومت کے بارے مین جو امور ہمارے مشاہدے مین آئے ہین انہین بیان کر دینا بے محل نہ ہو گا - مالدیپ مین اسلامی نظامِ حکومت ۵۴۸ ھ / ۱۱۵۳ م سے قائم تھا - نام کو ملوکیت تھی اور ملوکیت بھی موروثی (Monarchy :) جو کَلَمنجا خانوادے مین رہی - ملوکیت کو عام طور سے فردِ واحد کی مطلق العنان حکومت سمجھا جاتا ہے اور استبداد کی علامت خیال کیا جاتا ہے - مگر ہر مطلق العنان بادشاہ ہمیشہ جابر نہین ہوا کرتا - کَلَمنجا خاندان کے شہزادے نیک اور مہربان فرمانروا تھے - اور مفاداتِ عامہ ہمیشہ ان کے پیشِ نظر رہے - مثلاً محمد العادل نے جب ۵۴۸ھ / ۱۱۵۳ م مین ابوالبرکات یوسف المغربی کی کرامات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا تو اس نے اپنی مملکت کی ایک تہائی آمدن کو ابن السبیل (یعنی مسافرون) کے لیے وقف کر دیا - کیونکہ ایک مسافر ہی کی بدولت اسے اور اس کی رعایا کو نہ صرف عفریت سے نجات ملی بلکہ انہین اسلام کی لازوال دولت بھی میسر آئی - مہمان مسافر برکتین لے کر آئے ہین - اسی لیے یوسف بربری مغربی کو " ابوالبرکات " کے لقب سے یاد کرتے ہین -

روایتی طور پر بھی مالدیپ کے باشندے بہت مہمان نواز ہین - اس سے پہلے راجکمار " کوی مالا " جو لنکا سے ایک بار بحری سفر پر نکلا مالدیپ کے اٹول " را " مین آن اترا - لوگون نے اس کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا - اگرچہ وہ ان کے لیے ایک اجنبی تھا مگر وہ اس کے چہرے بشرے سے پہچان گئے کہ یہ نوجوان کسی شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہے - " کوی مالا " کو اپنا راجہ بنا کر رکھ لیا اور یہی خاندان (کَلَمنجا) ان کے لیے باعث رحمت بنا - ہم چلتے چلتے یہ بھی ذکر کر دینا مناسب خیال کرتے ہین کہ مالدیپ کے باشندون کے ہان یہ قدیم سے دستور چلا آتا ہے کہ جب کوئی جہاز ان کے

ھان لنگر انداز ھوتا ھے تو یہ لوگ اپنی " کندرہ " (: چھوٹی چھوٹی کشتیون) مین بیٹھ کر اھل جہاز کا استقبال کرتے ھین - اپنے ساتھ پان اور تازہ ناریل کا مغز بھی لے جاتے ھین - جس شخص کو چاھتے ھین وہ پان اور ناریل کا مغز پیش کرتے ھین - یہ علامت ھے کہ وہ اس شخص کو اپنا مہمان بنا لینے کے خواھشمند ھین - پھر اس کا مال و اسباب خود اٹھا کر اپنے گھر لے جاتے ھین گویا وہ ان کا قریبی رشتہ دار ھے - اگر وہ مسافر نکاح کرنا چاھے تو اس کا نکاح بھی کر دیتے ھین -

ھم محمد العادل (: دھرماونتا) کا ذکر کر رھے تھے کہ اس نے ابن السبیل کے لیے اپنی مملکت کی ایک تہائی آمدن وقف کر دی تھی - اس کے بعد کے آنے والے حکمرانون نے اسے برقرار رکھا اور ھمیشہ سے شاھی خزانے سے ایک خطیر رقم مسافرون پر اور ان کی آسایشون پر خرچ کی جاتی رھی - ابن بطوطہ اس کا عینی شاھد ھے -

کچھ نہین کہا جا سکتا کہ یہ ملوکیت (: monarchy) دستوری (:constitutional) تھی یا نہیں، جانشینی سے متعلق قواعد و ضوابط مرتب تھے یا نہیں- اگر کچھ تھا تو غیر مکتوب (: Unwritten) روایات تھین - اور یہ بھی ضرور تھا کہ مالدیپ کی سلطنت مین ایک مضبوط مرکزی حکومت قائم تھی - اور سیاسی استحکام سے ھمکنار تھی - " تاج " (یعنی Crown) بالفاظ دیگر سلطان آئینی طور پر تمام اختیارات کا سرچشمہ تھا - سلطان / سلطانہ تاج کے اختیارات کو خود استعمال نہین کرتے تھے - وہ لوگون کی نظرون سے اوجھل محل مین بیٹھے رھتے تھے - کبھی کبھار تہوارون پر وہ عوام مین جلوہ افروز ھوتے تھے - شاھی جشن اور جلوس کا ھم آگے چل کر ذکر کرینگے -

سلطان در حقیقت قومی اتحاد کا نشان سمجھا جاتا تھا - اختیارات کا ارتکاز ھونے کے باعث سلطان کی حکومت زیادہ مؤثر طور پر گروھی کشمکش اور جماعتی آویزش کو پیدا ھونے سے روکتی رھی -

ممکن ھے کہ آج کل کے مفکرین سیاسیات ابن بطوطہ کے زمانے کے مالدیپ کو غیر متمدن معاشرہ خیال کرین اور یہ حکم لگائین کہ وہ لوگ سیاسی شعور سے عاری تھے ۔ ان کے لیے حقوق اور آزادی جیسے تصورات بے معنی تھے ۔ اور چونکہ وہ لوگ صدیون سے اطاعت سلطان کرتے آئے تھے اور اسی کے عادی ھو چکے تھے اس لیے فطری طور پر وہ " شاہ پسند " تھے ۔ لیکن یہ نہ بھولنا چاھیے کہ بحران کے وقت جب مصائب چارون طرف سے امڈ کر مالدیپ کو گھیر لیتی تھین تو سلطان اپنی رعایا کو پوری حفاظت مہیا کرتا تھا ۔ اور کہتا تھا کہ تم متحد رھو ، دشمن تمھارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا ۔ بس اللہ سے دعا کرو ، وھی تمھارا نگہبان ھے ۔ ابن بطوطہ کے زمانے تک مالدیپ کی ریاست ھر حملہ آور سے بچی رھی ۔ قزاق اور لٹیرے بھی دوسرون کو لوٹ کر چلے جاتے رھے مگر مالدیپ کے باشندون کو نیک اور متدین سمجھ کر چھوڑ دیتے تھے اور یہ لوگ واقعی مستجاب الدعاء بھی تھے ۔ اپنی محنت سے رزق حلال پر گزارا کرتے تھے ۔ اگر کھلے سمندر مین انھین بحری ڈاکو گھیر لیتے تھے تو مالدیپ کا ھر باشندہ یہی کہہ دیتا تھا : " اللہ میرا پروردگار اور پالنہار ھے ، محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) میرا نبی ھے ، اور مین ایک عاجز بندہ ھون " ۔ ڈاکوؤن اور قزاقون پر ان کی ھیبت چھا جاتی تھی حالانکہ وہ نہایت کمزور اور ضعیف البدن ھوتے تھے ۔ ھندوستان کے لٹیرے ان سے کبھی متعارض نہ ھوتے تھے نہ انھین تنگ کرتے تھے ۔ وہ بارھا آزما چکے تھے کہ جب کبھی انھون نے ان مسکینون کا مال چھینا تو ڈاکوؤن اور لٹیرون پر اسی آن مین وبال پڑ جاتا ۔ اس لیے جب کبھی یہان کے لوگ دشمنون اور کافرون کے نرغے مین آ گئے تو دشمن ھر ایک کا مال چھین لیتے مگر مالدیپ کے باشندون کو کوئی گزند تک نہ پہنچاتے نہ ان کا مال غصب کرنے کی کوشش کرتے ۔ (٢٠)

---

(٢٠) تحفۃ النظار ، ٢ : ٢٥٥ ۔

مالدیپ کی ریاست وحدانی (: Unitary) ریاست تھی - پورے ملک کا نظم و نسق ایک مرکزی حکومت کے ماتحت تھا - اگرچہ انتظامی سہولت کی خاطر ہر اٹول مین مقامی ادارہ قائم تھا جو ایک " کردوبی " / " کردواری " (: گورنر) کے زیر نگین تھا - اسے " اٹول وری " بھی کہا گیا ہے - ہر جزیرے کا والی " رھرووری " کہلاتا ہے - لیکن ان اٹولون کا وجود مرکزی حکومت کی منشا کا رھینِ منت ہوتا تھا -

مالدیپ کی مملکت مین مقننۃ (: Legislature) موجود نہ تھی - اور نہ اس کی ضرورت ھی کبھی محسوس کی گئی - اسلامی قوانین بنے بنائے انھین مل گئے - معاشرے کے مسائل بھی زیادہ نہ تھے - لوگ سادہ ، صاف گو اور نیک تھے - شاذ و نادر ھی کسی جرم کا ارتکاب وقوع پذیر ہوتا - اور مقدمہ وھین سرسری کارروائی کے بعد نبٹا دیا جاتا - وھین سزا بھی دے دی جاتی - نہ شہادت قلم بند ہوتی تھی نہ فیصلہ تحریری ہوتا تھا - ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ مین نے ایک بار ایک چور کے ھاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا - اس مجلس کے بہت سے لوگ غش کھا کر گر پڑے - (۲۱)

قتل کی سزا قتل تھی - مگر ایسا واقعہ رونما نہین ہوا - یہ ابن بطوطہ کا مشاھدہ ہے - البتہ ابن پائیرارڈ اس ضمن مین یہ بیان کرتا ہے کہ قتل کی سزا قتل (یعنی قصاص) موجود ہے مگر یہ سزا دی نہین جاتی - البتہ عقوبت کے طور پر شہر بدر کر دیتے ھین ، (۲۲) یا جلاوطنی -

ابن بطوطہ نے ایک غلام اور ایک لونڈی کو زنا کی سزا دی - ان کے درے لگائے گئے - درہ بازو برابر لمبا ، چار انگلی چوڑا اور دو انگلی موٹا ہوتا ہے - اوپر چمڑا مڑھا ہوتا ہے - اس کے علاوہ بید بھی لگائے جاتے ھین - بید کی چوٹ درہ سے زیادہ شدید ہوتی ہے -

---

(۲۱) مصدر سابق ، ۲ : ۲۵۵ -

(۲۲) الف - پائیرارڈ ، ص ۲۰۶ ، ۲۰۵ -

ابن بطوطہ نے لونڈی کو درے لگانے کے بعد چھوڑ دیا اور غلام کو قید کر دیا ۔ مالدیپ مین قید خانے اور جیلین نہین ھین ۔ " بندر " کے ساتھ ایک الگ گودام ھوتا ھے جس مین تاجرون کا سامان محفوظ کیا جاتا ھے اسی گودام مین مجرمون کو بند کر دیتے ھین ۔ مگر ایسے واقعات کم کم پیش آتے ھین ۔ اگر مجرم اکیلا دکیلا ھو تو اسے متاطر (؛ STOCKS) یعنی کاٹھ مین پابند کر دیتے ھین ۔ یہ سزا چین کی طرف عام ھے ۔ جب وزیر جمال الدین نے غلام کو رھا کر دینے کی سفارش کی تو ابن بطوطہ ناراض ھوا ۔ اس پر اس نے غلام کو مزید یہ سزا دی کہ اسے بید مارے جائین اور اس کے بعد اس کی گردن مین رسی باندھ کو سارے جزیرے مین اعلان کے طور پر لے جایا جائے ۔

الیف پائیرارڈ نے مزید تفصیلات بیان کی ھین ۔ مثلاً قتل کی سزا قتل کے لیے سلطان کے حکم کا انتظار کیا جاتا ھے ۔ عام سزاؤن مین سے جلاء وطنی ۔ شہر بدر کرنا یا دوسرے جزیرے مین زیر حراست رکھنا ۔ ڈاکوؤن کے لیے ھاتھ پاؤن کاٹنے کی سزا مقرر ھے ۔ کوڑے بازو بھر لمبے چمڑے کے ھوتے ہیں ۔ (٢٢)

مقدمات کی پیروی " پنڈ یاری " یعنی قاضی یا سلطان کا مصاحب خود کرتا ھے ۔ تین گواہ ضروری ھین ۔ بعض اوقات قسم پر فیصلہ ھو جاتا ھے ۔ دعوی دائر کرنے کے لیے کوئی فیس مقرر نہین ۔ گویا انصاف مانگنا مہنگا نہین ۔ البتہ مطالبے کی رقم کا بارھوان حصہ " فتنایک " (؛امن عامہ کے وزیر) یا اس کے نمائندے (؛ Sergeant) کو جاتا ھے ۔ غلام (؛آلو) کی گواھی قبول نہین ھوتی ۔ تین عورتون کی گواھی ایک مرد کی گواھی کے برابر تصور کی جاتی ھے ۔ (٢٣) غلام کو مارنے پر نصف سزا دی جاتی

---

(٢٢) مصدر سابق ، ص ٢٠٥

(٢٣) مصدر سابق ، ٢٠٣ ، الیف پائیرارڈ کو بظاھر کچھ التباس ھوا ھے ۔

هے ـ مقروض کو قیـد کر دیا جاتا هے اور قید کے دوران اسے اپنی کمائی سے قرض ادا کرنـا پـڑتا هے ـ گویا مقروض " boudsman on loan " هوتا هـے ـ اگر خاونـد قتل هو جائـے تو بیوی دعوی دائر نهین کر سکتی ـ البته مقتول کے بچے یا وارث دعوی کر سکتے هین ـ جب تک بچے جوان نـه هو جائین ملزم مقتول کے بچون کی پرورش اور تعلیم و تربیت کے اخراجات برداشت کرتا رهیگا ـ پھـر جب یـه بچے بالغ هو جائین تو قصاص یا دیت کا مطالبه کر سکتے هین ـ زنا کی سـزا کوڑے هین ـ زنا کی مجرمه کے بال بھی سـزا کے طـور پر کاٹ دیے جاتے هین ـ مقدمات کی سماعت سرسری هوتی هے ـ بیانات قلمبنـد نهین کیے جاتے ـ نائب (یعنی اٹولون کے گورنـر) اپنے فیصلے لکھ کر مهر لگاتے هین ـ (٢٥)

کم از کم ابن بطوطـه کے زمانـے تک " پنڈیاری " (؛قاضی) کا عهده بهت جلیل القدر تھـا ـ قاضی کا حکم سلطان کے حکم کے برابـر بلکه اس سے بھی زیاده وقیع سمجھا جاتا تھـا ـ (٢٦) اور اس طرح عدلیه (: Judiciary) کو آزادی حاصل تھی ـ قاضی بغیر کسی قسم کے دباؤ ، یا خوف ، یا لالچ کے اپنے ضمیر کے مطابق مقدمات کا فیصلـه کرنے کا مجاز تھا ـ ذاتی مفادات سے بلنـد هو کر غیر جانبداری سے فیصلے کرتا تھا ـ سیاسی مصلحتین اور وفاداریان اس کے راستـے مین حائل نـه هوتی تھین ـ قاضی کو اپنـے فرائـض منصبی کی بجا آوری مین حوصله اور بیباکی دینـے کے لیـے مناسب تحفظ موجود تھا ـ اسـے تین جزیرون کی آمـدن خود بخود مل جاتی تھی ـ وراثت کے جھگـڑون مین قاضی کو ترکـه کا دسـوان حصه بھی ملتا تھا ـ مگر ابن بطوطه نے اس دسوین حصے پر اصرار نه کیا بلکـه اتنا هی لے لینا پسند کیا جو وارثان حقیقی اسے خوشی سے دے دیتے ـ (٢٧)

---

(٢٥) ایف ـ پائیرارڈ ، ص ١٩٨ ـ ٢٠٧

(٢٦) تحفته النظار ، ٢ ؛ ٦٢٢ ـ

(٢٧) مصدر سابق ، ٢ ؛ ٦٦٩ ـ

هم ابھی ابھی سلطان کی کابینه کا ذکر کر آئے هین - سلطان کے وزیر هی امور سلطنت مین اس کی رهنمائی کرتے تھے ، گتھیان سلجھانے مین مدد دیتے تھے اور اسی کے حکم کو آخری اور قطعی تسلیم کرتے تھے - ابن بطوطه کے زمانے مین خطیب (؛هندی جری) اور قاضی (؛فند یار تالو) کے سوا چھ وزیر هوتے تھے - وزیر اعظم (کلکی) ، وزیر مالیات یا دیوان (؛فامل داری) ، وزیر اشغالِ عامه (؛مافا تالو) ، وزیر امن عامه (؛ فتنایک) ، امیر البحر (؛مانایک) اور قائد العسکر (؛دھرد) ، تقسیم کار کے لحاظ سے یه وزیر ایک دوسرے کے معاملات مین بے جا دخل اندازی نه کرتے تھے - یا یون کہه لیجیے که همین ابن بطوطه یا ابنِ پائیرارڈ اور مورخین کی زبانی یه خبر نهین پهنچی که یه وزراء کبھی ایک دوسرے سے حسد کرتے تھے یا آپس مین بغض رکھتے تھے - یه الگ بات هے که وزیر عبدالله بن محمد الحضرمی ابن بطوطه کے خلاف باتین کرتا رها اور اسے اچھا نه سمجھتا تھا - اس نے وزیر اعظم سے ابن بطوطه کی چغلی بھی کی -

سلطانه کی ایک هزار سپاه تھی - اور یه لشکر هر روز سلطانه کے محل کے سامنے حاضری دیتے تھے - ابن بطوطه اسے " خدمت " کے لفظ سے تعبیر کرتا هے - ان سپاه کو هر ماه تنخواه کے طور پر چاول ملتے تھے جو " بندر " (یعنی سرکاری خزانه) سے جاری کیے جاتے تھے - سپاه آ کر وزیر (اعظم) سے کہتے تھے که سلطانه کو همارا سلام پهنچا دو اور کہه دو که هم اپنی تنخواه طلب کرنے آئے هین - اس پر وزیر اعظم حکم دیتا که انهین مقررہ مشاهره دے دیا جائے -

خطیب، قاضی اور تمام وزیر بھی هر روز آتے تھے اور ایک غلام ان کا سلام سلطانه تک پهنچانے پر مامور هوتا تھا - یه وزراء سلام که کر خوش خوش چلے جاتے تھے -

ابنِ پائیرارڈ کے زمانے تک حالات کچھ بدل گئے تھے - مالے مین دو خطیب تھے جو

باری باری خطبہ دیا کرتے تھے ۔ باقی جگہون مین ایک ایک خطیب تھا ۔ یہ سلسلہ بیل (Bell ،) کے زمانے تک رہا ۔ الیف پائیراڈ مزید لکھتا ھے کہ جمعہ کا اعلان موذن گھنٹی بجا بجا کر کرتا ھے ۔ (۲۸) وہ سلطان کے محل پر پہنچ کر سلطان کو جامع مین جانے کی دعوت دیتا ھے ۔ سلطان خطیب یا موذن (یعنی امام مسجد) کا ھاتھ پکڑ کر چلتا ھے اور مسجد کی چھ سات سیڑھیان اسی طرح چڑھتا ھے ۔ جامع مین وعظ ھوتا ھے ۔ پھر نماز ادا کی جاتی ھے ۔ نماز کے بعد لوگ ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ھین ۔ پہلے دائین طرف بیٹھنے والے سے پھر بائین طرف والے سے ۔ واپسی پر سلطان کے ساتھ بہت بڑا جلوس بن جاتا ھے ۔ محل مین پہنچ کر سلطان اپنے خطیب، موذن ، نائب اور دیگر امراء کی ضیافت کرتا ھے ۔ (۲۹)

سلطان / سلطانہ جزیرہ مالے ھی مین رھتا ھے ۔ وھین اس کا محل ھے ۔ وزیر اعظم ، قاضی ، خطیب اور باقی کے وزراء بھی مالے ھی مین رھتے ھین ۔

اب ھم ابن بطوطہ کے بیانات کی روشنی مین مالدیپ کے سماجی اور ثقافی حالات بیان کرنے کی کوشش کرتے ھین ۔

مالدیپ کے لوگ (جیسا کہ ھم نے پہلے بیان کیا ھے) نیک ، دیانتدار اور محنتی ھین ۔ رزق حلال کے قائل ھین ۔ عام طور سے سبھی لوگ ماھی گیری پر گزارا کرتے ھین ۔ یہ مچھلیان ھی ان کا ذریعۂ معاش ھین ۔ اس استوائی خطے کے گرم پانیون مین انواع و اقسام کی چھوٹی بڑی مچھلیان بڑی کثرت سے سارا سال ملتی رھتی ھین ۔ یہ لوگ انھین قدرت کا عطیہ سمجھتے ھین ۔ قدیم سے مالدیپ کی آبادی کا نوّے (۹۵) فیصد حصہ (۳۰)

---

(۲۸) الیف ۔ پائیراڈ ، ص ۱۳۰ ۔ (الیف پائیراڈ کا یہ بیان محلِ نظر ھے) ۔
(۲۹) مصدر سابق ، ص ۱۳۲ ۔
(۳۰) Discover Maldives، ص ۳۰ ۔

مچھلیان پکڑنے ، انھین صاف کرنے ، اور خشک کر کے محفوظ کرنے مین ھمیشہ مصروف رھتا ھے ۔
تازہ اور محفوظ شدہ مچھلیان روزانہ آچن اور سماٹرا کو برآمد کی جاتی ھین ۔ یہی مالدیپ
کی تجارت اور اس کی برآمدات کا اھم حصہ ھین ۔ زر مبادلہ کمانے کے لیے یہان کے لوگ
بڑی محنت سے دن رات کام کرتے رھتے ھین ۔ اگرچہ ان لوگون کے اقتصادی حالات کچھ بہت
زیادہ سدھور نہین پائے مگر قناعت پسندون کی یہ دنیا اپنے آپ مین بہت خوش ھے ۔ یہ لوگ
رجائی ھین ، متوکل ھین ۔ ان کے دل ملول نہین ھوتے ۔ الیف پائیرارڈ نے کئی بار یہان کے لوگون
سے دریافت کیا اور کہا : تم اتنی محنت کرتے ھو ، صبح سے شام تک اسی دھندے بکھیڑے
مین پھنسے رھتے ھو مگر تمھارے بدن پر ابھی تک وھی پرانی لنگوٹی ھی لنگوٹی ھے ۔
الیف پائیرارڈ کو یہی جواب ملتا : یہ درست ھے ، اجنبی مال لے گئے اور ھم غریب کے غریب ھی
رہ گئے ۔ یہ تھوڑا ھے کہ اسی کی بدولت یہان میلہ سا لگا رھتا ھے اور یہان کی رونق کا
انحصار ھمارے اسی کاروبار ھی پر تو ھے ۔ (٣١)

ان سب باتون کے باوجود مالدیپ کے لوگ اپنے پیشے کا حق بڑی تندھی اور جانفشانی
سے ادا کرتے رھے اور کر رھے ھین ۔ اور اپنے اس پیشے پر بجا طور پر فخر کرتے ھین ۔

یہ لوگ پو پھٹنے سے پہلے ، بلکہ رات کے پچھلے پہر سے اپنی اپنی کشتیون مین
(جنھین وہ " ڈونی " کہتے ھین) بیٹھ کر دور سمندر مین نکل جاتے ھین ۔ اور سارا دن
مچھلیون کے جھول کے جھول پکڑ کر لاتے ھین اور سہ پہر تک اپنے اپنے جزیرون کو لوٹ
آتے ھین ۔

ایک " ڈونی " دس بارہ میٹر لمبی ھوتی ھے ۔ ناریل کے تنے کاٹ کر ناریل کی
رسیون سے جکڑ کر بناتے ھین ۔ یہ " ڈونی " بہت مضبوط ھوتی ھے ۔ اور اکثر سہ کودہ

---

(٣١) الیف ۔ پائیرارڈ ، ١١٨ ۔

بادبان سے چلتی ہے ۔ ایک " ڈونی " میں آٹھ دس ماہی گیر بیٹھ سکتے ہیں ۔ ملاح کو " کٹولو " کہتے ہیں ۔ (۳۲) وہ ہوا کے رخ کو اور سمندر کی لہروں کو خوب سمجھتا ہے ۔ بونیٹو وغیرہ کا شکار ڈوری اور انکڑے (: کانٹا) سے کیا جاتا ہے ۔ سمندر میں خاص جگہ پہنچ کر پہلے بونگ (یعنی باریک چھوٹی مچھلیاں جو ماہی گیر اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں) سمندر میں ادھر ادھر پھینک دی جاتی ہیں ۔ بونیٹو کے جھول کے جھول ادھر امڈ پڑتے ہیں ۔ پھر یہ شکاری اپنی اپنی ڈوری کے کانٹے پر بونگ لگا کر پھینک دیتے ہیں ۔ آن کی آن میں مچھلی انکڑے میں پھنس جاتی ہے اور شکاری کھینچ کھینچ کر انھیں تھیلوں میں جمع کرتے جاتے ہیں ۔

مالدیپ کی مچھلیوں میں " بونی ٹو " (: قُلب الماس) سب سے عمدہ اور لذیز ہوتی ہے ۔ عموماً تین فٹ لمبی ہوتی ہے ۔ قدرے گول ہوتی ہے اور جسم پر باریک چاندے ہوتے ہیں ۔ اس کا گوشت سرخ ہوتا ہے ۔ اس میں بو نہیں ہوتی ۔ بلکہ چوپاؤں کے گوشت کی سی نکہت آتی ہے ۔ جزیرہ پر لا کر ہر مچھلی کو چار برابر کے ٹکڑوں میں کاٹ لیتے ہیں ۔ پھر انھیں تھوڑا سا ابال لیتے ہیں ۔ اس کے بعد ناریل کے پتوں کی زنبیل میں رکھ کر لٹکا دیتے ہیں ۔ اور نیچے ہلکی سی آنچ دیتے ہیں ۔ جس سے مچھلی کا گوشت خشک اور سخت ہو جاتا ہے ۔ (۳۳) اس طرح پکی ہوئی مچھلی بہت لذیز ہوتی ہے ۔ ہندوستان، چین اور یمن تک یہ مچھلی برآمد کی جاتی ہے ۔ یہاں کے لوگ اسے تازہ ناریل کے مغز کے ساتھ بھی کھاتے ہیں ۔

مالدیپ کے ماہی گیر ہر " ڈونی " میں ایک ایک ہزار مچھلیاں پکڑ کر لاتے ہیں ۔

---

(۳۲) Discover Maldives، ۳۱ - ۳۲

(۳۳) تحفۃ النظار، ۲ : ۲۵۴ - ۲۵۵ -

اور چھ سات سو مین تو شک نہین - یہی " بونی ٹو " ان لوگون کی خوراک بھی ھے -

" بونی ٹو " کو " ٹُنّی " بھی کہتے ھین - عام زبان مین میکرل (: Mackerel)
کہا جاتا ھے - علماء اکتیولوجیا (: Ichthyology ، یعنی علم الاسماک) کی
اصطلاح مین اس مچھلی کو Thynnus pelamys کہتے ھین - اور یہ جنس
SCOMBER سے تعلق رکھتی ھے - " ٹونو " (یا ، تونا) اور الباکور (: albacore)
بھی اسی جنس سے ھین - یہ مچھلیان استوائی خطے مین پائی جاتی ھین - (۳۴)
سکپ جیک (: Skipjack) ایک عامی نام ھے - لوگ مچھلیون کو نمک لگا کر بھی
خشک کر لیتے ھین -

یہان کے لوگون کی آمدن کا دوسرا ذریعہ کوڑیون کو اکھٹا کرنا ھے - کوڑیون کے
اندر (جیسا کہ ھم اس باب کے آغاز مین مختصراً بیان کر چکے ھین) ایک چھوٹا سا
نازک رینگنے والا کیڑا پرورش ھوتا ھے اور یہ کوڑی در اصل اس کا خول ھے - گرم پانیون کے
سمندر مین ساحل کے ساتھ ساتھ یہ کیڑے بڑی کثرت سے پیدا ھوتے ھین - کبھی کبھی
سمندر کی لہرین انھین اچھال کر خشکی پر پھینک دیتی ھین - اور یہ کیڑے وھین خشک
ھو کر مر جاتے ھین - مالدیپ کے لوگ ان کیڑون کو پکڑنے کے لیے ناریل کے پتے کاٹ کر
سمندر کی سطح پر ڈال دیتے ھین - یہ کیڑے آھستہ آھستہ رینگ کر ان پتون پر سوار
ھو جاتے ھین - جب بہت سے کیڑے ان پتون پر جمع ھو جاتے ھین - لوگ ان کو کھینچ
کر ساحل پر لے آتے ھین - اور دھوپ مین ڈال دیتے ھین - کیڑے مر جاتے ھین - سیپیان
اور کوڑیان باقی رہ جاتی ھین جنھین یہان کے لوگ اکھٹا کر لیتے ھین - قدرت نے ان لوگون

---

(۳۴) انسائیکلو پیڈیا برٹینکا (طبع نہم) ۱۲۰ : ۶۹۰ ، ۲۳ : ۲۲۵ -

کو اس عجیب و غریب دولت سے مالا مال کر رکھا ھے - صدھا صد سال سے یہ کوڑی (Cypraea moneta) جو آدھ انچ لمبی ، باھر سے سفید اور کچھ کچھ زرد ، اور اندر سے نیلگون ھوتی ھے ، بے شمار ملکون مین بطور سکہ چلتی رھی ھے - بحر ھند مین ، خاص طور پر مالدیپ کے جزائر مین ، یہ بڑی کثرت سے ملتی ھے - اس کے علاوہ سیلون (لنکا) اور مالا بار کے ساحل ، بورینو اور شرق ھند کے جزائر مین بھی دستیاب ھوتی ھے - افریقہ کے ساحل پر راس ھفون سے موزنبیق تک بھی کوڑیان خاصی بڑی مقدار مین ملتی ھین - بنگال اور شمالی ھند مین مدت تک یہ سکے کے طور پر رائج رھی ھین - ۳۸۴۰ کوڑیون کا ایک روپیہ (روپہ) ملتا تھا - بنگال مین کوڑیون کی سالانہ در آمد ۱۸۸۰ میلادی تک تیس هزار پونڈ انگریزی کی ھوا کرتی تھی - سیام مین ۶۴۰۰ کوڑی کا ایک تیکل (جو روپے کے برابر تھا) ملتا تھا - مغربی افریقہ اور کانگو مین بھی سکہ چلتا تھا - کانو اور ٹمبکٹو تک اس سکے کا رواج تھا - خاص طور پر مغربی افریقہ مین کوڑیان مہنگے دامون بکتی تھین - اس لیے زنجبار کے مسلم تاجر کوڑیون کی منفعت بخش تجارت مین مصروف رھتے تھے - بعض علاقون مین کوڑیان زیبایش کے طور پر استعمال ھوتی تھین - چالیس چالیس اور سو سو کوڑیون کے ھار فروخت ھوتے تھے - پچاس لڑیان ایک ڈالر کی قیمت مین بکتی تھین - (۳۵)

ھم نے کوڑیون کے بارے مین یہ تفصیل اس لیے دی ھے کہ مالدیپ کو قدرت نے ایسی ٹکسال دی ھے جس کے سکون مین کبھی کھوٹ کی ملاوٹ نہین ھوئی - یمن سے آنے والے تاجر یہان سے اپنی کشتیون اور جہازون مین کوڑیون کا فرش بچھا کر لے جاتے تھے -

---

(۳۵) انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا (طبع نہم) ، ۶ : ۵۳۵ -

بنگال اور سوڈان کی طرح یہان بھی کوڑیون کا چلن تھا ۔ ایک سو کوڑی کو " سیۃ " کہتے تھے ، سات سو کو " فال " ، بارہ ھزار کوڑی کو " کتی " ، اور ایک لاکھ کو " بستو " ۔ چار بستو کا ایک دینار طلائی تھا ۔ بعض اوقات کوڑیون کا نرخ گر جاتا تھا تو ایک دینار دس بستو مین ملتا تھا ۔ بنگال والے کوڑیون کے بھاؤ چاول دے جاتے تھے ۔ ابن بطوطہ کا ذاتی مشاھدہ ھے کہ " جو جو " (جو مصر مین دمیاط کے قریب ھے) (۳۶) اور " کالی " (جو مغربی افریقہ مین دریائے نیجو کے کنارے پر ۱۲ درجہ عرض بلند شمالی اور ۹ درجہ طول بلند شرقی پر واقع ھا) (۳۷) گیارہ سو پچاس کوڑی کے عوض ایک دینار طلائی ملتا تھا ۔ (۳۸)

ایف پائیرارڈ کا بیان ھے کہ ساٹھ ھزار کوڑی ایک ڈالر کے برابر تھین ۔ اور بارہ ھزار کوڑی سے یہان کا مقامی چاندی کا سکہ " لاری " (یا " لارین ") ملتا تھا ۔ جو ایک ڈالر کی قیمت رکھتا تھا ۔ آگے چل کر بارہ ھزار کوڑی سے ایک چاندی کے تار کا سکہ (لاری) ملا کرتا تھا ۔ بھر حال کوڑیون کی تجارت بڑے وسیع پیمانے پر ھوتی تھی ۔ چالیس پینتالیس جھاز ان کوڑیون کے بھرے ھوئے باھر کے ملکون کو جایا کرتے تھے ۔ (۳۹)

ابوالریحان البیرونی (متوفیٰ ۴۴۳ ھ / ۱۰۵۰ م) لکھتا ھے کہ کوڑی کو ھندو " کوڈی " بولتے ھین ۔ اھل الریبجات اسے " دیو کون " کہتے ھین ۔ اخبار الصین مین مذکور ھوا ھے کہ کوڑیان جزائر الریبجات سے آتی تھین ۔ (۴۰)

---

(۳۶) یاقوت الحموی : معجم البلدان ، بذیل مادہ ۔
(۳۷) انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا (طبع نہم) ، ۱۵ : ۳۷۵ ۔
(۳۸) ابن بطوطۃ : تحفۃ النظار ، ۲ : ۶۵۸ ۔
(۳۹) Discover Maldives، ص ۲۸ ۔
(۴۰) کتاب الصیدنۃ ، تحقیق ڈاکٹر رانا احسان الٰھی، کراچی ۱۹۷۳ م ، ۳۶۸ ۔ ۳۶۹

مالدیپ کی ایک اور بڑی تجارت " قنبر " (جسے البیرونی " کنبار " املاء کرتا ہے ، [۳۱] اور جسے انگریزی مین coir کہتے ہین) پر منحصر ہے ۔ قنبر در اصل لیت النار جیل ہین یعنی ناریل کے پھل کی پوست پر جو ریشے ہوتے ہین ۔ ان ریشون کو مالدیپ کے لوگ سمندر کے کنارے غارون مین بھگو چھوڑتے ہین ۔ یہ کچھ نرم ہو جاتے ہین ۔ پھر انھین نکال کر موٹے موٹے ڈنڈون سے خوب کوٹتے ہین ۔ ریشے نرم اور ملائم ہو جاتے ہین اور کھردرا پن جاتا رہتا ہے ۔ مالدیپ کی عورتین ان ریشون کو کات کر باریک رسیان بٹ لیتی ہین ۔ یہان کے لوگ یہ رسیان چین ، ہند اور یمن مین بیچنے کے واسطے لے جاتے ہین ۔ قنبر کی رسی بہت مضبوط ہوتی ہے ۔ ہندوستان اور یمن مین جہازون کے تختون کو انھی رسیون سے جکڑتے ہین ۔ لوہے یا دھات کی میخین استعمال نہین کرتے ۔ کیونکہ لوہے کی میخین سمندر کے کھارے پانی مین بہت جلد زنگ آلود ہو جاتی ہین اور کمزور ہو کر ڈھیلی پڑ جاتی ہین ۔ پتھر کی چٹانون سے ٹکرا جانے پر دھات کی میخین ٹوٹ جاتی ہین اور تختے آن کی آن مین بکھر جاتے ہین ۔ مارکو پولو نے بحیرۂ عرب اور بحر ہند کے جہازون کا ذکر کیا ہے ۔ لکھتا ہے کہ ان لوگون کی کشتیون مین میخین نہین ہوتین اس لیے مضبوط نہین ہوتین ۔ میخون کی جگہ ناریل کی رسیون سے تختون کو سی لیتے ہین ۔ [۳۱ الف] ایک اور سیاح جان (: John of Montecorvino) لکھتا ہے کہ اس علاقے کی کشتیان اور جہاز کمزور ہوتے ہین کیونکہ ان مین نہ لوہے کی میخین ہوتی ہین نہ انھین تارکون سے پوچا جاتا ہے ۔ فری آر [۳۱ ب] (: Friar Odoric) [۳۱ ج] اور یوردانوس (: Jordanus) نے بھی اسی قسم کا بیان دیا ہے ۔ باریک ریشون سے یہان کی عورتین صف بافی کا کام بھی کرتی ہین ۔ جنوبی اٹولون مین ایک نرم سی گھاس ہوتی ہے جسے مقامی بولی مین "ھا"

---

(۳۱) مصدر سابق ، ۳۵۹ - ۳۶۰ -

(۳۱ الف) ہنری یول Book of Marco Polo ، لندن ، ۱۸۷۵ م ، ۱ : ۱۱۱

(۳۱ ب) ہنری یول Cathey etc. ، لندن ، ۱۹۱۳ - ۱۹۱۶ م ، ۳ : ۶۷

(۳۱ ج) مصدر سابق ، ۲ : ۱۱۳

(۳۱ د) یوردانوس Mirabilia Descripta ترجمہ ، لندن ، ۱۸۶۳ م ، ۵۳

کہتے ھین - عورتین اس گھاس سے بھی خوشنما چٹائیان بنتی ھین -

ناریل کا درخت (: Cocos nucifera/Cocoanut Palm) عام طور سے ۶۰ فٹ سے ۱۰۰ فٹ بلند ھوتا ھے - (۳۲) مگر مالدیپ کا ناریل عموماً تیس فٹ کی اونچائی تک جاتا ھے - اور ساحل پر کھڑے درخت سمندر کی طرف جھک جاتے ھین - کہتے ھین آٹھ سال کی عمر مین پھل دینے لگتا ھے - اور سارا سال پھل سے لدا رھتا ھے - ھر ماہ اس کے بور آتا ھے - اسکے پتے ھوا مین لہراتے ھوئے بہت بھلے لگتے ھین - ابن بطوطہ لکھتا ھے کہ چھٹے سال پھل دینے لگتا ھے - دوسرے علاقون کی نسبت سمندر کے ساحل پر اگنے والے ناریل زیادہ لذیذ ھوتے ھین اور زیادہ میٹھے بھی ھوتے ھین - اسکے پانی سے شہد بھی بناتے ھین - جسے وہ " قُربانی " کہتے ھین - اگر یہ رس پڑا رھے اور خمیر آ جائے تو شراب بن جاتا ھے - (۳۳) کسی دور کے علاقے سے ناریل کا پھل لہرون کے ساتھ بہ کر مالدیپ کے جزیرون مین پہنچ جاتا ھے - یہ ناریل مقامی ناریل کے پھل سے بڑا ھوتا ھے - یہ سلطان کا مال ھوتا ھے - لوگ بہ کر آنے والے پھل کو سلطان کے " بندر " (خزانہ) مین پہنچا دیتے ھین -

" قنبر " کی رسیون کے ٹاٹ اور عمدہ قسم کی چٹائیان بھی بنی جاتی ھین - اور یہ صنعت یہان کافی مقبول ھے اور معروف بھی - آج کل " قنبر " کو صوفون اور گدیون مین بھی بھرتے ھین - " قنبر " کی foot-mat اور برش وھین سے بن کر آتے ھین -

اسی ناریل کا کھوپرا اور اس کے مغز کا تیل بھی خاصی مقدار مین پیدا ھوتا ھے - ناریل کا درخت یہان کے لوگون کے لیے " شجر حیات " (۳۴) ھے - اس کا پانی پیتے ھین -

---

(۳۲) انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا (طبع نہم) ، ۶ : ۱۰۳ -
(۳۳) تحفتہ النظار ، ۲ : ۲۶۴ -
(۳۴) Discover Maldives، ص ۳۴ -

اور اس کا پانی کھانے کو هضم کرنے مین مدد دیتا هے - اس کا مغز
کھاتے هین - اس کا تیل کھانے پکانے، اور سر اور بدن پر ملنے کے کام آتا هے -
اس کے ریشون سے رسیان بٹی جاتی هین - اس کے تنے سے مکان بناتے هین اور کشتیان
بناتے هین - " ڈونی " اور " کندر " اسکی آگ جلاتے هین - اس کے پتون سے چھتون
کے چھپر بنتے هین اور ان کی چھتون سے بوند بھی نهین ٹپکتی - غرض اس ناریل کے
تنے ، جڑین ، پتے ، پھل ، مغز ، پانی ان کے لیے نعمت هین - ناریل کا درخت ان کی مملکت
کا نشان بھی هے - مگر هندوؤن کی طرح وہ اسے پوجتے نهین -

نئے دور مین جب سے کاغذ کی کرنسی چل نکلی هے ، کوڑیون کی مانگ کم هونا شروع
هو گئی - مقامی طور پر مالدیپ کے اپنے ڈھالے هوئے سکے چلتے هین - نقدی کی وحدت
" لارین " هے - پرانے سکے جنهین " ڈگو لاری " (: لمبی لاری) کهتے تھے بغیر
تاریخ کے ڈھالے جاتے تھے - یہ سکے ۱۵۷۵ م سے ۱۶۰۰ م تک ضرب کیے جاتے رهے - پھر
گول " لاری " ضرب کی گئی - پهلا گول سکہ ۱۶۶۳ م مین مضروب هوا - (۳۵) کُڈا لاری "
نقدی کی وحدت تھی - " بَڑو لاری " (: بڑی لاری) چار کُڈا لاری کے برابر تھی -
ان سکون کے دونون رخون پر عربی کے حروف مُنبّت تھے - سیدھے رخ پر سلطان کا نام، اور
الٹے رخ پر " سلطان البر والبحر " ، اور سکے کی تاریخ مضروب هوتی تھی - ۱۹۰۹ء کے بعد
لاری مضروب کرنا بند کر دیا گیا - هندوستان اور لنکا وغیرہ کے سکے عام چلنے لگے - کیونکہ
اب مالدیپ انگریزون کی Protectorate (: حمایت) مین چلا گیا - اور انگریزون
کا سکہ " روپیہ " یهان بھی چلنے لگا - نیز یهان کی تجارت هندوستان کے بوهرون یا لنکا
کے مسلم تاجرون کے هاتھ مین تھی - اس لیے لین دین مین انگریزی " روپیہ " هی مقبول

---

(۳۵) مصدر سابق ۲۸۰ -

رہا ۔ (۳۶) اور یہ اجنبی تاجر بھی مالدیپ ہی مین مقیم ہو گئے ہین ۔

ہمین یہ بات بھی ذہن مین رکھنا چاہیے کہ اقتصادیات کے سلسلے مین یہان کے سلطان خاصے ہوشمند رہے ہین ۔ وہ یہان کا سونا باہر نہ جانے دیتے تھے ۔ تجارت مین سونے کے سکے لے لیے جاتے تھے مگر باہر کا مال سونے کے عوض نہ خریدا جاتا تھا، بلکہ سلطانہ رہندی خدیجہ کی والدہ، جب اپنے خاوند ابن بطوطہ کے ساتھ مالدیپ سے باہر جانے لگی ، تو اپنے زیورات اپنے ساتھ لے جا رہی تھی، اسے روک لیا گیا ۔ اسلامی فقہ کے مطابق پوچھا گیا کہ اگر کوئی گواہ ہون کہ مرحوم سلطان جلال الدین نے وہ زیورات سلطانہ کی والدہ کو بخش دیے تھے تو لے جانے مین کوئی مضایقہ نہین ، ورنہ وہ تمام زیورات مال " بعدر " ہین ، واپس کر دیے جائین ۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ سلطانہ کی والدہ نے وہ تمام زیورات لوٹا دیے حالانکہ وہ نہایت بیش بہا تھے ۔ (۳۷) جب کوئی اجنبی (مسافر) یہان کسی مقامی عورت سے نکاح کر لیتا اور بعد کو کبھی اپنے وطن واپس جانے کی ٹھانتا تو اسے پہلے اپنا قرضہ چکانا ہوتا تھا ۔ اپنی مقامی بیوی / بیویون کے مہر (جسے یہان " صداق " کہتے ہین) ادا کر کے جاتا ۔ (۳۸) اسی طرح اگر کوئی مسافر کسی کے ہان رک جائے اور وہ یہان نکاح بھی نہ کرنا چاہتا ہو تو اس گھر کی مالکہ اس مسافر کو کھانا پکا کر دیگی ، خدمت کریگی ۔ اور جب وہ مسافر یہان سے کوچ کرنے لگے تو وہی عورت اسے زاد راہ کے طور پر بہت سا پکا بنا کر دیگی ۔ اس کے عوض اگر وہ مسافر اسے تھوڑا بہت جو کچھ بھی حقِ مہمان نوازی کے طور پر دیگا اسے خوشی سے قبول کر لیگی اور اگر وہ اسے کچھ بھی نہ دے سکتا ہو تو بھی قناعت کریگی اور اسے خوشی خوشی الوداع کریگی ۔ کیونکہ

---

(۳۶) مصدر سابق ، ۲۸ ۔
(۳۷) تحفتہ النظار ، ۲ : ۶۷۳ ۔
(۳۸) مصدر سابق ، ۲ : ۶۵۹ ، ۶۷۲ ۔

اس مسافر کے آنے سے " بندر " (یعنی سرکاری خزانہ / بیت المال) کو کچھ فائدہ ھی ھوا ۔ اسی کو وہ کافی سمجھیگی ۔ (۴۹)

پہلے دور مین یہان سے اور بھی مال باھر کے ملکون کو جاتا تھا مثلاً چادرین ، لنگیاں ، ولیان ، باریک ململی عمامے ، تانبے کے برتن (جن کی صنعت یہان خاصی وسیع ہے) ۔ (۵۰)

ابن بطوطہ کا ایک ھمعصر عالم عبدالرزاق ، جو شاہ رخ کا ایلچی تھا اور وجیانگر کے ھندو راجے کے دربار مین گیا ۔ ۱۴۴۲ م مین وہ ھرمز مین رکا ۔ وہ کہتا ھے کہ ھرمز تجارت کا ایک بہت بڑا مرکز ھے ۔ مالدیپ کے سوداگر طرح طرح کا مال لے کر یہان آتے ھین ۔ مالدیپ کے علاوہ چین ، جاوا ، بنگال ، برما ، شہر ناؤ (یعنی سیام) کے تاجر بھی یہان مال بیچنے اور مال خریدنے آتے جاتے رہتے ھین ۔ (۵۱) روسی سیاح نکتین (Athanasius Nikitin :) بھی ۱۴۷۰ م مین ھرمز مین سے گزرتا ھوا ھندوستان گیا ۔ اس نے بھی ھرمز کی پر رونق تجارت کا ذکر کیا ھے ۔ اور مالدیپ، برما اور چین کے بڑے بڑے تاجرون کی مصروف زندگی کا نقشہ کھینچا ھے ۔ (۵۲)

صدیون سے مالدیپ مین اور بحر ھند کے کئی اور جزیرون مین لاکھ کے خوشنما رنگ (جو Lacquer کے نام سے مشہور ھین) بہت مقبول ھین ۔ یہ لکڑی پر خراد کے ذریعے چڑھائے جاتے ھین ۔ مکمل ھو جانے پر بہت ملائم ھو جاتے ھین ۔ اور لکڑی کی خشونت کو ڈھانپ لیتے ھین ۔ لاکھ کے رنگ پانی ، تیل اور گھی کی آلائشون سے لکڑی کو محفوظ رکھتے ھین ۔ رنگ کی ھوئی خوبصورت ڈبیان کھانے پینے کی چیزون کو چیونٹیون سے

---

(۴۹) مصدر سابق ، ۶۵۷ ۔

(۵۰) مصدر سابق ، ۶۵۸ ۔

(۵۱) انسائیکلو پیڈیا برٹینکا (طبع نہم) ، ۱۷ : ۸۵۶ ۔

(۵۲) مصدر سابق ۔

یعنی accomplishment ہے) ۔ (۵۴) سعدی نے خوب کہا ہے :

زنِ خوب و فرمان بر و پارسا کُند مردِ درویش را پادشا

ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ یہان کی عورتون کی ایک عجیب عادت ہے کہ (شرم کے مارے) خاوند کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہین کھاتین ۔ مرد کو کبھی علم نہین ہوتا کہ اس بے چاری نے پیٹ بھر کر کھایا بھی ہے یا نہین ۔ (۵۵) ابن بطوطہ مزید لکھتا ہے کہ مین نے یہان کئی ایک عورتون سے نکاح کیا ۔ اور صرف ایک آدھ کو مین بہت اصرار کے بعد اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلا سکا ۔ اور باقی بیویون کو کھاتے ہوئے دیکھنے کی بہت کوشش کی مگر مین کامیاب نہ ہو سکا ۔ (۵۶) یہ بات کچھ عورتون ہی پر منحصر تھوڑا ہے ۔ مرد بھی شرمیلے ہین ۔ عام لوگون کے سامنے بیٹھ کر کھانا نہین کھاتے ۔ پچھلے کمرے میں چلے جاتے ہین ۔ پردہ چھوڑ دیتے ہین ۔ (۵۶ الف) مگر اب نئی روشنی آ گئی ، نئی تہذیب آ گئی ، نئے رنگ چھا گئے ، نئے اطوار آ گئے ۔ پرانے ڈھنگ بدل گئے ۔ پرانی روایات ایک ایک کر کے رخصت ہو رہی ہین ۔

الف پائیرارڈ کا بیان ہے کہ عورتین مردون کی محفل مین جا کر کچھ نہین کھاتین ۔ (۵۷)

ویسے تو یہان کے گرم مرطوب موسم کی وجہ سے لوگون کو پسینہ بہت آتا ہے ۔ لوگ اکثر دن مین دو دو تین تین بار غسل کرتے ہین ۔ اور خوشبوئیات اور عطریات کا استعمال بکثرت کرتے ہین ۔ مقدشو سے دُھن غالیہ آتا ہے ۔ یہ ایک تیل نما مرکّب دوا ہے جو غالباً

---

(۵۴) تحفۃ النظار ، ۲۵۹ ۔
(۵۵) مصدر سابق ۔
(۵۶) مصدر سابق ، ۲۵۹ ۔ (۵۶ الف) الف ۔ پائیرارڈ ، ۱۷۰ ۔
(۵۷) مصدر سابق ، ۱۳۷ ۔

بچانے کے لیے بنائی جاتی ھین ۔ چھوٹی چھوٹی ڈبیون مین زیورات بھی رکھے جاتے ھین ۔ لکڑی کی اسی طرح رنگ کی ھوئی رکابین بھی ملتی ھین ۔ رکاب (یا plate) کو " تُرنڈی " کہتے ھین ۔ اس کے علاوہ گھر کے مفروشات (یعنی فرنیچر) اور زیبائش کی چیزون پر لاکھ کے رنگ بہت بھلے لگتے ھین ۔ " با " اٹول کے کاریگرون نے لاکھ کے رنگون مین اختصاص پیدا کر لیا ھے ۔ اور یہان کے ایک دو خاندان اس کام مین خاص مہارت رکھتے ھین ۔ اب یہ کام کچھ کچھ دوسرے اٹولون مین بھی ھونے لگا ھے ۔ (۵۳)

اب ھم مالدیپ کے باشندون کی ازدواجی زندگی سے بحث کرینگے ۔ تمام مورخین اور سیاحون نے یہی بتایا ھے کہ یہان کے رھنے والون کی گھریلو زندگی بہت خوشگوار ھوتی ھے ۔ آپس مین کوئی جھگڑے نہین ھوتے ۔ یہان کی عورت کی طبیعت مین حسد کی گنجایش نہین کہ دل ھی دل مین کڑھتی رھے ۔ اور نہ خواہ مخواہ رشک کرنے کی عادت کہ دوسری عورتون سے برتری اور سبقت لے جانے مین اپنے خاوند کو دولت بٹورنے پر اکساتی رھے ۔ یہان کی عورت قناعت پسند ھے اور اطاعت گزار ۔ عورت خاص طور پر اپنے شوھر کی خدمت کرنا فخر سمجھتی ھے ۔ ابن بطوطہ نے مالدیپی عورت کی اسی صفت کو بہت سراھا ھے ۔ اسے باقی دنیا کی ھر عورت سے افضل اور بلند خیال کیا ھے ۔ وہ کہتا ھے کہ یہان کی عورت اپنے خاوند کی خدمت کرتے کرتے نہ ملول ھوتی ھے نہ اکتاتی ھے ۔ وہ اپنے خاوند کے لیے اس کی پسند کا کھانا پکاتی ھے اور اس کے سامنے سلیقے سے کھانا چنتی ھے ۔ اس کے ھاتھ دھلاتی ھے ۔ وضو کے لیے پانی لا کر دیتی ھے ۔ وضو کرواتی ھے ۔ سوتے مین اس کے بدن اور بالخصوص پاؤن کو ڈھانپتی ھے (پاؤن پر کپڑا ڈالنا تعظیم کی علامت ھے ۔ اگر عورت سوتے مین بھی خاوند کی تعظیم بجا لاتی ھے تو یہ واقعی کمال اطاعت

---

(۵۳) Discover Maldives ، ۳۵ ، الف ۔ بائیرارڈ ، ۱۷۰ ، تحفۃ النظار ، ۲۶۶:۲ ۔

یعنی accomplishment ھے) ۔ (۵۴) سعدی نے خوب کہا ھے :

زنِ خوب و فرمان بر و پارسا کُند مردِ درویش را پادشا

ابن بطوطہ لکھتا ھے کہ یہان کی عورتون کی ایک عجیب عادت ھے کہ (شرم کے مارے) خاوند کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہین کھاتین ۔ مرد کو کبھی علم نہین ھوتا کہ اس بے چاری نے پیٹ بھر کر کھایا بھی ھے یا نہین ۔ (۵۵) ابن بطوطہ مزید لکھتا ھے کہ مین نے یہان کئی ایک عورتون سے نکاح کیا ۔ اور صرف ایک آدھ کو مین بہت اصرار کے بعد اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلا سکا ۔ اور باقی بیویون کو کھاتے ھوئے دیکھنے کی بہت کوشش کی مگر مین کامیاب نہ ھو سکا ۔ (۵۶) یہ بات کچھ عورتون ھی پر منحصر تھوڑا ھے ۔ مرد بھی شرمیلے ھین ۔ عام لوگون کے سامنے بیٹھ کر کھانا نہین کھاتے ۔ پچھلے کمرے مین چلے جاتے ھین ۔ پردہ چھوڑ دیتے ھین ۔ (۵۶ الف) مگر اب نئی روشنی آ گئی ، نئی تہذیب آ گئی ، نئے رنگ چھا گئے ، نئے اطوار آ گئے ۔ پرانے ڈھنگ بدل گئے ۔ پرانی روایات ایک ایک کر کے رخصت ھو رھی ھین ۔

الف پایئرارڈ کا بیان ھے کہ عورتین مردون کی محفل مین جا کر کچھ نہین کھاتین ۔ (۵۷)

ویسے تو یہان کے گرم مرطوب موسم کی وجہ سے لوگون کو پسینہ بہت آتا ھے ۔ لوگ اکثر دن مین دو دو تین تین بار غسل کرتے ھین ۔ اور خوشبویات اور عطریات کا استعمال بکثرت کرتے ھین ۔ مقدشو سے دُھن غالیہ آتا ھے ۔ یہ ایک تیل نما مرکّب دوا ھے جو غالبا*

---

(۵۴) تحفتہ النظار ، ۶۵۹ ۔

(۵۵) مصدر سابق ۔

(۵۶) مصدر سابق ، ۶۵۹ ۔ (۵۶ الف) الف ۔ پائیرارڈ ، ۱۷۰ ۔

(۵۷) مصدر سابق ، ۱۳۷ ۔

جالینوس کی مخترعات مین شمار ھوتی ھے ـ قرابا دین مین یھی لکھا ھے کہ یہ عنبر ، لوبان ، روغن بان اور مختلف عطرون سے بنائی جاتی ھے ـ کبھی کبھی اس مین عود اور لادن کا بھی اضافہ کرتے ھین ـ (۵۸) یہان کی ھر عورت صبح کی نماز کے بعد اپنے خاوند یا اپنے بیٹے کے پاس سرمہ دانی ، گلاب اور دُھن غالیہ لاتی ھے ـ اس کی آنکھون مین سرمہ ڈالتی ھے ـ پھر گلاب اور دھن غالیہ اس کے منہ اور بدن پر ملتی ھے ـ اس کا چہرہ نکھر جاتا ھے اور تھکن دور ھو جاتی ھے ـ (۵۹) جب تک یہ باپ یا بیٹا کسی سے بات نہین کریگا بلکہ سلام کا جواب بھی نہین دیگا ـ (۵۹ و)

مالدیپ مین عورتین پردہ نہین کرتین ـ وہ ننگے سر اور کھلے منہ پھرتی ھین ـ ابن بطوطہ نے قاضی بن جانے کے بعد بے حد کوشش کی عورتون کو صحیح اسلامی لباس زیب تن کرنے پر مجبور کرے ـ مگر اس کا بس نہ چلا ـ البتہ جب کبھی کسی عورت کو قاضی (ابن بطوطہ) کے پاس کسی مقدمے کے سلسلے مین آنا ھوتا تھا تو وہ سر اور پورا بدن ڈھانپ کر آتی تھی مگر کمرۂ عدالت سے باھر نکل کر پھر اپنا روایتی لباس پہن لیتی تھی ـ (۶۰)

مالدیپ مین ھر کنبے (: بیت) کا الگ الگ مکان یا جھونپڑا ھوتا ھے ـ اس لیے ساس بہو کا جھگڑا پیدا ھی نہین ھوتا ـ اور نہ کبھی سننے مین آیا ھے ـ یہان کی عورت سوکن کو گوارا کر لیتی ھے ـ دو دو تین تین بیویان رکھنے کا رواج عام ھے ـ ابن بطوطہ نے جو مالدیپ مین تقریباً ڈیڑھ سال رھا چار بیویان کو رکھی تھین ـ (۶۱)

شاھی خاندان کی خواتین وزیرون یا وزیرون کے بیٹون سے نکاح کر لیتی ھین ـ اور

---

(۵۸) مخزن الادویۃ ، نولکشور ۱۸۶۹ م ، ۲ : ۳۶

(۵۹) تحفۃ النظار ، ۲ : ۲۵۶ (۵۹ و) الف ـ بائیرارڈ ، ص ۱۶۳ ـ

(۶۰) مصدر سابق ، ۲ : ۲۶۹ ، ۲۵۸ ـ

(۶۱) مصدر سابق ، ۲ : ۲۵۵ ـ

وزیرون کی بیٹیاں بھی اوپر کے طبقے ھی مین نکاح کرنا پسند کرتی ھین ۔ کفو کا خیال بہت رکھا جاتا ھے ۔ قاضی یا نائب کو حق حاصل ھے کہ اگر میاں بیوی ایک ھی کفو سے نہین تو وہ ان مین تفریق کرا دے ۔ اور نکاح کو فسخ قرار دے دے ۔ (۶۲)

مالدیپ کی عورتوں کو اپنے دیس کی دھرتی اور یہاں کا ماحول اتنا پسند ھے کہ اسے چھوڑ کر دور نہین جانا چاھتین ۔ یہاں کی عورت اگر کسی اجنبی سے نکاح کر لے تو اس کے پاس ھی رھیگی تا آنکہ وہ اجنبی وھاں سے کوچ کر جائے ۔ مگر عورت اپنے وطن سے باھر نہ جائیگی ۔ اس طرح یہاں کے زیورات اور جواھر بھی یہین رھتے ھین ۔ البتہ ابن بطوطہ نے ایک نادر قصہ بیان کیا ھے ۔ اس نے لکھا ھے کہ سلطانہ خدیجہ کی والدہ جس نے ابن بطوطہ نے مالدیپ مین آ کر پہلا نکاح کیا وہ ابن بطوطہ کے ساتھ ملک سے باھر جانے پر رضا مند ھو گئی ۔ بلکہ اس نے اپنے تمام قیمتی زیورات بھی ، جیسا کہ ھم پہلے بیان کر آئے ھین ، " بندر " (سرکاری خزانے) کو لوٹا دیے تھے ۔ (۶۳)

شاھی خاندان کی خواتین باھر نہین نکلتین ۔ رات کو اندھیرے مین سیر کے لیے نکلتی ھین ۔ ایک مرد آگے آگے چلتا جاتا ھے ۔ اگر سامنے سے کوئی مرد یا اجنبی آ رھے ھوں تو وہ مرد خبردار کرنے کے لیے " گاسر " کا لفظ بولتا ھے ۔ لوگ با ادب ھو کر پاس سے گزر جاتے ھین ۔ اور خواتین اپنے گھونگٹ ڈال لیتی ھین ۔ (۶۴)

ھمین عورتوں کے لباس کے بارے مین زیادہ تفصیلات نہین ملین ۔ ابن بطوطہ لکھتا ھے کہ یہاں کی عورتین اپنا سر نہین ڈھانپتین ۔ سلطانہ بھی سر پر اوڑھنی نہین رکھتی ۔ اپنے بالوں کو کنگھی سے خوب آراستہ کر کے ایک طرف (اکثر پچھلی طرف) جوڑا باندھ دیتی

---

(۶۲) الیف ۔ پائیرارڈ ، ۱۵۲

(۶۳) تحفتہ النظار ، ۲ : ۶۲۳

(۶۴) الیف ۔ پائیرارڈ ، ۱۹۷ ۔

هین - (مرد اپنے بالون کو پیچھے جوڑا بنا کر نہین رکھتے که یه علامت عورتون کے بالون کی هے) عورتین عام طور سے لنگی پہنتی هین جو صرف ناف سے گھٹنون تک ان کے بدن کو چھپا سکتا هے - باقی بدن ننگا رهتا هے - اسی طرح وه بازارون اور گلیون مین گھومتی پھرتی هین - ذرا اوپر کے طبقے کی عورتین لنگی کے اوپر جمپر (: Jumper) پہنتی هین - یه ایک چھوٹی قمیص هے جس کے بازو لمبائی مین بہت کم هوتے هین البتہ ابن بطوطہ کی کچھ کنیزکین ایسی تھین جو دهلی والون کا سا لباس پہنتی تھین - اور سر بھی ڈھانپے رکھتی تھین - (۶۵)

شاهی محل کی خواتین ریشم یا سوت کی واسکٹ (: petty-coat) پہنتی هین - اس کے اوپر باریک تفتہ (: taffeta = تافتہ) کی چادر جو کندھون سے لے کر پاؤن تک جھولتی هے - یہان تھوڑی بہت هوا چلتی رهتی هے - اس چادر کی لہراتی هوئی سلوٹین بہت بھلی لگتی هین - چادر کا حاشیه چمکتے هوئے نیلے اور سفید رنگ پر مشتمل هوتا هے - ان خواتین کے سر پر بھی گھونگٹ نہین هو گا - سلطانہ کا لباس سنہری تارون سے بنا جاتا هے - سلطانہ عوام مین کم کم آتی هے - جب آتی هے تو زیورون سے لدی هوتی هے - (۶۶)

شاهی خاندان کی خواتین اکثر پردے کے پیچھے هی رهتی هین - محل کے کمرون مین چار چار پانچ پانچ پردے آگے پیچھے آویزان هوتے هین - یه اهتمام کیا جاتا هے که سورج کی روشنی کمرون مین نه آنے پائے - اس لیے شاهی محل کے هر کمرے مین لمپ اور قندیلین جگمگاتی رهتی هین - عنبر اور لوبان کی خوشبو سے کمرے مہکتے رهتے هین - (۶۷)

---

(۶۵) تحفتہ النظار ، ۲ : ۶۵۸ -

(۶۶) ایلف - بائنرارڈ ، ۱۶۶ - ۱۶۸

(۶۷) مصدر سابق ، ۲۲۷ -

الیف پائیرارڈ کو سلطان اور اس کی ملکہ وغیرہ سے ملنے کا کئی بار اتفاق ہوا ۔ وہ لکھتا ہے کہ میں نے ایک شہزادی کو دیکھا کہ پردے کی اوٹ میں کھڑی تھی ۔ اس نے اپنے بازو سے (جو ہمیشہ کھلے رہتے ہیں) پردے کو لپلپا کر باہر جھانکا ۔ الیف پائیرارڈ کا اندازہ ہے کہ یہ شاہی خاندان کی خواتین یورپ کی خواتین سے کہیں زیادہ خوبصورت ہیں ۔ (۶۸) ان کے بدن کا رنگ نکھرا ہوا ہے گویا کہکشاں میں ڈھلا ہوا ہے ۔

اب مالدیپ کی عورتوں نے لمبے فراک (: frock) پہننے شروع کر دیے ہیں مگر سر پر اوڑھنی شاذ و نادر ہی لیتی ہیں ۔ ان کے اپنے ملائم ، چمکدار اور خوب گندھے ہوئے بال ہی تو قابل نمایش ہیں ۔ بالوں میں چنبیلی یا کوئی اور سفید پھول لگانا پسند کرتی ہیں ۔ کوڑیوں کی لڑیاں بھی بالوں کی زیبایش کے لیے پہنی جاتی ہیں ۔ اوپر کے طبقے کی خواتین سونے اور چاندی کے زیورات بالوں میں کہیں کہیں اٹکا لیتی ہیں ۔ خواتین کے ہاں لمبی آستین والا لباس پہننے کا رواج نہیں ۔ آستین کہنی سے نیچے نہیں جاتی ۔ (۶۹) گھر کا لباس الگ نہیں ۔

وزراء اور اوپر کے طبقے کے لوگ " دِگو " (یعنی gown یا چغہ) پہنتے ہیں اور یہ چغے مختلف رنگوں میں دستیاب ہیں ۔ ان چغوں کے حاشیے بھی چمکتے ہوئے نیلے اور سفید رنگ کے ہوتے ہیں ۔ درمیانے طبقے کے لوگ فیشن کے طور پر جمعہ کے دن یہ " دگو " پہنتے ہیں ۔ (۷۰) مقامی موسم کے لحاظ سے یہاں کے باشندے تنگ لباس نہیں پہنتے کہ تکلیف دہ ہوتا ہے ۔

---

(۶۸) مصدر سابق ، ۱۰۶ ۔
(۶۹) مصدر سابق ، ۱۶۴ ، تحفتہ النظار ، ۲ : ۶۵۸ ۔
(۷۰) الیف ۔ پائیرارڈ ، ۱۶۳ ۔

ابن بطوطہ نے وزیر اعظم کے لباس کی کچھ تفصیل بیان کی ہے ۔ وہ لکھتا ہے
کہ (پہلی شوال ۷۴۴ ھ / ۱۷ فروری ۱۳۴۴ م) وزیر نے مجھے خلعت بھیجی ۔
ہم عید گاہ کو چل پڑے ۔ وہ راستہ جس پر وزیر نے اپنے گھر سے عید گاہ تک آنا تھا ۔
خوب آراستہ کیا گیا تھا ۔ اس کی راہ مین کپڑا بچھا دیا گیا تھا ۔ اور کوڑیون کی لڑیون
سے دائین بائین گویا دیوارین چن دی گئی تھین ۔ اور راستون کے ہر دو طرف ناریل کے
چھوٹے چھوٹے پودے لگائے گئے تھے ۔ اور کہین کہین کیلے کے پیڑ بھی لگ رہے تھے ۔ اور
درختون کے درمیان فیتے باندھ دیے گئے تھے جن سے تازہ کیلے لٹکا دیے گئے تھے ۔ جملہ
وزراء اور امراء کے گھر اسی راستہ پر پڑتے تھے ۔ جب وزیر ان وزراء اور امراء کے گھرون کے
سامنے سے گزرتا تھا یہ وزیر اور امیر ریشم اور باریک سوت کے ان سلے کپڑے وزیر اعظم
کے پاؤن پر ڈالتے جاتے تھے ۔ وزیر پیدل جا رہا تھا ۔ اس کے کندھون پر مصری
" فرجیہ " تھی (۷۱) جو زعفرانی رنگ کی تھی ۔ وزیر کے سر پر ایک بہت بڑا عمامہ
تھا ۔ اور کمر مین ریشم کا خوبصورت فوطہ (بطور کمر بند) باندھ رکھا تھا ۔ اس کے سر
پر چار رومالیان بھی تھین ۔ پاؤن مین جوتا پہن رکھا تھا ۔ باقی تمام لوگ امیر غریب
ننگے پاؤن تھے (اور یہ یہان کا دستور ہے کہ بادشاہ کے سوا بودھون کی طرح ننگے پاؤن
پھرتے ہین) ۔ فوجی آگے پیچھے چل رہے تھے ۔ اس کے جلو مین بینڈ باجہ تھا ۔
بگل (بوق) (: bugle) اور نفیریان بج رہی تھین ۔ اور ڈھول اپنی تھاپ دے
رہے تھے ۔ لوگ وقفے وقفے سے تکبیر (یعنی " اللہ اکبر ") کہتے جاتے تھے ۔ تا آنکہ
یہ جلوس عید گاہ مین داخل ہو گیا ۔ (۷۲)

ہم نے مالدیپ کے باشندون کے لباس اور پوشاک پر خاصی تفصیل سے بحث کر لی

---

(۷۱) لین (Lane) : Modern Egyptians ، ۱ : ۳۶ ۔
(۷۲) تحفتہ النظار ، ۲ : ۲۲۸ ۔

هے - اب هم اس معاشرے کے ایک اور اهم پہلو پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرتے هین - ان جزائر مین نکاح اور بیاہ کی رسمون کو بھی مختصراً بیان کرینگے - جس سے مالدیپ کے لوگون کی تہذیب و تمدن کے کئی گوشے اجاگر هونگے -

یہان کے لوگ نکاح اور بیاہ کو اپنی مقامی بولی مین " کوئنی " کہتے هین - (۷۳) هندوؤن ، بودھون اور جینیون کے هان بیاہ کی رسمین بہت پیچیدہ هوتی هین جنھین ادا کرتے کرتے دولھا والے اور خاص طور پر دلھن والے اکتا جاتے هین - مالدیپ کے لوگون کے هان ایسی رسمین نہین پائی جاتین - ان کی پوشاک، خوراک اور رهن سہن کی طرح بیاہ کی رسمین بھی بڑی سادہ هین - اور پر وقار اور ان پر اسلامی معاشرے کی گہری چھاپ نمایان هے - اگر لباس کے بارے مین نہین ، تو کم از کم بیاہ کے معاملے مین انھون نے اسلام سے بہت کچھ سیکھا هے - اسلام مین بیاہ / نکاح ایک عقد هے اور اس کی قانونی حیثیت واضح هے - مالدیپ کے لوگ چونکہ فطرۃً نیک اور نظام پسند هین ، قانون کا پورا پورا احترام کرتے هین - اس لیے یہان هر نکاح کامیاب رهتا هے - نہ میان بیوی کبھی کوئی آپس کا جھگڑا اٹھاتے هین نہ وہ گھر کو ساس بہو کے دنگل کا اکھاڑا بناتے هین - عورتین نیک اور فرمان بردار هوتی هین - بلکہ شوهر پر پروانہ وار فدا هوتی هین - اس کی پرستار هوتی هین - اور اسے واقعی " مجازی خدا " سمجھتی هین - اس لیے کسی جھگڑے کے پیدا هونے کے امکانات سرے سے مفقود هین - ابن بطوطہ نے بہت سے ملک دیکھے، بے شمار قومون سے اسے واسطہ پڑا ، ان گنت قبیلون مین گھل مل کر رها - جہان گیا وهان کسی تہذیب کو اس نے قریب سے دیکھا - هندوستان جو ایک وسیع و عریض ملک هے اور کئی تہذیبون

---

(۷۳) الف - پائیرارڈ ، ۱۵۰ -

کا گہوارا رہا ہے ۔ اس مین ابن بطوطہ قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز رہا ۔ جھگڑے اور دعوے اس کے سامنے دن رات پیش کیے جاتے رہے ۔ ایسے عالم نورد اور جہان دیدہ شخص نے واقعی ایک پتے کی بات کہی ہے ۔ وہ لکھتا ہے کہ مین نے دنیا بھر مین مالدیپ کی عورتون سے معاشرت مین بہتر کسی عورت کو نہین پایا ۔ (۷۴)

مالدیپ مین کوئی مرد ان بیاہا نہین رہ سکتا ۔ یہان تک کہ مسافر کو بھی متاہل ہو کر رہنا پڑتا ہے ۔ شاید یہ اس لیے ممکن ہے کہ یہان رواجاً مہر (جسے وہ ہمیشہ " صداق " کے نام سے یاد کرتے ہین) برائے نام ہے ۔ (۷۵) بیاہ کرنے کے لیے کسی مرد کو کوئی جوئے شیر لانا نہین پڑتی ۔ بیاہ کرنا اور اس کا نبھانا چندان بوجھ نہین ہے ایک عام مرد اس کی استطاعت رکھتا ہے ۔

اس ملک مین یہ بھی دستور چلا آتا ہے کہ جب کوئی جہاز یہان آتا ہے تو یہان کے لوگ اپنی اپنی " کندرہ " (یعنی چھوٹی چھوٹی کشتیان) لے کر اہل جہاز کا استقبال کرنے چلے جاتے ہین ۔ اپنے ساتھ پان اور تازہ ناریل (: کوبنۃ) بھی لے جاتے ہین ۔ جسے چاہین وہ پان اور کوبنہ پیش کرتے ہین ۔ پھر وہ مسافر ان کا مہمان سمجھا جاتا ہے ۔ یہ لوگ اس کا سامان وغیرہ خود اٹھا کر اپنے گھر اس طرح لے جاتے ہین گویا وہ ان کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے ۔ گھر لا کر مہمان نوازی کے بعد یہ لوگ اس مسافر کو " کوئنی " کی تجویز پیش کرتے ہین ۔ اگر وہ رضا مند ہو تو باقاعدہ شرعی طور پر قانون کے مطابق نکاح کر دیتے ہین ۔ یہ مسافر جب یہان سے جانے لگتا ہے تو اسے اپنی یہان کی مقامی بیوی کو طلاق (جسے مقامی بولی مین " وری کو " کہتے ہین) (۷۶) دینا پڑتی ہے ۔

---

(۷۴) تحفۃ النظار ، ۲ : ۲۵۹ ۔

(۷۵) مصدر سابق ، ۲ : ۲۵۹ ۔

(۷۶) ایف ۔ پائیرارڈ ، ۱۵۳ ۔

اس کا مہر (:صداق) اور شرائط کے مطابق کچھ نفقہ وغیرہ بھی دینا پڑتا ہے - یہ سب دیون یعنی قرضے سمجھے جاتے ہین جنھین ادا کرنے کے بعد وہ مسافر آزاد ہوتا ہے - ورنہ قانون کے مطابق یہان کی پولیس اسے جہاز پر سوار ہونے نہین دیتی - یہان کی عورتین اپنے دیس سے باہر جانا گوارا نہین کرتین -

ابن بطوطہ نے اس رسم کو از نوع " نکاح المتعہ " کہا ہے - (۷۷)

لوگ ایک ایک دو دو نہین ، بلکہ تین تک بیویان رکھ سکتے ہین - (۷۸) ابن بطوطہ نے یہان کی چار عورتون سے نکاح کر رکھا تھا - باندیان الگ تھین - (۷۹) مالدیپ کی عورتین اپنی سوکنون کو برداشت کرتی ہین - ان کے ہان باہمی مخاصمت ، دشنام طرازی یا ہاتھا پائی کی کبھی نوبت نہین آتی - نہ کبھی اس قسم کا قصہ ہی روایت ہوا ہے - ازدواجی زندگی مین سوکن کا جلاپا ہندوستان ، پاکستان ، اور مشرقی ممالک مین سبھی جگہ مشہور ہے - یہ جلاپا کبھی سلگتی ہوئی آگ کی طرح بعض عورتون کو اندر ہی اندر بھسم کر دیتا ہے - اور کبھی کبھی یہ چنگاری بھڑک اٹھتی ہے تو خاندان کے خاندان آن کی آن مین راکھ کا ڈھیر بن جاتے ہین - رانی کیکئی اور رام چندر کا قصہ ایک واضح مثال ہے - (۸۰) عرب عورتون کی طرح مالدیپ کی عورتین سوکن کے جلاپے سے نا آشنا ہین -

" کوئنی " (یعنی نکاح) کے لیے پہلے تجویز پیش کی جاتی ہے - پھر یہ تجویز منظوری کے مرحلے سے گزرتی ہے - اس کے بعد قاضی اور گواہون کو طلب کر لیا جاتا ہے -

---

(۷۷) تحفۃ النظار ، ۲ : ۶۵۷ -
(۷۸) ایف - پائیرارڈ ، ۱۵۱ -
(۷۹) تحفۃ النظار ، ۲ : ۶۵۵ -
(۸۰) مصدر سابق ، ۲ : ۶۵۷

کفو کا خاص خیال رکھا جاتا ھے ۔ اٹول کا قاضی یا نائب ایسے نکاح کو رد کر دینے کا اختیار رکھتا ھے جس مین دولھا اپنے طبقے، مرتبے، تہذیب اور عادات (یعنی کلچر) اور اپنے ذریعۂ معاش کے اعتبار سے دلھن اور دلھن کے والدین کے مرتبے، طبقے اور تہذیب سے فرو تر ھو ۔ (۸۱) اور دلھن کی کفالت کماحقہ نہین کر سکتا ۔

دولھا دلھن کے لیے عمر کی قید نہین ۔ یعنی نوجوان مرد اپنے سے بڑی عمر کی عورت سے نکاح کر سکتا ھے ۔ نابالغہ سے بھی نکاح ھو جاتا ھے مگر رخصتی صرف اس کے بالغہ ھو جانے کے بعد ھی عمل مین آتی ھے ۔ ابن بطوطہ لکھتا ھے کہ وزیر اعظم جمال الدین کی ایک بیٹی تھی جو صغر سنی مین سلطان شہاب الدین کے نکاح مین دے دی گئی تھی مگر اسکی رخصتی نہ ھوئی تھی کہ شہاب الدین اس دنیا سے کوچ کر گیا (یا قتل کر دیا گیا تھا) ۔ اس لڑکی نے اپنی عدت پوری کر لی تو وزیر نے اس کا بیاہ کسی اور جگہ پر کر دیا ۔ صغر سنی کی بناء پر اب کے بھی اس بچی کی رخصتی نہ ھوئی تھی کہ شومئ قسمت سے وزیر اعظم کا یہ داماد بھی وفات پا گیا ۔ باتون باتون مین وزیر اعظم نے اپنی اس بیٹی کے لیے ابن بطوطہ کو نکاح کی تجویز پیش کی اور کہا کہ عدت کے کچھ دن باقی ھین ۔ مگر ابن بطوطہ نے اس تجویز کو منحوس سمجھ کر رد کر دیا ۔ (۸۲)

۲ شوال ۷۴۴ ھ / ۱۷ فروری ۱۳۴۴ م کو ابن بطوطہ نے وزیر سلیمان " مانایک " (: امیر البحر) کی بیٹی سے نکاح کر لینا منظور کر لیا ۔ مجلس مین حسبِ دستور پان لائے گئے اور صندل کی خوشبو بھی رکھی گئی ۔ لوگ موجود تھے مگر وزیر سلیمان نے آنے مین دیر کی ۔ اسے پیغام بھجوایا گیا ۔ اس مجلس مین وزیر اعظم بھی موجود تھا

---

(۸۱) ایف ۔ پائیرارڈ ۔۱۵۳ ۔

(۸۲) تحفۃ النظار، ۲ : ۲۶۶ ۔

بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ یہ مجلس وزیر اعظم کے محل ہی میں منعقد کی گئی تھی - پیغام بھیجنے پر بھی وزیر سلیمان نہ آیا - دوسری بار پھر آدمی بھیجا گیا - وزیر نے معذرت کر دی کہ بیٹی بیمار ہے - وزیر اعظم جمال الدین نے ابن بطوطہ کے کان میں کہہ دیا کہ وزیر سلیمان کی بیٹی نہیں مانتی - یہاں کی ہر عورت اپنے نفس کی مالکہ ہے - (۸۳)

لیکن چونکہ بہت سارے لوگ جمع ہو چکے تھے تو وزیر محمد جمال الدین نے ایک دم ایک اور تجویز ابن بطوطہ کے آگے رکھ دی کہ کیا تم سلطانہ خدیجہ کی (سوتیلی) ماں سے نکاح کر لینا پسند کرو گے - ابن بطوطہ نے فوراً ہاں کر دی - اسی وقت قاضی بلوایا گیا (یہ قاضی بڑا قاضی نہ تھا - ہر اٹول میں دو دو چار چار قاضی ہوتے ہیں جو خطبہ نکاح پڑھتے ہیں اور عقودِ نکاح کی تسجیل کرتے ہیں - گنجان علاقوں میں آبادی کے ایک خاص مقرر حصے پر مثلاً چالیس گھرانوں پر بھی قاضی نکاح متعین ہوتا ہے) - قاضی حاضر ہوا اور ساتھ ہی گواہوں کو بھی موقعہ پر بٹھا لیا گیا - رسمی ایجاب و قبول ہوا اور گواہی پر دستخط ثبت کر دیے گئے - وزیر اعظم محمد جمال الدین نے اسی مجلس میں ابن بطوطہ کی طرف سے خود اپنی گرہ سے مہر (صداق) ادا کر دیا - مگر اس کی بھی رخصتی حسب دستور کئی دنوں کے بعد ہوئی - (۸۴)

ابن بطوطہ نے دلہن والوں کی طرف سے آنے والے کسی جہیز کا ذکر نہیں کیا - البتہ ایف پائیرارڈ لکھتا ہے کہ یہاں دلہن کے ساتھ جہیز بھیجنے کی کوئی رسم نہیں - دلہن کو سجا بنا کر رخصت کر دیا جاتا ہے - دولہا دلہن کے لیے الگ مکان، اثاث منزلی اور مفروشات غرضیکہ برتن تک دولہا خود مہیا کر کے مکان میں موجود رکھتا ہے - چنانچہ

---

(۸۳) مصدر سابق، ۲: ۶۶۹ -

(۸۴) مصدر سابق -

سجے سجائے مکان مین صرف دلھن کا بنفس نفیس آ کر اترنا باقی رہ جاتا ھے ۔ (۸۵)
یہ سب ذمہ داری دولھا کے کندھون پر ھوتی ھے اور اسکے بعد کفالت بھی خاوند کے ذمے ھوتی ھے ۔

ابن بطوطہ نے دلھن کی رخصتی کا حال بیان کیا ھے ۔ وہ لکھتا ھے کہ یہان کا دستور ھے ۔ جب کسی مرد کا بیاہ ھوتا ھے تو وہ ایک دن اپنی دلھن کے گھر جاتا ھے ۔ دولھا کی تکریم کے لیے سوت کا کپڑا دالان سے دلھن کے کمرے تک بچھا دیا جاتا ھے اور دائین بائین کوڑیون کی لڑیون سے حجرہ نما زاویہ بنا دیا جاتا ھے ۔ دلھن اپنے گھر کے دروازے پر کھڑی ھو کر دولھا کا انتظار کرتی ھے ۔ جب وہ قریب آتا ھے تو دلھن تعظیماً دولھا کے قدمون پر ایک ان سلا ، حسب توفیق سوت کا یا ریشم کا ، کپڑا ڈال دیتی ھے ۔ جسے دولھا کے خادم اٹھا لیتے ھین ۔ اس کے بعد جب دلھن اپنے دولھا کے گھر آتی ھے تو دولھا کا گھر بھی اسی طرح سے فرش کیا جاتا ھے اور حسب توفیق سجایا جاتا ھے ۔ اور اسی طرح کوڑیون کی لڑیون کے حجرے بنائے جاتے ھین ۔ اس موقعہ پر بھی دلھن دولھا کے قدمون پر ایک کپڑا ڈال دیتی ھے ۔ (۸۶)

اچھے گھرانے کی دلھن اپنے خاوند کو خوشبوئیات لگاتی ھے اور بعض قسم کے بخور (مثل لوبان ، عنبر ، لادن) کی دھونی سے اس کے کپڑون کو معطر کرتی ھے ۔ یہ دھونی اور بخور در اصل ھندوؤن کی رسم ھے ۔ راجکماریان اور دیویان اپنے دیوتاؤن کی مورتیون کے قدمون پر جا کر پھول چڑھاتی ھین اور دھونی رماتی ھین ۔ خوشبو دار دھوئین سے مورتی کو اشنان کرواتی ھین ۔ مالدیپ مین اسی طرح دلھن اپنے دولھا کو خوشبو

---

(۸۵) الف ۔ پائیرارڈ ، ۱۵۱ ۔

(۸۶) تحفۃ النظار ، ۲ : ۶۵۲ ۔

سے اور بخور سے اشنان کرواتی ھے - یہ بھی ایک رمز ھے کہ وہ اپنے شوھر کو دیوتا (یعنی مجازی خدا) سمجھتی ھے -

چنانچہ ابن بطوطہ کے گھر جب سلطانہ خدیجہ کی (سوتیلی) ماں کو دلھن بنا کر لایا گیا تو اس نے بھی وھی آدابِ تعظیم بجا لائے جو عام دلھنین کرتی ھین - اس نے ابن بطوطہ کے کپڑون کو اعلی قسم کی خوشبو لگائی اور بخور سے اس کے کپڑون کو مہکا دیا - وہ ساتھ ساتھ مسکراتی اور ھنستی بھی جاتی تھی - یہ اس کی عادت تھی - وہ ایک ھنس مکھ اور خوش باش عورت تھی - وہ چنبیلی کے پھول کی طرح ھر وقت مسکاتی رھتی تھی اور دبی آواز مین کھلکھلاتی رھتی تھی - (۸۷)

الیف پانیرارڈ لکھتا ھے کہ نکاح کے موقع پر دلھن کا باپ یا ولی یا کوئی اور بزرگ نمایندہ ضرور موجود ھوتا ھے - گواھون کا موجود ھونا بھی ایک لازمی امر ھے - اس مجلس مین جملہ شرائط بھی طے کر لی جاتی ھین - اور دستخط بھی ھو جاتے ھین - جس کے بعد قاضی خطبۂ نکاح پڑھتا ھے - اور دعا کی جاتی ھے - قاضی ھر عقدِ نکاح کو اپنے پاس مسجل (:رجسٹر مین درج) کر لیتا ھے اور نکاحنامے کی یادداشت اپنے مکتب (یعنی دفتر خانے) مین محفوظ کر چھوڑتا ھے - پھر دولھا ایک ضیافت کرتا ھے (جسے اسلامی فقہ مین " ولیمہ " کہا جاتا ھے) - دولھا قاضی یا نائب کو بیاہ کے موقع پر دو لارین (کے سکے) اور کھانا بھی بھیجتا ھے - ضیافت کے بعد حاضرینِ مجلس کو پان پیش کیا جاتا ھے - اکثر مجلس مین دو تین پاندان ھوتے ھین اور باری باری حاضرین کے سامنے آتے جاتے رھتے ھین - یہ پاندان ساری مجلس مین بار بار گھومتا رھتا ھے - (۸۸)

---

(۸۷) مصدر سابق ، ۲ : ۲۶۹ -

(۸۸) الیف - پانیرارڈ ، ۱۵۰ -

ابن بطوطہ مزید لکھتا ہے کہ مالدیپ مین یہ بھی رواج ہے کہ دولھا سلطان کو اور اپنے بزرگون کو حسب مقدور کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور بھیجتا ہے ۔ اسی طرح دلھن بھی سلطانہ اور دیگر خواتینِ محل کو تحفے نذر کرتی ہے ۔ (۸۹)

اور جب کبھی سلطان یا سلطانہ کے بیاہ کا موقع آتا ہے تو سلطان / سلطانہ اپنی رعایا سے تحفے اور نذرانے وصول کرتے ھین ۔ یہ تحفے اور نذرانے انواع و اقسام کے پارچات، ملبوسات، ریشم یا باریک سوت کی عامہ (پگڑی)، پھل اور پھول پر مشتمل ھوتے ھین ۔ نذرانے وصول کرنے کے لیے سلطان / سلطانہ خود باھر نہین نکلتے ۔ ایک ملازم کے ذریعے اطلاع بھیج دی جاتی ہے کہ فلان شخص سلطان / سلطانہ کی خدمت بجا لانے کے لیے حاضر ھوا اور اس نے یہ تحفہ سلطان کی خدمت مین اور وہ تحفہ سلطانہ کی خدمت مین پیش کیا ۔ اس کے ساتھ ھی تحفہ قبول کر لیا جاتا ہے اور تحفہ لانے والا خوش ھو کر اور مطمئن ھو کر چلا جاتا ہے ۔ (۹۰) ان نذرانون مین feudalism کے باقیات کی جھلک نمایان ہے ۔

عورتین ایام حیض مین نہین نہاتین، انہین خاوند کے ساتھ سونا بھی منع ہے ۔ بلکہ ان دنون مین عورتین دوسرون سے بات بھی نہین کرتین ۔ (۹۱) اسی طرح مرد بھی جب تک صبح کو کلی وغیرہ کر کے منہ ھاتھ دھو کر تیار نہین ھو جاتا کسی سے بات نہین کریگا بلکہ اگر کوئی " سلام " بھی کہے تو جواب نہین دیگا ۔ جب یہ لوگ کبھی سو کر جاگتے ھین تو پہلے آنکھون مین سرمہ لگاتے ھین ۔ بالون کو تیل لگاتے ھین ۔ کنگھی کرتے ھین ۔ جب تک کسی سے بات نہین کرینگے ۔ (۹۲)

---

(۸۹) مصدر سابق ، ۱۵۱ ۔
(۹۰) مصدر سابق ، ۱۵۱ ۔
(۹۱) مصدر سابق ، ۱۹۶ ۔
(۹۲) مصدر سابق ، ۱۲۳ ۔

مالدیپ مین نوزائیدہ بچے کو پوتڑون مین باندھ کر نہین رکھتے ۔ بچے فقط ایک چھوٹا سا نہالچہ رکھ دیتے ہین ۔ مائین بچون کو خود اپنا دودھ پلانا پسند کرتی ہین ۔ جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو اسے " فرھنی " (:فرنی یا pudding) بھی کھلانا شروع کر دیتی ہین ۔ پھر آگے چل کر نرم کیلا بھی کھانے کو دیتی ہین ۔ بچون کو پنگوڑون اور جھولون مین بھی سلاتی ہین ۔ دو ماہ مین بچہ چلنے پھرنے لگتا ہے ۔ (۹۳)

بچہ جب بڑا ہو جاتا ہے اور ہوش سنبھال لیتا ہے تو اس کا ختنہ کر دیتے ہین ۔ الفنٹ ایزاورڈ نے اس سلسلے مین کچھ مفید معلومات فراہم کی ہین ۔ وہ لکھتا ہے کہ ختنہ کے لیے خاص ماہر حجام مقرر کیے جاتے ہین جو کوئی اور دوسرا پیشہ اختیار نہین کرتے ۔ یہان کے باشندے ختنہ کے حجام کی بڑی عزت کرتے ہین ۔ سمجھتے ہین کہ اسی نے بچے کو مسلمان بنا دیا ۔ اسے مولا یا خلیفہ (یعنی Master) کہتے ہین ۔

بچے کے ختنہ کے موقع پر دو موذن (یعنی مسجد کے امام) بھی آ جاتے ہین جو بچے کے ہاتھ پاؤن مضبوطی سے پکڑ رکھتے ہین ۔ حجام ایک سفید دوا سے بچے کے ایک دائرہ (:حلقہ) لگاتا ہے ۔ (شاید اس سفید دوا مین کچھ مخدرات بھی شامل ہونگے) جس سے بچے کا بدن سن (اور بے حس) ہو جاتا ہے ۔ پھر دائرے کے ارد گرد دھاگا باندھ دیتے ہین ۔ اور جلدی سے ایک تیز استرے سے زائد گوشت کاٹ دیتے ہین ۔ اور فوراً مرہم پٹی کر دی جاتی ہے ۔

اس موقع پر خوشی منائی جاتی ہے کہ بچہ مسلمان ہو گیا ۔ لڑکے بالے ناچتے ہین اور گیت بھی گاتے ہین ۔ (۹۴)

---

(۹۳) مصدر سابق ، ۱۸۴ ۔

(۹۴) مصدر سابق ، ۱۲۹ ۔

بچہ جب نو سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اسے مسجد (جسے وہ عام طور سے " مِسکِت " بولتے ہیں) یا مکتب کو بھیجدیا جاتا ہے ، جہاں وہ کلام پاک کی قراءۃ ناظرہ سیکھتا ہے - وہیں موذن (یعنی امام مسجد) اسے کلمۂ ایمان اور ارکان اسلام یعنی نماز وغیرہ سے پوری واقفیت بہم پہنچاتا ہے - اور اسے نماز پنجگانہ مواظبت سے ادا کرنے کی عادت ڈالتا ہے - (۹۵)

مکتب (یعنی پرائمری سکول) میں بچہ لکڑی کی تختی پر " مرھی " (یعنی گاچنی اور مٹی) مل کر لکھنے کی مشق کرتا ہے - کبھی کبھی ناریل کے پتوں پر لکھتا ہے - پھر اپنی دویہی زبان کے " اکھرو " (:حروف) سیکھتا ہے اور بہت جلد اس خط پر عبور حاصل کر لیتا ہے - (۹۶) اپنی دویہی زبان میں وہ حساب اور نجوم کی بھی تربیت حاصل کرتا ہے - حساب کی افادیت تجارت کی حد تک ہوتی ہے - اور علم النجوم اسے جہاز رانی کی سہولتیں بہم پہنچاتا ہے - مگر یہ لوگ کبھی کبھی نجوم سے قسمت کے حال بھی بتاتے ہیں - سلطان کے درباری منجموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے (۹۷)

بعض حرفت و صنعت کے لوگ جگہ جگہ پھرتے ہیں - وہ ایک بڑی کشتی میں (جو تقریباً House-boat کی مانند ہوتی ہے) اپنے حرفہ کے جملہ اوزار اور سامان لے کر تیار رہتے ہیں - ان کے کھانے پینے، پکانے اور سودے کا سامان بھی اسی کشتی میں رہتا ہے - یہ اٹول بہ اٹول ، جزیرہ بجزیرہ اور بستی بستی ساحل کے ساتھ ساتھ گھومتے پھرتے ہیں - اور لوگوں کی ضروریات پوری کرتے چلے جاتے ہیں - مثلاً لوہار اپنے حرفے کا سامان لاد کر ہر جزیرے میں جاتا ہے اور جہاں کہیں مرمت کے لیے لوہار کی ضرورت پڑتی

---

(۹۵) مصدر سابق ، ۱۸۴ -
(۹۶) مصدر سابق ، ۱۸۴ - ۱۸۵ -
(۹۷) مصدر سابق ، ۱۸۵ - ۱۸۷ -

ھے ۔ اسے بلوا لیتے ھین ۔ اور وہ وھین مقامی طور پر کام کر کے اپنی اجرت حاصل کر لیتا ھے ۔ پھر دوسرے جزیرے کی طرف چل پڑتا ھے ۔ لین دین مین کبھی جھگڑا نہین ھوتا ۔ یہ لوگ ناحق سودا بازی نہین کرتے ۔ لوھار کے اھل و عیال بھی اسی کشتی مین رھتے سہتے ھین ۔ اسی مین کھاتے پکاتے ھین اور رات کو اسی مین سوتے ھین ۔ (۹۸)

مالدیپ کے لوگ اپنے اپنے حرفے مین بہت مہارت رکھتے ھین ۔ ان کے بچے بھی پانچ چھ سال کی عمر مین یہ فن سیکھ جاتے ھین ۔ اور باپ کا ھاتھ بٹاتے ھین ۔ (۹۹)

یہان کے لوگ آلات حرب سے بہت محبت رکھتے ھین ۔ (۱۰۰) دقیق قسم کے آلات جہاز رانی بھی بناتے ھین ۔ جہاز رانی اور بحری تجارت سے خوب واقفیت رکھتے ھین ۔ جیمز پرنسپ (: James Prinsep) نے بیان کیا ھے کہ ۱۱۰۰ھ / ۱۷۰۰ م تک جزائر مالدیپ اور کلکتہ کے درمیان جو تجارت ھوا کرتی تھی وہ عرب جہاز رانون کے ھاتھ مین تھی ۔ اگرچہ اسطرلاب، کرونو میٹر (: Chronometer) ، کراس ۔ سٹاف (: Cross-Staff) ، ربع (: Quadrant) ، سدس (: Sextant) اور مائکرو میٹر جیسے آلات اب عام ھو گئے ھین (۱۰۱) مگر یہ عرب جہازران مدت تک ایک خاص آلہ استعمال کیا کرتے تھے جسے " کمال " کے نام سے موسوم کرتے تھے ۔ کمال کی مدد سے وہ سمندر مین عرض البلد معلوم کر لیا کرتے تھے ۔ جیمز پرنسپ بیان کرتا ھے کہ مجھے " کمال " کے بارے مین تفصیلات درکار تھین چنانچہ جزائر مالدیپ کا ایک جہاز ران جو مالدیپ سے کلکتہ تک آیا جایا کرتا تھا میرا دوست بن گیا ۔ اس کی وساطت سے مجھے ایک " کمال " نمونۃً مالدیپ سے مل گیا ۔ یہ آلہ کچھ پیچیدہ اور معقد

---

(۹۸) ایف ۔ پائیرارڈ ، ۱۱۴ - ۱۱۵

(۹۹) مصدر سابق ، ۱۱۵ ۔

(۱۰۰) مصدر سابق ، ۱۹۵ ۔

(۱۰۱) انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا (طبع نہم) ، ۱۷ : ۲۵۰ - ۲۷۷

نہین - اس کی شکل بالکل سادہ ہے - اس آلہ مین ایک سینگ کا متوازی الاضلاع (یعنی مستطیل) ٹکڑا ہوتا ہے جو دو انچ لمبا اور ایک انچ چوڑا ہوتا ہے - اس کے مرکز مین ایک ڈور ، اور کبھی کبھی دو ڈور پہنا دیتے ہین - ڈور مین نو (۹) گرہین ہوتی ہین - اس آلہ سے قطبی ستارہ (: Polar Star) کی بلندی ناپتے ہین - ڈور کو دانتون مین لے کر سینگ کے ٹکڑے کو آنکھ سے اتنی دور رکھتے ہین کہ اس کا نچلا حصہ افق بحری کو چھوتا دکھائی دے اور بالائی حصہ ستارے کے عین اوپر آ جائے - پھر گرہون کو شمار کر لیتے ہین - (۱۰۲) مالدیپ کے بالائی اٹولون مین یہ آلات بنائے جاتے تھے - اور مرمت کا کام بھی ہوتا تھا - صدمت و حرفت کے یہ چلتے پھرتے ننھے منھے کارخانے صرف لوہار تک محدود نہ تھے - بلکہ اور بھی ہین - " مالھوس ملدو " ، " اڈو " اور " ہویدو " کے جزیرون کے باشندے اکثر جولاہے ہوتے ہین - وہ باریک سوت کے کپڑے بنتے ہین - یہان کی آب و ہوا سوت کے باریک تارون سے کپڑے بننے کے کام کے لیے نہایت موزون ہے - یہان کے لوگ اپنی سوتی مصنوعات اور منسوجات اپنے ایجنٹون اور نمایندون کے ذریعے مقامی طور پر بھی فروخت کرتے ہین اور دوسرے ممالک مین بھی تجارت کے لیے بھجواتے ہین - یہ جولاہے اور ان کے ایجنٹ سوت کا بنا ہوا مال کشتی پر لاد کر جا بجا بیچتے پھرتے ہین - اسی طرح " تلندو " اٹول کے دو جزیرون " ابادو " اور " ہلودیلی " مین سنار رہتے ہین - وہ بھی سونے اور چاندی کے چھوٹے بڑے زیورات بنا کر اپنے گماشتون کے ذریعے بیچتے ہین - گماشتے اور ایجنٹ کشتیون مین مال لے کر جزیرے جزیرے گھومتے پھرتے ہین - (۱۰۳)

اب زیورات کا ذکر چھڑ گیا ہے - چلتے چلتے ہم ابن بطوطہ کے مشاہدے پر اعتماد

---

(۱۰۲) معارف ، اعظم گڑھ (اکتوبر ۱۹۳۰ م) ۲۶ : ۲۸۳ ببعد -

(۱۰۳) ایف - بائیرارڈ ، ۱۱۲ -

کرتے ہوئے مالدیپ کے باشندوں کے چند مقبول ترین زیورات کے نام گنواتے ہیں - سب سے زیادہ مشہور اور سب سے زیادہ استعمال میں آنے والی چیز چوڑیاں اور کنگن ہیں - یہ بہت عام ہیں - اور عورتیں اکثر کلائی سے کہنی تک انہیں پہنتی ہیں - یعنی کلائی کے گٹے (یا پہنچے) سے لے کر کہنی تک تمام بازو پر چوڑیاں ہی چوڑیاں ہوتی ہیں - یہ چوڑیاں اور کنگن عام طور سے چاندی کی ہوتی ہیں - سونے کی چوڑیاں اور مخصوص طلائی کنگن صرف سلطانہ اور شاہی خاندان کی خواتین ہی پہننے کی مجاز ہیں - عورتیں پاؤں میں " پایل " اور جھانجن پہنتی ہیں - پایل (: پازیب) میں ننھی ننھی زنگلیاں اور گھنٹیاں بھی ہوتی ہیں - یہ چلتے میں سریلی آواز دیتی ہیں - یہاں کی عورتیں گلے میں سونے کا کنٹھا یا گلو بند بھی پہنتی ہیں - اسے مقامی بولی میں " بسدرد " کہتے ہیں - (۱۰۴)

مالدیپ کی عورتیں بالوں میں کوڑیاں ، گھونگے اور پھول بھی سجاتی ہیں - اب باہر سے کلپ (: Clip) اور ہیئر پن (: hair-pin) بھی آ گئے ہیں اور مستحضرات تجمیل نے اپنے کرشمے دکھانے شروع کر دیے ہیں -

مالدیپ کے باشندے نیک اور متدین ہیں - نماز پنجگانہ کے پابند ہیں - شاید ابن بطوطہ کے زمانے میں لوگ کچھ تساہل پسند ہو گئے تھے - اور اسی لیے ابن بطوطہ کو احکام جاری کرنا پڑے کہ جمعہ کی اذان کے بعد بازاروں اور گلیوں میں اگر کوئی شخص گھومتا نظر آئے تو اسے گرفتار کر لیا جائے - اسے بعد میں سزا دی جاتی تھی اور شہرت کے طور پر شہر میں گھمایا جاتا تھا - (۱۰۵)

الڈیپائیرارڈ لکھتا ہے کہ یہاں کے لوگ نماز ادا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں - جب

---

(۱۰۴) تحفۃ النظار ، ۲ : ۲۵۸ - ۲۵۹ -

(۱۰۵) مصدر سابق ، ۲ : ۲۶۹ -

کوئی نماز سے کتراتا ھے اور سہل انگاری برتتا ہے تو لوگ اس کا معاشرتی میل جول بند کر دیتے ھین ۔ تا آنکه وہ توبہ کر کے سیدھی راہ پر نہ آ جائے ۔ نماز کے آگے پیچھے، چلتے پھرتے ، بلکه کام کاج کرتے ، شمارِ دانۂ تسبیح ان کی عادت ھے ۔ (١٠٦)

شعبان کی آخری رات کو ھلال دیکھنے کے لیے یہان کے لوگ بہت اھتمام کرتے ھین ۔ پہلے ھی سے گھر گھر ، آنگن آنگن ، گلی گلی صفائی کی جاتی ھے ۔ یون بھی یه لوگ بہت نظافت پسند ھین ۔ مگر رمضان المبارک کے استقبال بڑے التزام سے کرتے ھین ۔ جونہی چاند نظر آ گیا یه لوگ خوشی کے نعرے بلند کرتے ھین ، ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ھین ، بغل گیر ھوتے ھین ۔ ایک جشن کا سمان بندھ جاتا ھے ۔ (١٠٧) رؤیت ھلال (: نیا چاند دیکھنے) پر مالدیپ کے باشندے کچھ دوسرے ملک کے لوگون کی نسبت کچھ زیادہ ھی خوشی کا اظہار کرتے ھین ۔ ایک دوسرے کو بڑھ چڑھ کر مبارکباد دیتے ھین ۔ پھر آنکھون پر دونون ھاتھ رکھ کر دیر تک دعا مانگتے رھتے ھین ۔ (١٠٨)

پھر اگر بتیان ، لوبان ، عنبر اور دیگر خوشبوئیات سے ھر گھر مہک اٹھتا ھے ۔ دروازون پر صندل کے رنگ سے طرح طرح کے نقش و نگار کیے جاتے ھین ۔ (١٠٩)

مالدیپ کی سلطنت مین مختلف جگہون پر مختلف دنون مین پہلا چاند دکھائی دیتا ھے ۔ اور اسی حساب سے لوگ مختلف دنون سے روزے ("رود ت ") شروع کرتے ھین ۔ مالے مین چاند کی رویت پر سلطان ایک گولہ داغتا ھے ۔ جس سے جھٹپٹے کی فضا گونج اٹھتی ھے ۔ (١١٠)

---

(١٠٦) ایلف ۔ پائیرارڈ ، ١٢٨ ۔
(١٠٧) مصدر سابق ، ١٣٣ ۔
(١٠٨) مصدر سابق ، ١٣٥ ۔
(١٠٩) مصدر سابق ، ١٣٣ ۔
(١١٠) مصدر سابق ، ١٣٥ ۔

رمضان کی پہلی رات سب مرد اور عورتین اپنے عزیزون ، رشتہ دارون اور دوستون کے ھان جاتی ھین - اور فجر سے پہلے واپس اپنے اپنے گھرون کو آ جاتی ھین - رمضان مین عام لوگ پان کھانا بالکل ترک کر دیتے ھین - (۱۱۱) یہ بھی دیکھا گیا ھے کہ رمضان مین لوگ محنت اور مشقت کا کوئی کام نہین کرتے - ابن بطوطہ کے زمانے مین رمضان جنوری اور فروری ۱۲۰۳ م سے جنوری ۱۲۰۵ م تک آتا رھا - (۱۱۲)

رمضان مین مغرب سے کچھ وقت پہلے لوگ اپنی اپنی قریب کی مسجدون مین جمع ھونا شروع کر دیتے ھین - دانتون کو خوب صاف کرتے ھین - پھر وضوء (وُلُوس) کرتے ھین(۱۱۳ و) اذان کے بعد لوگ افطار کرتے ھین اور مؤذن (یعنی امام مسجد) جماعت کی امامت کرتا ھے ، نماز سے فارغ ھونے کے فوراً بعد دوست ایک دوسرے کی ضیافت کرتے ھین - سلطان پہلے دن اپنے وزراء اور جزیرے کے امراء کی ضیافت کرتا ھے - بڑے عدہ عدہ کھانے پیش کیے جاتے ھین - دوسرے دن سلطان اپنے سپاہ کی ضیافت کرتا ھے - تیسرے دن خطیب ، مؤذنین اور قاضیون کو کھانے پر دعوت دیتا ھے - اس کے بعد کبھی کبھی عوام کو بھی کھانے پر مدعو کرتا ھے - (۱۱۳) سلطان یہ کھانے بڑے اھتمام سے پکواتا ھے اور بڑے نظام سے کھلواتا ھے - دوسرے تیسرے دن کے بعد وزراء ، امراء ، قاضی اور نواب اپنے ھمسرون کی ضیافت کرتے ھین - (۱۱۴)

یہ لوگ ھمیشہ اپنے ھم پلہ اور اپنے منصب اور مرتبے کے لوگون کے ساتھ مل کر کھانا زیادہ پسند کرتے ھین - عورتین مردون کی محفل مین جا کر کچھ نہین کھاتین -(۱۱۵)

ابن بطوطہ رمضان (۷۴۴ ھ) کے آخری عشرے مین (یعنی ۲ مارچ تا ۱۵ مارچ

---

(۱۱۱) مصدر سابق ، ۱۳۵ -
(۱۱۲) Mahler Wustenfeld- Vergleichungs-Tabellen; ، ویڈن باڈن ۱۹۶۱ م ص ۱۶
(۱۱۳) مصدر سابق ، ۱۳۶ - ۱۳۷ - (۱۱۳ و) ایف - پائرارڈ ، ۱۸۳
(۱۱۴) مصدر سابق -
(۱۱۵) مصدر سابق ، ۱۳۷ -

۱۳۴۴ م) اعتکاف نشین هوا تھا ـ تمام لوگ اسنے اعتکاف مین ملنے آیا کرتے تھے ـ وزیر اعظم جمال الدین بھی اسے ملنے آیا ـ مگر وزیر عبداللہ بن محمد الحضرمی ، جسے ابن بطوطہ پہلے اکثر ملنے جایا کرتا تھا اور جسے تحفے بھی بھجوایا کرتا تھا اسے ملنے نہ آیا ـ (۱۱۶) بس ایک بار وزیر اعظم جمال الدین کے همراہ آیا ـ ابن بطوطہ لکھتا هے کہ مجھے وزیر عبداللہ سے وحشت هونے لگی ـ (۱۱۷) ان کوائف سے پتہ چلتا هے کہ مالدیپ کے لوگ اعتکاف اور آدابِ اعتکاف سے بھی واقف تھے ـ

ایف پائیرارڈ بیان کرتا هے کہ رمضان مین موذن (؛امام مسجد) هر روز سلطان کے محل کے باهر ، یا مسجد مین ، یا اپنے گھر کے صحن مین دو دو گھنٹے کا وعظ کرتا هے ـ روزانہ لوگ تین بجے سہ پہر کے قریب کھلے میدان مین آ جاتے هین ـ لڑکے بالے فٹ بال کھیلتے هین ـ ایف پائیرارڈ کا خیال هے کہ فٹ بال کا کھیل مالدیپ والون نے ملایا سے لیا هے کیونکہ ملایا مین یہ کھیل بہت عام هے ـ (۱۱۸)

ایف پائیرارڈ آگے چل کر لکھتا هے کہ ان دنون مین لڑکیان ایک دوسرے کے گھر جاتی هین اور چھوٹے چھوٹے معصوم کھیل کھیلتی رهتی هین ـ لڑکے عمدہ عمدہ (اور اکثر سفید رنگ کے) پھول چن چن کر لڑکیون کو بھیجتے هین ـ اور لڑکیان پان وغیرہ سجا کر بھیجتی هین ـ اس سے لوگ برا نهین مانتے ـ (۱۱۹)

ایف پائیرارڈ مزید لکھتا هے کہ مالدیپ کی عورتین رمضان گزر جانے کے بعد آٹھ دن کے زائد روزے رکھتی هین ـ (۱۲۰) (یہ شاید وہ روزے هین جو رمضان مین ان سے چھوٹ جاتے هین) ـ

---

(۱۱۶) تحفۃ النظار ، ۲ : ۶۶۹ - ۶۷۰ ـ

(۱۱۷) مصدر سابق ، ۶۷۰ ـ

(۱۱۸) ایف پائیرارڈ ، ۱۳۵ ـ

(۱۱۹) مصدر سابق ، ۱۳۸ ـ

(۱۲۰) مصدر سابق ، ۱۳۸ ـ

عید (: یدو) کے دن یہان کے امراء پردیسیون کو خلعت اور پوشاکین تحفتہً بھیجتے ھین - فطرانہ (جسے وہ فِطَورو کہتے ھین) بڑے اھتمام سے ادا کرتے ھین - اینپایُرارڈ کے زمانے میں فی کس آدھی " لارین " فطرانہ تھا - یہ فطرانہ سلطان اور قاضی کے ملازمون کو محض تالیف قلوب کے لیے دیا جاتا ھے ورنہ یہ تمام نقدی اور جنس جو جمع ھوتے ھین فقراء اور مساکین پر بانٹ دیے جاتے ھین - (۱۲۱)

وزیر اعظم محمد جمال الدین نے ابن بطوطہ کو عید کے دن (۱ شوال ۷۴۴ ھ / ۱۲ فروری ۱۳۴۴ م) ایک گران قدر خلعت بھجوائی - اور ابن بطوطہ اسی خلعت کو پہن کر عید گاہ مین گیا - (۱۲۲)

عید کے دن ایک بہت بڑا جشن ھوتا ھے - وزیر اعظم (یا سلطان) کے گھر سے مصلّی (:عید گاہ) تک تمام راستہ آراستہ کیا جاتا ھے - سڑک پر کپڑے کی چادرین بچھا دی جاتی ھین - جن پر وزیر اعظم / سلطان پیدل چل کر عید گاہ تک جاتا ھے - سڑک کے دو رویہ کوڑیون کی لڑیون سے چادرین بنا کر آویزان کی جاتی ھین - اسی سڑک پر جملہ وزراء اور امراء کے گھر بھی آتے ھین اور ان کے گھرون کے سامنے بھی آرائش کے طور پر ناریل اور کیلے کے پودے لگائے جاتے ھین - ایک درخت اور دوسرے درخت کے درمیان فیتے باندھ دیے جاتے ھین - جن سے کیلے کا تازہ پھل آویزان کیا جاتا ھے - ھر امیر / وزیر اپنے گھر کے دروازے کے سامنے کھڑے ھو کر وزیر اعظم کی آمد کا انتظار کرتا ھے - جونہی وزیر اعظم ان کے گھر کے قریب آتا ھے تو وزیر / امیر آگے بڑھ کر اس کے قدمون پر ریشم یا سوت کا عمدہ ان سلا کپڑا رکھ دیتا ھے - وزیر اعظم کے خادم ،غلام اور

---

(۱۲۱) مصدر سابق ، ۱۳۹ -

(۱۲۲) تحفتہ النظار ، ۲ : ۲٦۸ -

ملازم یہ کپڑے اٹھاتے چلے جاتے ہین - اور ساتھ ہی ساتھ کوڑیون کی لڑیان اور لٹکتے ہوئے پھل بھی جمع کر کے لے جاتے ہین - وزیر اعظم پیدل چلتا چلا جاتا ہے - اس دن، جیسے کہ ابن بطوطہ نے دیکھا، وزیر اعظم زعفرانی رنگ کی " فرجیہ " (ایک قسم کی قباء جو مصر کی سوغات ہے) پہنے ، سر پر ایک مہیب عامہ رکھے ، ریشم کا توطہ بطور کمر بند زیب تن کیے ہوئے جاتا تھا - چار رومالیان عامہ کے نیچے اور پاؤن مین پاپوش .... باقی تمام لوگ ، امیر ، وزیر سبھی ننگے پاؤن وزیر کے ساتھ ساتھ اور پیچھے پیچھے جا رہے تھے - اس کی فوج کے سپاہی آگے پیچھے بینڈ باجا ، بگل اور نفیریان ، طبل ، طنبورے اور ڈھول بجاتے جاتے تھے، (۱۲۳) جیسا کہ ہم مختصراً پہلے بھی بیان کر آئے ہین -

ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ یہ جلوس عید گاہ کے پاس پہنچ کر ختم ہو گیا - لوگ بکھر گئے اور عید کی نماز کے لیے صفون مین بٹ گئے - وزیر اعظم کے بیٹے محمد نے نماز عید کی امامت کی اور خطبہ دیا - (۱۲۴)

وزیر اعظم کا بیٹا محمد ، خطیب کے پر شکوہ عہدے پر فائز تھا - اس سے پیشتر یہ وزیر اعظم خود خطیب تھا - مگر جب سے اس نے وزیر اعظم کا عہدہ قبول کیا تو اس نے خطیب کا عہدہ اپنے بیٹے کو عطا کر دیا - (۱۲۵)

الف پائیرارڈ نے مالدیپ کے باشندون کے ایک اور رواج کا ذکر کیا ہے - وہ لکھتا ہے کہ یہ لوگ عید کے کپڑے سنبھال کر رکھتے ہین تاکہ وفات کے بعد یہ کپڑے ان کی میت پر رکھے جائین - (۱۲۶)

---

(۱۲۳) مصدر سابق ، ۶۶۸ -
(۱۲۴) مصدر سابق ، ۶۶۸ -
(۱۲۵) مصدر سابق ، ۶۶۱ -
(۱۲۶) الف - پائیرارڈ ، ۱۳۰ -

ایڈ پائیرارڈ یہ بھی لکھتا ھے کہ نماز عید کے بعد سلطان کی طرف سے ایک بیل اور ایک میندھا ذبح کیا جاتا ھے اور اس کا گوشت وزراء اور امراء پر تقسیم کیا جاتا ھے ۔ یہ قربانی وسیلہ کے طور پر دی جاتی ھے تاکہ رب ذوالجلال کی برکتیں نازل ھوں ۔ (۱۲۷)

مگر ابن بطوطہ نے عید الاضحیٰ کا ذکر نہیں کیا ۔ عید الاضحیٰ (یعنی عید قربان جسے مالدیپ کے باشندے " ماس یدو " ۔ بڑی عید ۔ کہتے ھیں) کے بارے میں ایڈ پائیرارڈ نے کچھ مختصراً لکھا ھے ۔ غالباً یہ عید ۱۹ اپریل ۱۶۰۵ م (۱۰ ذوالحجة ۱۰۱۳ ھ) کو آئی ۔ ایڈ پائیرارڈ نے اپریل کی شب کا ذکر کیا ھے جب چاند پورا ھونے والا تھا ۔ اس نے اس دن کو بودھوں کے ایک مقدس دن " پارے کلان " سے ملایا ھے ۔ جو چاند کی چودھویں رات کو ھوتا ھے ۔ اس نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ھے کہ یہ سینٹ جان (St. John :) کا متبرک دن تھا ۔ (۱۲۸) وہ مزید لکھتا ھے کہ اس دن لوگ اپنے آباء و اجداد اور بزرگوں کی قبروں کی زیارت کو جاتے ھیں ۔ (۱۲۹)

ایڈ پائیرارڈ نے اکتوبر کی ایک رات کا ذکر کیا ھے اور لکھا ھے کہ یہ " مولود شریف " کی رات تھی ۔ ایڈ پائیرارڈ جزائر مالدیپ میں جولائی ۱۶۰۲ سے فروری ۱۶۰۷ م تک رھا ۔ اس عرصے میں اکتوبر کے جتنے مہینے آئے وہ جمادی الاولی اور جمادی الآخرۃ ھی میں آئے ۔(۱۳۰) چنانچہ جسے پی آرڈ نے " مولود شریف " کہا ھے وہ دن عید میلاد النبی (۱۲ ربیع الاول) یا بارہ وفات کا دن نہیں ھو سکتا ۔ کیونکہ بارہ وفات بھی ۱۲ ربیع الاول ھی کو منائی جاتی ھے بارہ وفات تو ھندوستان / پاکستان کے سوا کسی اور مسلم ملک میں بظاھر نہیں منائی جاتی ۔

---

(۱۲۷) مصدر سابق ، ۱۳۱ ۔
(۱۲۸) مصدر سابق ، ۱۳۳ ۔
(۱۲۹) مصدر سابق ، ۱۳۵ ۔
(۱۳۰) مصدر سابق ، ۱۳۶ ، Vergleichungs-Tabellen ، ص ۲۲ ۔

آخری چہار شنبہ صفر کے مہینے کے آخری بدھ کو کہتے ہین - " مولود شریف " در اصل " مولد النبی " کو کہتے ہین جو ۱۲ ربیع الاول کو منایا جاتا ہے - ترکیا ، مصر یا ہندوستان کے بعض علاقون مین " مولد " کے بجائے " مولود " بولا جانے لگا ہے - (۱۳۱) ہمین یہ بھی نہ بھولنا چاہیے کہ " معراج شریف " بھی ربیع الاول مین بنائی گئی ہے - (۱۳۲) مگر علماء اسلام نے معراج شریف کے لیے ۲۷ رجب کی تاریخ بیان کی ہے - (۱۳۳)

بہر حال یہ بھی ذہن مین رکھا جائے کہ لفظ مولود شریف " ترکی زبان مین مولد سے بگڑ کر بنا ہے - (۱۳۴) بعد کو مولود شریف سال کے کسی اور دن بھی منایا جانے لگا -

جس مولود شریف کا ذکر ڈی پائیرارڈ نے کیا ہے وہ غالباً تقویم اسلامی کے اعتبار سے ۱۲ جمادی الاولی ۱۰۱۵ ھ / ۱۷ اکتوبر ۱۶۰۶ م کو منعقد ہوا ہو گا - (۱۳۵) لکھتا ہے کہ یہ " مولود " جزیرۂ مالے مین چھ مختلف جگہون پر منعقد ہوا - سب سے بڑا اور اہم اجتماع سلطان کے محل مین انعقاد پذیر ہوا - محل مین لکڑی کا ایک بہت بڑا کمرہ تھا جو ساٹھ فٹ لمبا اور چالیس فٹ چوڑا تھا - اس بڑے کمرے کو بڑی محنت سے آراستہ کیا گیا - فرش پر سفید چمکیلی ریت بچھا دی گئی - رنگ برنگ کے کپڑے اور کالی رسیون سے دیوارون کو دلہن کی طرح سجایا گیا - کم از کم پیتل کے تیس (۳۰) لمپ (lamp :) روشن تھے - لوبان ، اگربتی ، عنبر ، لادن اور طرح طرح کی خوشبوئیات سے کمرے کی فضا مہک رہی تھی - پانی مین کافوری شمعین بھی جل رہی تھین - کمرے کے وسط مین ایک اڑھائی فٹ اونچی میز لگی تھی - اس پر انواع و اقسام کے کھانے چنے ہوئے تھے -

---

(۱۳۱) Shorter Encyclopaedia of Islam ، ۳۶۶ ، عمود ۲ -

(۱۳۲) ڈکشنری آف اسلام ، 851 -

(۱۳۳) Shorter Encyclopaedia of Islam، ۳۶۳ -

(۱۳۴) مصدر سابق ، ۳۶۶ ، عمود ۲ ،

(۱۳۵) Vergleichungs-Tabellen ، ص ۲۲ -

پھل بھی قرینے سے لگا رکھے تھے - جا بجا پھول اور گلدان اپنی شان دکھا رہے تھے - مناسب فاصلے پر پانی کے جگ رکھے تھے - پانی مین کیوڑے کی خوشبو ملا دی گئی تھی -(١٣٦)

اس محفل مین صرف مرد ھی مدعو تھے - امیر ، وزیر اور اونچے طبقے کے لوگ اس مجلس مین حصہ نہین لیتے تھے - البتہ چھوٹے قاضی ، کاتب ، موذن اور امام سب بڑھ چڑھ کر شرکت کرتے تھے ، جو " حمد " اور " نعت " گاتے تھے ، اور وقفے وقفے سے ذکر (جسے یہان کے باشندے " ذکرو " بولتے ھین) یعنی اللہ کا ذکر کسی خاص جملے سے بار بار کرتے تھے - (١٣٧)

لوگ اس جوش عقیدت سے ذکر کرتے تھے کہ سامعین " وجد " مین آنے لگے - اور اسی لمحے وہ خاص (درویشانہ انداز مین) رقص کرنے لگتے تھے -(١٣٨)

یہ محفل گئی رات تک جمی رہتی ھے - آخر مین اس مجلس کے شرکاء میز پر سے پھل اور کھانے کی چیزین لے لیتے ھین - اور اکثر لوگ اپنا اپنا حصہ لے کر گھر چلے جاتے ھین - (١٣٩)

ابن بطوطہ ٩ رمضان ٧٣٣ ھ / ٢٦ جنوری ١٣٣٣ م کا ایک واقعہ بیان کرتا ھے - وہ لکھتا ھے کہ ٩ رمضان کو وزیر اعظم کا داماد فوت ھو گیا - وزیر اعظم کی اس بیٹی کا جس کا خاوند اس روز فوت ھو گیا قصہ یون ھے کہ صغر سنی مین اس کا نکاح سلطان شہاب الدین سے ھوا - وزیر اعظم کی بیٹی ابھی نابالغہ ھی تھی کہ اس کا خاوند سلطان شہاب الدین قتل کر دیا گیا - شہاب الدین کے بعد اس بچی کا نکاح ایک اور امیر زادے

---

(١٣٦) الیف - پائیرارڈ ، ١٢٧ -

(١٣٧) مصدر سابق ، ١٢٨ -

(١٣٨) مصدر سابق -

(١٣٩) مصدر سابق ، ١٢٩ -

سے کر دیا گیا ۔ مگر شومئی قسمت یہ امیر زادہ بھی دنیا سے رحلت کر گیا اور ھنوز وزیر کی بیٹی نابالغہ ھی تھی ۔ (۱۳۰)

انھین دنون مین ایک جہاز لنکا سے مالے مین پہنچا ۔ اس جہاز مین ھندوستان کے فقراء (: درویش) کی ایک جماعت بھی تھی جو لنکا مین حضرت آدم علیہ السلام کے "قدم" کی زیارت کر کے آ رھی تھی ۔ لنکا مین ایک پہاڑی ھے جس کی ایک چٹان پر ستر ھاتھ لمبا ایک انسانی قدم کی شکل کا نشان ھے ۔ صدیون تک لوگ اسے حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کا نشان سمجھتے آئے ھین ۔ اور ایک روایت یون بھی آئی ھے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے تو زمین پر سرندیپ (: لنکا) کے جزیرے مین آن گرے ۔ اور یہ نشان انھی کے پاؤن کا سمجھا جاتا ھے ۔ (۱۳۱) پرتگالیون نے پہلے پہل اس پہاڑی کو " Pica de Adam " (یعنی Adam's Peak ۔ حضرت آدم کی چوٹی) کا نام دیا ۔ (۱۳۲)

ابن بطوطہ کو بہت اشتیاق تھا کہ ان درویشون کی ضیافت کرے اور ان کے "ذکر"، "حال" اور "رقص" سے سرور اندوز ھو ۔ چنانچہ ابن بطوطہ نے وزیر اعظم سے ان لوگون کی ضیافت کی اجازت طلب کی ۔ وزیر اعظم نے بطیب خاطر اجازت دے دی ۔ اور پانچ بکریان (جو مالدیپ مین نادر الوجود ھوتی ھین) بھیج دین ۔ یہ بکریان عام طور سے معبر، مالا بار یا مقدشو سے در آمد کی جاتی ھین ۔ وزیر اعظم نے ابن بطوطہ کو چاول بھی بھیجے ۔ مرغیان ، گھی ، توابل اور ابازیر (یعنی گرم مصالحے) بھی مہیا کر دیے ۔ ابن بطوطہ نے سب مال وزیر سلیمان مانایک (یعنی امیر البحر) کے گھر پر بھیج دیا تاکہ

---

(۱۳۰) تحفۃ النظار ، ۲ : ۲۶۵ ۔

(۱۳۱) القرآن ، ۲ : ۳۶ (تفسیر الطبری) ، تالمود /عروبین ، ۱۸ ب

(۱۳۲) Shorter Encyclopaedia of Islam، ۱۳ ، صود ۲ ۔

کھانا اس کی نگرانی مین تیار کروایا جائے - وزیر سلیمان نے کھانا بڑے اهتمام سے پکوایا اور اس مین کچھ چیزین اپنی طرف سے بھی اضافه کر دین ، اس کے علاوہ اس نے فرش (یعنی قالین اور غالیچے) اور پیتل کے برتن بھی بھیج دیے - سلطانه اور وزیر اعظم کے محل مین حسب دستور روزہ افطار کیا گیا ، جہان ابن بطوطه نے وزیر اعظم سے درخواست کی که فقراء کی اس ضیافت مین جس کا اهتمام ابن بطوطه نے کر رکھا هے جملة امراء اور وزراء کو شرکت کی اجازت عطا کر دی جائے - وزیر اعظم نے کہا : درست هے ، بلکه مین خود بھی اس ضیافت مین حاضر هونگا _ (۱۳۳)

چنانچه جب انتظامات مکمل هو گئے تو وزیر اعظم اور دیگر وزراء ، امراء اور ارباب سلطنت سبھی آ گئے - وزیر اعظم ایک اونچی لکڑی کی چوکی (یا تخت) پر بیٹھا - اس چوکی پر لکڑی کا ایک قبة (یعنی گنبد) سا بنا هوا تھا (اسے عام طور سے هندوستان مین تامجان یا دانکی کہتے هین) - پھر تمام وزیر ، امیر آتے جاتے تھے اور وزیر اعظم کو سلام کر کے اس کے قدمون پر ایک ایک ان سلا کپڑا ڈالتے جاتے تھے ، حتی که ایک سو کے قریب کپڑے جمع هو گئے جو فقراء اور درویشون پر تقسیم کر دیے گئے - پھر کھانا پیش کیا گیا - لوگون نے خوب سیر هو کر کھایا - ضیافت کے بعد قاری لوگ آگے آئے - انھون نے خوش الحانی سے قراءۃ کی - اس کے بعد " سماع " (یعنی گانا) شروع هوا - بظاهر یه گانا ڈھولک اور مزامیر کے ساتھ گایا گیا - سامعین پر ایک " وجد " سا طاری هو گیا - اور ایک دم فقراء نے اپنا روایتی رقص شروع کر دیا - اتنے مین ایک الاؤ لگایا گیا - چند فقراء اس آگ مین داخل هوتے تھے اور انگارون کو پاؤن تلے روندتے رقص کرتے نکل جاتے تھے - ان فقراء مین بعض ایسے شعبدہ باز تھے جو انگارون کو انگلیون سے اٹھا کر منه

---

(۱۳۳) تحفة النظار ، ۲ : ۲۶۵ -

مین ڈال لیتے تھے اور " حلواہ " کی طرح چبا کر نگل جاتے تھے - یہ عمل کچھ دیر جاری رہا تا آنکہ آگ بجھ گئی - اتنے مین رات ختم ہونے کو آئی اور وزیر ، امیر سبھی اپنے اپنے گھرون کو یکے بعد دیگرے رخصت ہو گئے - (١٣۴)

یہان کے باشندے طلاق (:وری کور) سے واقف ہین - وہ مسافر جو یہان کچھ مدت متاہل ہو کر رہے وہ جزیرہ چھوڑنے سے پہلے اپنی مقامی بیوی کو طلاق دے کر ہی جا سکتا ہے - بیوی کے حقوق ، مہر (:صداق) ، قرضے اور ذمہ داریان ادا کر کے ہی وہ جہاز پر سوار ہو سکتا ہے - اس طلاق کی اطلاع چھوٹے قاضی (:نکاح خوان) ، نائب یا امیر کو دی جاتی ہے - اس کے بغیر انھین جہاز پر سوار ہونے کی اجازت نہین دی جاتی - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلاق کی تشہیر بھی ایک لازمی امر ہے - چنانچہ ابن بطوطہ نے بھی جب سلطانہ کی (سوتیلی) مان کو جزیرہ " علی " مین طلاق دے دی تو وزیر اعظم کو اطلاعاً خط لکھ دیا - (١٣٥)

مالدیپ مین ایک رسم یہ بھی تھی کہ مقامی باشندے اپنی کسی بیوی کو طلاق دے دینے کے بعد بھی اسے اپنے گھر مین روکے رکھتے تھے تا آنکہ کوئی اور مرد اس سے نکاح نہ کر لے - ابن بطوطہ نے اس رسم قبیح کو غیر اسلامی قرار دیا - اور قاضی کی حیثیت سے ان مطلقہ عورتون کو روکے رکھنا ایک اخلاقی جرم بھی سمجھا - چنانچہ قاضی ابن بطوطہ کے روبرو تقریباً پچیس (٢٥) ایسے مرد پیش کیے گئے جنھون نے طلاق دے دینے کے بعد بھی اپنی مطلقہ کو گھر چھوڑنے سے روک رکھا تھا - تعزیراً ان مردون کے کوڑے لگوائے گئے - اور شہر مین ان کے جرم اور گناہ کی تشہیر بھی کی گئی - اور ان مطلقہ

---

(١٣۴) مصدر سابق ، ٢ : ٦٦٥ -

(١٣٥) مصدر سابق ، ٢ : ٦٧٣ -

عورتون کو ان کے مردون کے گھرون سے آزاد کروا کر ان کے اپنے والدین کے هان بھجوا دیا ۔(۱۳۶)

اگرچه حنفیون کے هان " تحلیل " کی اجازت هے ۔ مگر حنابلہ نے نکاح کے اس حیلے کو سختی سے باطل قرار دیا هے ۔ شافعیون اور مالکیون کے هان یه مسئلہ متنازع فیه هے ۔ مالدیپ کے باشندون کے هان یه طریق مروج هے ۔

" تحلیل " یه هے کہ جب کوئی مرد چھوٹی چھوٹی باتون پر غصه هو کر جھٹ سے اپنی بیوی کو طلاق دے دے یا ایسے جملے بول دے جس سے نکاح فاسد / یا باطل هو جائے تو ایسے مواقع پر بعض علماء نے لطائف الحیل سے کام لیا اور میان بیوی کے لیے مصالحت کی عجیب راہ نکالی ۔ وہ یون هے کہ عدت کے دن پورے کرنے کے بعد اس مطلقه عورت کا کسی ایسے مرد سے نکاح کر دیا جاتا هے جو عورت کو نکاح کے فوراً بعد طلاق دے دینے پر رضا مند هو جائے ۔ ایسے مرد کو محلل کہتے هین ۔ اور اس عمل کو " حلاله " ۔ پھر عدت پوری کر لینے کے بعد وہ عورت اپنے پہلے خاوند پر حلال هو جاتی هے ۔ اس حیلے کو فقه مین " تحلیل " (یعنی حلال کر دینا) کہتے هین ۔ (۱۳۷)

مالدیپ کے باشندے ابتداء هی سے مالکی مذهب پر چلتے آئے هین ۔ مالدیپ والون کے هان " حلالے " کے وجود سے انکار نہین کیا جا سکتا ۔ الیف پائیرارڈ نے اس رسم قبیح کا ذکر کیا هے ۔ (۱۳۸)

جہان تک " عدت " کا تعلق هے الیف پائیرارڈ نے درست لکھا هے کہ خاوند کے مر جانے کے بعد چار ماہ اور دس دن تک بیوہ کسی اور مرد سے نکاح نہین کر سکتی ۔ اور طلاق کے بعد تین ماہ (فقه مین تین قروء کی شرط بیان هوتی هے) الیف پائیرارڈ مزید لکھتا هے کہ

---

(۱۳۶) مصدر سابق ، ۲ : ۲۶۹ ۔

(۱۳۷) Shorter Encyclopaedia of Islam، ۵۶۷ ، عمود ۲ ۔

(۱۳۸) الیف ۔ پائیرارڈ ، ۱۵۴

اگر کسی عورت کا خاوند ایک سال سے باہر ہے اور مفقود الخبر ہے تو وہ اور جگہ نکاح کر لینے کا حق رکھتی ہے ۔ (۱۴۹)

ہم مالدیپ کی سماجی زندگی کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈال چکے ہین ۔ اب ان کے ہاں وہ طور طریقے جو میت کو غسلانے ، کفنانے اور دفنانے سے متعلق ہین اور جو ہمین مختلف ذرائع سے پہنچے ہین بیان کیے جاتے ہین ۔

جسطرح اسلام مین مروج ہے یہان بھی میت کو پہلے غسل دیا جاتا ہے ۔ ابن باٹیرارڈ لکھتا ہے کہ میت کو غسل دینے کے لیے چھ مردون ، اور عورت کی میت کو غسل دینے کے لیے چھ عورتون کا ہوناضروری ہے ۔ غسل دینے کے بعد میت کو خوب پونچھ کر سوت کی دو چادرون مین لپیٹ دیا جاتا ہے ۔ پھر "کانڈو" کی لکڑی کے بنے ہوئے تابوت مین روئی کے اندر لپیٹ کر میت کو رکھ دیتے ہین ۔ ابن باٹیرارڈ نے ایک نئی اور عجیب تفصیل بیان کی ہے ۔ وہ یہ کہ میت کا دایان ہاتھ اس کے کان پر رکھ دیتے ہین ۔ اور بایان ہاتھ سیدھا پہلو کے ساتھ رہنے دیتے ہین ۔ (۱۵۰) اور رواجاً چھ عورتین نوحہ کرتی ہین اور روتی ہین ۔ (۱۵۱)

مالدیپ کے لوگ بہت دیندار ہین ۔ موت کو ہر وقت اپنے مد نظر رکھتے ہین ۔ اپنا بوجھ دوسرے پر ڈالنا پسند نہین کرتے ۔ وہ جانتے ہین کہ

و لا تزر و ازرۃ وزر اخری : (۱۵۲)

(قیامت کے روز) کوئی جان دوسری جان کا بوجھ نہین اٹھائیگی ۔

---

(۱۴۹) مصدر سابق ، ۱۵۵ ۔
(۱۵۰) مقدر سابق ، ۱۵۶ ۔
(۱۵۱) مصدر سابق ۔
(۱۵۲) القرآن ، ۶ : ۱۶۴ ، ۱۷ : ۱۵ ، ۳۵ : ۱۸ ، ۳۹ : ۷ ، مزید دیکھیے ۵۳ : ۳۸ ۔

چنانچہ یہاں کے لوگ ، مرد اور عورت ، اپنی زندگی ہی مین اپنے کفن (جسے وہ " گہُون " کہتے ہین) کی چادرین اور قبر کی سلین پہلے ہی سے مہیا کر چھوڑتے ہین - بلکہ گورکن اور جنازہ گیرون کے لیے بھی کچھ رقم (؛نقدی) مختص رکھی جاتی ہے - (۱۵۳)

کرسٹوفر (: Christopher) نے سلطان محمد عماد الدین (جو ۱۲۵۰ ھ/ ۱۸۳۵ م مین تخت نشین ہوا) کی دادی کا جنازہ جاتے ہوئے دیکھا - وہ لکھتا ہے کہ جنازہ گیرون نے نہایت عمدہ لباس پہن رکھا تھا - کمر مین سرخ رنگ کا پٹکا تھا جس کے کنارے سفید اور سیاہ تھے - وہ مزید بیان کرتا ہے کہ دفنا چکنے کے بعد لوگون کو کھانا دیا گیا - یہ کھانا پہلے سے تیار کر کے لایا گیا تھا - (۱۵۴)

الیف پائیرارڈ بیان کرتا ہے کہ سلطان / یا اسکی ملکہ کے مر جانے کے بعد جب تک ولی عہد زندہ رہتا ہے وہ دن رات کا کھانا دیتا ہے - یہ کھانا فقراء اور مساکین کو دیا جاتا ہے ، نیز مؤذن (؛امام مسجد) کو بھی بھیجا جاتا ہے - (شاید کھانے پر فاتحہ اور درود شریف پڑھ کر مرنے والے سلطان / سلطانہ کی روح کو بخشا جاتا ہے - یہ تفصیل الیف پائیرارڈ نہین بتا سکا) - کسی وزیر یا امیر کے مر جانے کے بعد ایک سال کے لیے روزانہ دن رات کا کھانا مساکین اور امام مسجد کو بھیجا جاتا ہے - یہ کھانا دو تین آدمیون کے لیے کافی ہوتا ہے - عام ضیافت نہین ہوتی - اگر عوام مین سے کوئی مر جائے تو اس کے پسماندگان مسلسل تین جمعون تک روزانہ دن رات کا کھانا جو ایک دو آدمیون کے لیے کافی ہوتا ہے دیا جاتا ہے - یہان کے لوگ اپنے بزرگون اور رشتہ دارون کی برسی بھی کرتے ہین - اس موقعہ پر اپنے خاص خاص تعلق دارون کو بھی دعوت دیتے ہین (۱۵۵)

---

(۱۵۳) الیف - پائیرارڈ ، ۱۵۷ -

(۱۵۴) پروفیسر ڈاہلے کے قلمی نوشتے -

(۱۵۵) الیف - پائیرارڈ ، ۱۵۹ -

میت کو دفنانے (: کلہلولون) کے لیے قبر کھودی جاتی ہے۔ چونکہ یہان ہر جگہ تین تین چار چار فٹ گہرائی تک سفید مرجانی ریت ہی ریت ہے ۔ اس لیے قبر گہری کھودی جاتی ہے ۔ پھر تابوت کو آرام سے نچلی تہ پر رکھ دیا جاتا ہے ۔ اور چارون طرف سے مضبوط کرنے کے لیے سلون اور اینٹون کا انتظام کیا جاتا ہے ۔ قبر کے اوپر چوڑے چوڑے تختے یا سلین رکھ دی جاتی ہین ۔ پھر ریت سے اوپر چھوٹی سی ڈھیری بنا دیتے ہین ۔ (۱۵۲)

اگر قبر کی کھدائی کے دوران اتفاق سے کوئی ہڈی مل جائے تو اسے تعظیماً کپڑے سے پکڑ کر الگ رکھ لیتے ہین اور بعد کو اسے کسی اور جگہ گہرا گڑھا کھود کر اس مین دبا دیتے ہین ۔ یہ اس لیے کہ وہ دو مُردون کو ایک ہی قبر مین نہین دفناتے ۔ (۱۵۷)

یہان یہ ذکر کر دینا بے جا نہ ہوگا کہ کبھی کبھار سمندر مین غرق ہو جانے والون کی لاشین تیرتی ہوئی ہوا کے تھپیڑون کے زور سے کسی جزیرے کے کنارے پر آ لگتی ہین ۔ یہان کے لوگ ایسی لاشون کی حرمت کا پورا خیال رکھتے ہین ۔ اور لاش کو باقاعدہ نہلا دھلا کر کفن پہنا دیتے ہین ۔ پھر لاش کو کانڈو کی لکڑی کے تابوت مین رکھ دیتے ہین ۔ تابوت کو بند کرنے سے پہلے اس مین کچھ نقدی بھی رکھ دیتے ہین تاکہ اگر اس کا کوئی والی / وارث مل جائے تو وہ اسے آسانی سے اپنے مذہب کی روایات کے مطابق دفنا سکے ۔ اس کے بعد تابوت کو کھلے سمندر کی طرف چھوڑ دیتے ہین ۔ (۱۵۷ و) سوگ منانے کے لیے کوئی خاص طرز کا لباس مقرر نہین ہے ۔ جیسے ترکیا مین لوگ بنفشی رنگ کا ماتمی لباس پہنتے ہین ۔ یا یورپ کے عیسائی سیاہ ماتمی لباس پہنتے ہین ۔ یا کم از کم سیاہ رنگ کی نکٹائی (: necktie) لگا لیتے ہین ۔ مالدیپ مین مر جانے والے کے ورثا ء چند دنون کے لیے سر پر پگڑی (: عامہ) نہین رکھتے ۔ البتہ بہت دنون تک پان کھانا چھوڑ دیتے

---

(۱۵۲) مصدر سابق ، ۱۵۲ ۔
(۱۵۷) مصدر سابق ، ۱۶۰ ۔ (۱۵۷ و) مصدر سابق ، ۱۶۱ ۔

هین -(۱۵۷ب)

اولیاء کی قبرون پر مالدیپ کے عوام قبّے (یعنی گنبد) بھی بنا دیتے ہین - یہان اولیاء کے مزارون اور عام قبرستانون کی حفاظت کا مناسب بند و بست ہوتا ہے - چارون طرف لکڑی کے جنگلے لگائے جاتے ہین - قبرون کی نگاہ داشت کے لیے ایک نہ ایک آدمی ضرور مقرر کرتے ہین - وہ اسی سفید مرجانی ریت سے قبرون کے مٹتے ہوئے نشانون کو از سر نو قائم کرتا رہتا ہے - (۱۵۸)

کرسٹوفر نے مختلف جزیرون مین گھوم پھر کر اولیاء کے تقریباً ساٹھ مزار دیکھے -(۱۵۹)

ابن بطوطہ نے ایک شیخ دجیب کے مزار کا ذکر کیا ہے یا ابوالبرکات یوسف البربری کے مزار کے بارے مین لکھا ہے - ابن بطوطہ بیان کرتا ہے کہ پہلے پہل وہ جزیرہ " کنلوس " مین اترا - یہ جزیرہ بھی بہت خوبصورت تھا اور بہت سی مسجدین بھی یہان آباد تھین - وہان سے ناخوذہ (یعنی ناخدا / جہاز ران) عمر الھنوری کے ساتھ وہ مالے مین جانا چاہتا تھا مگر جو چھوٹی سی کشتی (: کُندرہ) عمر الھنوری نے کرایہ پر لی اس مین ابن بطوطہ کے لیے گنجایش نہ تھی - عمر کشتی لے کر چل پڑا - مگر طوفان اٹھے اور عمر کو اپنی کشتی سمیت واپس لوٹنا پڑا - ابن بطوطہ اس جزیرے مین دس دن رہا -(۱۶۰)

پھر عمر الھنوری نے ابن بطوطہ سے معزرت کی اور اسے بالآخر ساتھ لے کر چل پڑا ، چار دن کے بعد یہ لوگ اٹول " تیم " مین پہنچ گئے - یہان کا گورنر ہلال نامی ایک نیک شخص تھا - اس نے چار آدمیون کے جلو مین ابن بطوطہ کا استقبال کیا - یہ چار آدمی اسکے خادم تھے - دو آدمی اپنے کندھون پر ایک سونٹا رکھے درمیان مین چار مرغیان لٹکائے ہوئے تھے - دوسرے دو آدمی بھی اپنے کندھون پر ایک سونٹا رکھے درمیان

(۱۵۷ب) مصدر سابق ، ۱۶۰-۱۶۱
(۱۵۸) مصدر سابق ، ۱۶۰ -
(۱۵۹) پروفیسر ڈنلپ کے نوشتے -
(۱۶۰) تحفتہ النظار ، ۲ : ۶۶۳ -

مین دس ناریل (پھل) لٹکائے ہوئے تھے - یہ گورنر (: کُردوی) کی طرف سے تعظیم و تکریم کے لیے ایک تحفہ تھا - ابن بطوطہ نے اسے ایک حقیر سی چیز جان کر کچھ نہ کہا - بعد کو اسے معلوم ہوا کہ یہاں کے لوگ تعظیم کے طور پر یہی چیزین پیش کرتے ہین -(۱۶۱)

ابن بطوطہ وہان سے چل کر ساتوین دن عثمان کے جزیرے مین پہنچ گیا - عثمان ایک عالم اور نیک آدمی تھا - اس نے بھی ان لوگون کی ضیافت کی - چنانچہ چلتے چلتے دسوین روز ان کی کشتی جزیرہ مالے (:مہل) پر آ لگی - اور ایک گودی مین لنگر ڈال دیا - پھر جزیرے مین اتر پڑنے کی درخواست کی گئی - اجازت مل گئی تو ابن بطوطہ اتر کر کسی مسجد مین جانے کا سوچ رہا تھا - مگر سلطان کے خادمون نے کہا کہ آپ کو پہلے وزیر اعظم کے ہان جانا ہو گا - مجبوراً یہ محل مین پہنچے - ناخوذہ (:جہازران) ابراہیم ساتھ تھا - اس نے وزیر اعظم کے قدمون مین ایک کپڑا رکھ دیا اور ایک کپڑا سلطانہ کی خدمت مین گزارا - پھر اس نے باقی کے تمام کپڑے ایک ایک کر کے وزیر اعظم کی نذر کر دیے - پھر وزیر اعظم نے ابن بطوطہ کے بارے مین پوچھا کہ یہ کون ہے - ابراہیم نے لا علمی کا اظہار کیا - وزیر اعظم کی طرف سے انھین پان ، اور گلاب (:ماءالورد) پیش کیا گیا - یہ مالدیپ والون کے ہان تعظیم و تکریم کی علامت ہے - ان لوگون کو محل مین بطور مہمان ٹھیرایا گیا - شام کو کھانا دیا گیا - ایک بڑی قاب مین چاول تھے - اور گوشت ، مرغی ، مکھن اور مچھلی ڈونگون مین رکھکر پیش کی گئی تھی - جب صبح ہوئی تو ابن بطوطہ ناخدا ابراہیم اور قاضی عیسی الیمنی کے ساتھ شیخ نجیب کا زاویہ دیکھنے چلا گیا - یہ زاویہ (:خانقاہ) جزیرۂ مالے کے ایک کونے مین تھا - شام تک یہ واپس لوٹ آئے -

---

(۱۶۱) مصدر سابق -

دوسرے دن علی الصبح وزیر اعظم نے ابن بطوطہ کو ایک خلعت بھیجی اور اس کے ساتھ ہی رسد بھی بھیجا جو چاول ، مکھن ، بھنا ہوا گوشت اور ناریل کے پھل پر مشتمل تھا ۔ شہد بھی بھیجا جسے مالدیپ کے لوگ " قرپانی " (یعنی میٹھا پانی) کہتے ہین ۔ خرچ اخراجات کے لیے ایک لاکھ کوڑی بھی روانہ کین ۔ (۱۶۲)

یہان یہ بتانا مقصود ہے کہ مالدیپ مین قدیم طرز کے زاویے بھی ہین ۔ مزارات بھی ہین جن پر قبے تعمیر کیے گئے تھے ۔ ابوالبرکات کے مزار کے ساتھ جامع مسجد بنی ہوئی ہے جس کی بڑی محراب (جسے ابن بطوطہ " مقصورہ " کے نام سے یاد کرتا ہے) کے ارد گرد لکڑی کا چوکھٹا جڑا ہوا ہے ۔ اس محراب پر عربی مین یہ عبارت کندہ کی ہوئی ہے :

" اسلم السلطان احمد شنورازة علی ید ربی البرکات البربری المغربی " یعنی سلطان احمد شنورازہ نے ابوالبرکات البربری المغربی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ۔ (۱۶۳)

ساتھ ہی ساتھ ہم اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ کرنے مین حق بجانب ہین کہ یہان کے لوگ حق شناس ہین اور حقدار کو اس کا حق دینے مین بخل سے کام نہین لیتے ۔ شنورازا نے اسلام کی نعمت حاصل کر لینے کے بعد اپنے رہبر ، پیشوا اور مربی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یاد رکھنے کا اہتمام کیا ۔ اپنی سلطنت کی ایک تہائی آمدن خاص طور پر مسافرون کے لیے وقف کر دی ۔ اس کی اولاد نے بھی اس وقف کے تقدس کو برقرار رکھا ۔ در اصل مالدیپ کے لوگون اور بالخصوص مالدیپ کے حکمرانون نے احسان مندی اور شکر گزاری کا جو حق ادا کیا ہے ہمین اس کی مثال دنیا بھر کی تاریخ مین نہین ملتی ۔

ہم خود بھی ابن بطوطہ ، ایڈیا ہیرارڈ ، کرسٹوفر اور بیل (Bell :) کے بے حد

---

(۱۶۲) مصدر سابق ، ۲ : ۲۶۳ ۔

(۱۶۳) مصدر سابق ، ۲ : ۲۶۰ ۔

ممنون هین جنهون نے مالدیپ کی حضارہ کے بارے مین جو تفصیلات بہم پہنچائی هین همین کسی اور مصدر سے حاصل نہین هوئین ۔ هم نے ان کے بکھرے هوئے بیانات کو ترتیب دے کو ٹوٹی هوئی کڑیون کو جوڑا هے اور مالدیپ کے سماجی اور ثقافی نظام کے نقوش کو نکھارنے کی ایک حقیر سی کوشش کی هے ۔ ابن بطوطه سے پہلے مالدیپ کے بارے مین کسی سیاح ، کسی تاجر ، یا کسی مؤرخ نے اتنی تفاصیل قلمبند نہین کی هین ۔ اس لیے هم نے یہی مناسب سمجھا کہ مالدیپ کی سیاسی تاریخ بیان کرتے کرتے جب ابن بطوطه کے زمانے کا ذکر آیا تو اسی جگه هم نے بہت رنگ شوی کی اور ابن بطوطه هی کے بیانات سے اس دور کی حضارة ، طرزِ تمدن ، تہذیب اور ثقافت کے اهم پہلوؤن کو اجاگر کرنے کا اهتمام کیا هے ۔ اور هم نے اپنے نتائج کی تائید مین بعد کے سیاحون کے روز نامچون اور یادداشتون سے استفادہ کیا هے ۔

اگرچه ابن بطوطه نے صراحت سے اعتراف نہین کیا مگر هین قرائن سے یه معلوم هو گیا هے کہ ابن بطوطه یہان پر لائی گئی کنیزکون کی عام عادات اور ان کے چھل ، فریب سے واقف نه تھا ۔ مالدیپ کے وزیر اعظم نے ابن بطوطه کو آغاز هی مین خدمت گزاری کے لیے دو کنیزکین روانه کر دین ۔ " گلستان " جو مرهٹیه تھی ، اور " عنبری " جو محبر سے تعلق رکھتی تھی ۔ اسی روز شام کو وزیر اعظم اپنے چند خواص کے همراہ آیا ۔ دو نو عمر خادم بھی پیچھے پیچھے چل رهے تھے ۔ وزیر نے آتے هی ابن بطوطه سے علیک سلیک کی اور خیر و عافیت پوچھی ۔ ابن بطوطه نے شکریه ادا کیا ۔ پھر دونون خادم آگے بڑھے ۔ ایک نے ایک بقچه (: بقشه) اٹھا رکھا تھا ۔ یه ایک گٹھڑی سی تھی جو رومال مین بندھی تھی ۔ اس مین کچھ ریشمی کپڑے تھے ۔ خادم نے کھول کر دکھائے ۔ کپڑون کے اندر ایک خوبصورت سی ڈبیه تھی جس مین زیور اور جواهر تھے ۔ وزیر اعظم نے یه چیزین ابن بطوطه

کو دے دین اور کہا :اگر مین یہ چیزین تمھین کنیزک کے ہمراہ بھجوا دیتا تو کنیزک تمھین چھل دے جاتی اور کہہ دیتی کہ یہ مال میرا ہے ، مین اپنے آقا کے گھر سے لائی ہون - مگر نہین ، یہ مال تمھارا ہے ، تم جسے چاہے دے دو - (۱۶۴)

ابن بطوطہ نے وزیر اعظم کا شکریہ ادا کیا اور اس کے لیے دعا بھی کی - ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ وزیر اب اس دنیا سے جا چکا ہے - وہ واقعی مردِ کریم تھا - شکریہ کا حقدار تھا - اللہ اس پر رحم کرے -

یہ بات وزیر اعظم نے اپنے تجربے کی بناء پر کہی تھی کہ یہان کی کنیزکین عموماً دث کٹ ہوتی ہین - ان کی عیاری سے ابن بطوطہ یقیناً واقف نہ تھا - کنیزک کا ذکر آیا تو معلوم ہوا کہ مالدیپ کے جزائر مین سلطان / سلطانہ ، وزرا اور امراء کے ہان لونڈیان تھین اور باندیان رکھنے کا رواج اسلامی ممالک مین مدتون سے چلا آ رہا ہے - وزراء اور امراء کے علاوہ تاجر لوگ بھی لونڈیان رکھتے تھے - یاقوت الحموی (متوفیٰ ۶۲۶ھ /۱۲۲۹ م) کے بھی ایک ترک لونڈی تھی جسے اُس نے یہ الشاذیاخ (نیشا پور) مین خریدی تھی - مگر سوئے قسمت وہ اسے راس نہ آئی اور یاقوت کو لونڈی بیچ دینا پڑی - جب اس کے حالات سدھر گئے تو یاقوت نے اسے پھر حاصل کرنے کی کوشش کی - وہ لونڈی بھی یاقوت کے پاس آ جانا چاہتی تھی مگر لونڈی کا نیا مالک رضا مند نہ ہوا -(۱۶۵)

ابن بطوطہ مالدیپ کی عورتون اور بالخصوص عام لڑکیون کے بارے مین ایک عجیب سی بات لکھتا ہے - ابن بطوطہ بیان کرتا ہے کہ مالدیپ کی عورتین اپنے آپ کو دوسرون کی خدمت کے لیے رہن رکھ دیتی ہین - اور اسے نہ عیب سمجھتی ہین - نہ اس مین خفت محسوس کرتی ہین - عموماً پانچ دینار یا اس سے کم پر رہن رکھ لی جاتی ہین - رہن کے دوران اُن

---

(۱۶۴) مصدر سابق ، ۲ : ۶۶۲

(۱۶۵) معجم البلدان ، ۳ : ۲۳۰ -

کا کفیل ان کے کھانے پینے اور نان و نفقہ کا خود ذمہ دار ہوتا ہے - مالدیپ کے باشندوں
کی اکثر بیٹیاں ایسے ہی کرتی ہیں - ابن بطوطہ کا ذاتی مشاہدہ ہے کہ سلطان کے
محل میں ایسی بیسیوں لڑکیاں رہن پڑی ہیں - اگر کسی لڑکی سے اتفاقاً ایک برتن گر کر
ٹوٹ جائے تو اس برتن کی قیمت اس کے زر رہن میں سے وضع کر لی جاتی ہے - اس کے علاوہ
اگر کوئی لڑکی ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہونا چاہے تو اسے پہلے اپنے قرضے چکانے
پڑتے ہیں - ابن بطوطہ نے مزید لکھا ہے کہ یہ لڑکیاں عام طور سے " قنبر "
(Coir :) کاتتی ہیں - (۱۲۲)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ استغلال (: exploitation) کی یہ شکل
محض یہاں کی اقتصادی احتیاجات کی وجہ سے پیدا ہوئی - امیر ، وزیر اور تاجر لوگ
ایسی لڑکیوں سے رات دن " قنبر " کاتنے کا کام لیتے ہیں - یہ غرض پرست لوگ مالدیپ
کے عام باشندوں کی مفلسی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں - عوام محنت کوشی کے باوجود
سادہ زندگی گزارنے پر مجبور ہیں - جہاں تک لباس کا تعلق ہے یہ اکثر نیم برہنہ
رہتے ہیں - بدن اور صحت کے اعتبار سے یہ لوگ نحیف الجثہ، دبلے پتلے ، بیمار اور کمزور
سے ، تنگ و تاریک جھونپڑوں میں رہتے ہیں - مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے ان کے پاس
قناعت اور توکل کے سوا کچھ بھی نہیں - بلکہ اپنا حق مانگنے کے لیے جھگڑا بھی نہیں
کرتے -

مالدیپ کے رہنے والے واقعی متواضع اور نرم مزاج لوگ ہیں - اگر کوئی باشندہ
اپنے کام کو جا رہا ہو اور راستے میں وزیر ، امیر ، قاضی ، نائب یا خطیب یا کوئی اور
معزز آدمی مل جائے تو وہ تعظیماً اپنے کندھے پر سے کپڑا اتار دیتا ہے اور پیٹھ ننگی

---

(۱۲۲) تحفۃ النظار ، ۲ : ۲۵۹ -

کر دیتا ھے - پھر وہ اس وزیر ، امیر یا معزز آدمی کے ساتھ ساتھ چل پڑتا ھے - اور اسے اس کے گھر تک چھوڑ آتا ھے - (۱۶۷) کندھے پر سے کپڑا اتار کر پیٹھ ننگی کرنا علامت ھے تواضع کی - اور گھر تک چھوڑ آنا علامت ھے تعظیم و تکریم کی - اس لیے کہ وزیر یا امیر یہ نہ سمجھے کہ اس شخص نے میری کوئی پروا نہین کی - ساتھ ساتھ چلنے سے وہ شخص وزیر / امیر کو باور کروانا چاھتا ھے کہ مین تمھاری خدمت کے لیے ھر وقت پیش ھون - اور اپنے کام کاج کو تمھارے لطف و عنایت پر نثار کرتا ھون ..... گھر پہنچانے کے بعد وہ وزیر / امیر سے اجازت لے کر ھی واپس آتا ھے -

یہان تعظیم و تکریم کے اور بھی انداز ھین - مثلاً جب کوئی شخص پہلی بار کسی بڑے مثلاً سلطان ، وزیر ، امیر ، یا قاضی) کی خدمت مین پیش ھو تو وہ سلام کے طور پر بڑے کے قدمون پر حسب توفیق سوت یا ریشم کا ان سلا کپڑا ڈالتا ھے - سلطان / سلطانہ کے قدمون پر سبھی لوگ نذرانے کے طور پر ایک ایک ، دو دو ، بلکہ دس دس کپڑے ڈال دیتے ھین - جیسے ناخوذہ / ابراھیم نے بہت سے کپڑے ایک دم وزیر اعظم کے قدمون پر ڈال دیے تھے - (۱۶۸)

وزراء ، امراء اور نائب بھی وزیر اعظم کے قدمون پر اسی طرح احتراماً کپڑے ڈال دیتے ھین ، جیسے وزیر اعظم جب عید گاہ تک گیا تو راستے مین سبھی وزراء اور امراء اپنے اپنے گھر کے دروازے سے نکل کر استقبالاً وزیر اعظم کے قدمون پر ریشمی کپڑے ڈالتے گئے - پھل اور کوڑیان جو انھون نے اپنے اپنے راستے مین چلمنون کی صورت مین لٹکا رکھی تھین وہ بھی وزیر اعظم کی نذر کی گئین - (۱۶۹)

---

(۱۶۷) مصدر سابق ، ۲ : ۶۵۵ -
(۱۶۸) مصدر سابق ، ۲ : ۶۶۳ -
(۱۶۹) مصدر سابق ، ۲ : ۶۶۸ -

وزیر اعظم نے ابن بطوطہ کے گھر ضیافت پر جانا پسند کیا ۔ اس موقع پر بھی وزراء اور امراء نے وزیر اعظم کے قدموں پر طرح طرح کے کپڑے ڈال دیے جو اس نے خیرات کر دیے اور ہندوستان سے آنے والے فقراء اور مساکین پر بانٹ دیے ۔ فقراء اور درویشوں نے وہاں ایک محفل سماع کے انعقاد کا اہتمام کر رکھا تھا ۔ (۱۷۰) یہ واقعہ ۹ رمضان ۷۴۴ ھ / ۵ جنوری ۱۳۴۴ م کا ہے ۔

دلہن بھی دولہا کی تعظیم کرتی ہے ۔ جب دولہا اپنی دلہن کے گھر پہلی بار جاتا ہے تو وہ اس کے قدموں پر کپڑا ڈالتی ہے ۔ اسی طرح جب دلہن اپنے دولہا کے گھر آتی ہے تو اس وقت بھی دولہا کے قدموں پر کپڑا ڈالتی ہے ۔ جسے دولہا کے خادم اٹھا لیتے ہیں ۔ (۱۷۱)

تعظیم و تکریم کے علاوہ وفاداری کا بھی ایک علامتی پیمان ہوتا ہے جو صرف سلطان یا سلطانہ کے لیے ہی واجب ہے ۔ یہ پیمان اور اپنی وفاداری کے اظہار کے لیے مالدیپ کا ہر باشندہ سلطان / سلطانہ کے حضور میں اپنی شہادت کی انگلی کو زمین پر ٹیکتا ہے پھر اسے اٹھا کر چومتا ہے اور سر آنکھوں پر رکھتا ہے ۔ (۱۷۲) وہ رمزاً یہ بتانا چاہتا ہے کہ اے سلطان / سلطانہ،میں نے تیرے قدموں کی مٹی کو مقدس سمجھ کر چوما اور نشان اطاعت کے طور پر سر آنکھوں پر رکھا ۔

سلطان / سلطانہ اور وزیر اعظم کے سوا وفاداری کا پیمان بجا لانا کسی اور کے لیے درست نہیں ۔ وزیر عبداللہ بن محمد الحضرمی نے بھی لوگوں سے وفاداری کا پیمان لینا شروع کر دیا تھا ۔ قاضی ابن بطوطہ نے فوراً شاہی محل سے یہ احکام جاری کر دیے

---

(۱۷۰) مصدر سابق ، ۲ : ۶۶۵ ۔

(۱۷۱) مصدر سابق ، ۲ : ۶۵۶ ۔

(۱۷۲) مصدر سابق ، ۲ : ۶۷۰ ۔

کہ کوئی شخص سلطانہ / وزیر اعظم کے سوا کسی اور شخص کے حضور پیمان وفا پیش نہ کرے ورنہ اس شخص کو سخت سزا دی جائیگی ۔ ان احکام کی منادی کر دی گئی ۔ (۱۷۳)

کسی معزز شخصیت کی آمد پر تعظیماً اور تکریماً کچھ تحفے بھی پیش کیے جاتے ہین ۔ مثلاً اٹول " تیم " کے نائب نے ابن بطوطہ کے استقبال مین چار مرغیان اور دس ناریل کے پھل پیش کیے جنھین چار آدمی اٹھا کر لائے تھے ۔ ابن بطوطہ نے انھین ایک بہت حقیر سا تحفہ سمجھا تھا ۔ (۱۷۴) مگر مالدیپ مین ایسے تحفے نائب (؛گورنر) یا امیر ھی دیا کرتے ھین ۔

پان اور گلاب (؛عرق گلاب) کا پیش کرنا بھی تکریم اور اجلال کے مترادف ھے ، جیسے وزیر اعظم نے ابن بطوطہ کو پہلے ھی روز کی ملاقات مین پیش کیا تھا ۔ (۱۷۵)

گلے لگانا اور بغلگیر ھونا بھی تعظیم کی علامت ھے ، جیسے وزیر اعظم نے ابن بطوطہ کو الوداعی ملاقات کے وقت گلے لگایا ۔ رقت قلبی سے وزیر اعظم رو پڑا ۔ یہان تک کہ اس کے آنسو اچھل اچھل کر ابن بطوطہ کے قدمون پر گرے پڑتے تھے ۔ (۱۷۶)

مالدیپ کے لوگون کے دل بے شک بہت نرم ھوتے ھین اور جذبات کی رو مین بہہ جاتے ھین ۔ دل دوسرے کے قدمون مین ڈال دیتے ھین ۔ اور اپنا گھر بار سب کچھ لٹا دینے کے لیے تیار ھو جاتے ھین ۔ یہ کچھ کم ھے کہ جونھی کسی جہاز کو لنگر انداز ھونے کی اجازت ملی تو یہ لوگ اھل جہاز کے استقبال کو نکل پڑتے ھین ۔ ساتھ پان اور تازہ ناریل کا مغز لے جاتے ھین ۔ جسے چاھتے ھین اور جس پر فدا ھو جائین اسے

---

(۱۷۳) مصدر سابق ،
(۱۷۴) مصدر سابق ، ۲ : ۲۶۳ ۔
(۱۷۵) مصدر سابق ، ۲ : ۲۶۴ ۔
(۱۷۶) مصدر سابق ، ۲ : ۲۷۳ ۔

پان اور ناریل دے کر اپنا مہمان بنا لیتے ہین ۔ اور اس کا سامان خادمون کی طرح خود اٹھا کر گھر لے آتے ہین ۔ اس کی خاطر مدارات کرتے ہین ۔ اس کی مرضی کے مطابق اس کا بیاہ بھی کر دیتے ہین ۔ (۱۷۷) یہ تو عوام نادار اور مفلسون کا حال ہے ۔

بڑے لوگون کا بھی یہی حال ہے ۔ وزیر اعظم نے پہلے ہی دن ابن بطوطہ کو اپنے یہان رکھ لینے کی ٹھان لی تھی ۔ اس کی تالیف کے لیے سب کچھ کیا ۔ تمام مراعات اسے عطا کر دین ۔ ابن بطوطہ کی فرمایش پر اسے سواری کے لیے گھوڑا دے دیا گیا ۔ جو واحد علامت تھی جاہ و جلال کی کہ سلطان یا وزیر اعظم کے سوا کوئی گھوڑے کی سواری نہ کر سکتا تھا ۔ (۱۷۸) پہلے تو وزیر سلیمان مانایک (:امیر البحر) کی بیٹی سے ابن بطوطہ کے نکاح کی تجویز چلی ۔ وزیر اعظم محمد جمال الدین سے جب اس نکاح کے لیے اجازت طلب کی گئی تو اس نے ناراضی ظاہر کی ۔ وزیر اعظم نے یہ پیغام بھجوایا کہ وزیر کو یہ رشتہ پسند نہین ۔ البتہ اس کی اپنی بیوہ بیٹی سے ابن بطوطہ کا نکاح موزون رہیگا ۔ صرف اسے عدت پوری کرنا باقی ہے ۔ مگر ابن بطوطہ نے یہ تجویز بھی ٹال دی ۔ (۱۷۹) ابن بطوطہ جذباتی مزاج کا مالک نہ تھا ۔ بہتے دریا اور رمتے جوگی کی طرح وہ کسی کا نہ بنا ۔ بالآخر وہ اپنی چارون بیویون اور کنیزکون کو چھوڑ چھاڑ کر چلا گیا ۔ وزیر اعظم نے ایک بار ابن بطوطہ کو یہ بھی کہا کہ ہم تمھین اپنے قریب لاتے ہین اور تم ہم سے گریزان ہو ۔ (۱۸۰)

مالدیپ کے باشندے فطرتاً بہت پاکیزہ ہین ۔ ان کی عادات بھی بہت پاکیزہ ہین ۔

---

(۱۷۷) مصدر سابق ، ۲ : ۶۵۷ ۔

(۱۷۸) مصدر سابق ، ۲ : ۶۶۷ ۔

(۱۷۹) مصدر سابق ، ۲ : ۶۶۶ ۔

(۱۸۰) مصدر سابق ، ۲ : ۶۶۸ ۔

وہ کسی کا حق نہین مارتے ، کسی کی حق تلفی نہین کرتے ۔ نہ کسی کا مال اڑاتے ہین ، نہ کسی سے کچھ چھینتے ہین ۔ ان کی بستیون مین نہ اٹھائی گیر ہین نہ چور ۔ ان کے دروازے رات کے گیارہ بجے تک کھلے رہتے ہین ۔ (۱۸۱) انھین نہ چوری کا دھڑکا ، نہ لٹ جانے کا ڈر ۔ بڑے اطمینان سے سوتے ہین ۔

ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ اگر چور اور ڈاکو کہین ہین تو ہندوستان کی طرف سے آتے ہین ۔ مگر وہ بھی مالدیپ والون پر ڈاکہ نہین ڈالتے ۔ اور نہ کسی اور ڈھب سے متعارض ہی ہوتے ہین ۔ اگر بھول چوک سے بھی وہ کسی مالدیپ کے باشندے سے کچھ چھین لین تو دوسری گھڑی مین ان پر ناگہانی آفت ٹوٹ پڑتی ہے ۔ اسی لیے اگر کوئی کافر مالدیپ والون کی کوئی چیز اڑا لے ، خواہ وہ ایک حقیر سا لیمون ہی کیون نہ ہو ، تو ان کفار کا سردار ناگہانی آفت کے ڈر سے اسے کڑی سزا دیتا ہے ۔ (۱۸۲)

ایف پائیرارڈ نے بیان کیا ہے کہ مالدیپ کے لوگ گھر کے دروازے دیر تک کھلے رکھتے ہین ، رات کے گیارہ بجے تک ۔ ممکن ہے کہ دروازہ بند کرنے کی انھین عادت ہی نہ ہو ۔ جبھی وزیر محمد جلال الدین کا ایک زنگی غلام چپکے چپکے رات کو کسی لونڈی کے ہان آتا جاتا رہا اور بالآخر کچھ لوگ ایک دن اس کے کمرے مین گھس گئے اور دیکھا کہ غلام اور لونڈی ایک ہی بستر مین سو رہے ہین ۔ یہ معاملہ قاضی ابن بطوطہ کے روبرو پیش ہوا ۔ (۱۸۳) ہم اسے کچھ تفصیل سے بیان کر آئے ہین ۔ کچھ ایسی ہی بات سلطان شہاب الدین سے بھی منسوب کی جاتی رہی ۔ لوگون کا بیان ابن بطوطہ کی زبانی ہمین ملا ہے کہ شہاب الدین رات کو اپنے خواص اور اپنی رعایا کی بیویون کے پاس چلا

---

(۱۸۱) ایف ۔ پائیرارڈ ، ۱۹۷ ۔
(۱۸۲) تحفۃ النظار ، ۲ : ۲۵۵ ۔
(۱۸۳) مصدر سابق ، ۲ : ۲۷۰ ۔

ابن بطوطہ کو اس لیے بلوایا تھا کہ اسے ڈانٹ ڈپٹ کرون مگر یہ الٹا خود میرے پر غصہ ہو گیا ـ (۱۸۶)

وزیر اعظم نے آہستہ آہستہ تخت پر قبضہ جمانا شروع کر دیا تھا ـ چنانچہ یکم شوال ۷۴۴ ھ / ۱۶ فروری ۱۳۴۴ م کو نماز عید ادا کرنے کے بعد وزیر محمد جمال الدین کے لیے " محقّہ " لایا گیا جس مین وہ سوار ھوا ـ اس موقع پر وزراء اور امراء نے ایک بار پھر وزیر اعظم کے قدمون پر کپڑے ڈالدیے ـ محفّہ (: تام جھان) پر وزیر اعظم محمد جمال الدین پہلے کبھی سوار نہ ھوا تھا ـ کیونکہ سلطان کے سوا محقّہ پر اور کوئی سوار نہ ھو سکتا تھا ـ (محفہ ایک تخت روان ھے جس کے اوپر گنبد نما چھپر کھٹ نصب ھوتی ھے) ـ یہ محفّہ لوگون نے اٹھایا اور اسے محل مین لے گئے ـ (۱۸۷)

ابن بطوطہ لکھتا ھے کہ مین اس جلوس کے ساتھ اپنے گھوڑے پر سوار محل کی طرف چلا گیا ـ محل مین جا کر وزیر اعظم ایک بلند جگہ پر بیٹھ گیا ، تمام وزراء اور امراء اس کے ارد گرد بیٹھ گئے ـ پھر غلام ڈھال ، تلوار اور عصا لے کر با ادب کھڑے ھو گئے ـ پھر کھانا آیا ـ کھانے کے بعد پان اور چھالیہ پیش کی گئی ـ پھر ایک چھوٹے سے طشت مین صندلِ مقاصری لایا گیا ـ جب ایک جماعت کھانا کھا چکتی تو اس کے صندل ملا جاتا تھا ـ اس روز مائدہ پر ایک نمک لگی ھوئی مچھلی بھی پیش کی گئی ـ یہ مچھلی کچی تھی ـ اسے " سرڈین " (: Sardine) کہتے ھین ـ وزیر اعظم نے ایک سرڈین ابن بطوطہ کے آگے سرکا دی اور کہا کہ کھاؤ ـ ابن بطوطہ نے کہا کہ یہ ابھی پکائی نہین گئی ـ ویسے کی ویسے کچی ھے ـ وزیر اعظم نے کہا : نہین پکائی جا چکی ھے ـ ابن بطوطہ نے کہا یہ مچھلی ھمارے ملک مین بہت ھوتی ھے ـ مین اسے خوب پہچانتا ھون ـ (۱۸۸)

---

(۱۸۶) تحفۃ النظار ، ۲ : ۶۷۱ ـ
(۱۸۷) مصدر سابق ، ۲ : ۶۶۸ ـ
(۱۸۸) مصدر سابق ، ۲ : ۶۶۸ ـ

" سرڈین " یا سارڈین کا دوسرا نام پلچرڈ (Clupea Pilchardus)
ھے اور ھیرنگ (: herring) کی جنس سے ھے - بحیرۂ روم اور بحر اوقیانوس مین
ساحلون کے ساتھ ساتھ عام ھوتی ھے - دو تین سال کی عمر مین یہ اپنے پورے حجم کو پہنچتی
ھے - دس انچ لمبی ھوتی ھے - عموماً فروری مارچ مین اس کا شکار کیا جاتا ھے - (۱۸۹)

وزیر اعظم محمد جمال الدین کا محفّہ (یعنی تام جھان) پر سوار ھو کر آنا اور
جملہ وزراء اور امراء کا اس کے حضور باادب بیٹھنا اور غلامون کا پہرے پر کھڑا ھونا ظاھر کرتا
ھے کہ وہ اپنے آپ کو سلطان سمجھ چکا تھا - اور اس نے سلطانہ خدیجہ کو گوشۂ خمول مین
دھکیل دیا تھا - ابن بطوطہ کے چلے جانے کے بعد وزیر اعظم محمد جمال الدین جو درحقیقت
" سلطان " تھا مر گیا - ابن بطوطہ نے یہ نہین لکھا کہ سلطانہ خدیجہ نے محمد جمال الدین
کو راہ مین سے ھٹانے کے لیے قتل کروا دیا - دوسرے مورخین سلطانہ خدیجہ کی تاریخ تخت نشینی
۷۳۸ ھ / ۱۳۳۷ م بتلاتے ھین - یہ تاریخ یقیناً مشکوک ھے - ابن بطوطہ نے اپنے
سفرنامہ مین بڑی صراحت سے لکھا ھے کہ وہ ۱۳ ربیع الثانی ۷۴۵ ھ / ۲۶ اگست ۱۳۴۴ م
کو ان جزائر سے نکل گیا اور اسی سال شعبان ۷۴۵ ھ / دسمبر ۱۳۴۴ م وزیر اعظم محمد
جمال الدین بھی راھیٔ ملک عدم ھوا - اور سلطانہ خدیجہ کے بطن سے وزیر اعظم محمد جمال
الدین کے اس کی وفات کے بعد ایک بیٹا پیدا ھوا - ابن بطوطہ نے یہ تاریخ لفظون مین
بیان کی ھے " عام خمسة و اربعین " - (۱۹۰) تاج الدین اور <u>معجم الانساب والاسرات</u>
<u>الحاکمة</u> کے مصدف سے خطا سرزد ھوئی ھے - وہ بیان کرتے ھین کہ سلطانہ خدیجہ ۷۳۸ ھ
مین تخت نشین ھوئی اور وزیر اعظم محمد جمال الدین ۷۶۳ ھ مین تخت پر قابض ھو گیا - (۱۹۱)

---

(۱۸۹) <u>انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا</u> (طبع نہم) ، ۱۹ : ۹۰ -
(۱۹۰) <u>تحفتة النظار</u> ، ۲ ، ۲۶۳ -
(۱۹۱) <u>معجم الانساب والاسرات الحاکمة</u> ، ۳۵۰ -

۷۶۵ ھ / ۱۳۶۳ م مین وزیـر اعظم محمد جمال الدین کے مر جانـے کے بعد سلطانہ خدیجہ
نے پھر دس گیارہ برس (۷۶۵ ھ / ۱۳۶۳ م سے ۷۷۵ ھ / ۱۳۷۴ م) حکومت کی -
محمد جمال الدین کی وفات کے تھوڑے عرصـے بعد وزیـر عبداللہ بن محمد الحضرمی نے سلطانہ
خدیجہ سے نکاح کر لیا تھا - پھر دس گیارہ سال کے بعد وزیـر محمد جمال الدین کی طرح
اس نے بھی سلطانہ کو تخت و تاج سے الگ کر دیا - اور چار سال کے بعد (۷۷۹ ھ /
۱۳۷۷ م) سلطانہ خدیجہ پھـر تخت و تاج پر قابـض ھو گئی - کہا جاتا ھے کـہ اس نے
اپنے دوسـرے خاونـد وزیـر عبداللہ کو بھی قتل کروا دیا تھا - خدیجہ ۷۸۱ ھ کے آخـر
(اوائل ۱۳۸۰ م) مین وفات پا گئی - یون ملا جلا کے اس نے تقریبا" ۳۵ سال حکومت کی [۱۹۲]

خدیجہ کے بعد اس کی بہن مریم (جو سلطانہ " رَدَپتی کباد کلافۃ " بھی کہلاتی
ھـے) تخت پر بٹھـا دی گئی - یہ بھی سلطان عمر بن یوسف کی بیٹی تھی - اس نے
مذکور بالا وزیـر اعظم محمد جمال الدین کے بیٹے الخطیب محمد بن محمد جمال الدین سے نکاح
کر رکھـا تھـا - الخطیب محمد بن محمد جمال الدین بہت کاریگر تھـا - اس نے پہلے ھی
سال حکومت اپنے ھاتھ مین لے لی - اور تمام امور سلطنت اسی کے نام سے چلنے لگے - ۷۸۵ ھ/
۱۳۸۳ م مین الخطیب محمد بن محمد جمال الدین بھی مر گیا -

اس سلطان کے مر جانـے کے بعد اس کی بیٹی سلطانہ " داین کباد کلافـۃ " (بنت
محمد بن محمد) کو سلطانہ بنا دیا گیا - سلطانہ " داین " نے عبداللہ سے نکاح کر رکھـا
تھا - عبداللہ نے ۷۸۹ ھ / ۱۳۸۷ م مین نظام سلطنت اپنے ھاتھ مین تھام لیا اور ایک
سال حکومت کر کے ۷۹۰ ھ / ۱۳۸۸ م مین فوت ھو گیا -

عبداللہ کے بعد عثمان اور اسی سال عثمان کے بعد حسن تخت پر باری باری بیٹھـے -

---

(۱۹۲) Discover Maldives ، ۱۲ و ۲۹ -

حسن نے ۷۹۰ ھ / ۱۳۸۸ء م سے ۸۱۳ ھ / ۱۴۱۱ م تک حکومت کی ۔ حسن کے بعد اس کا بھائی عیسیٰ تخت نشین ہوا مگر ایک تخت کا دعویدار ابراھیم آگے آ گیا اور تخت و تاج چھین کر ۸۱۳ ھ / ۱۴۱۱ م میں حکومت پر قابض ہو گیا ۔ (۱۹۳)

اب ہم سلاطین مالدیپ کی فہرست کو آگے چلاتے ہیں :

۲۰ –	ملکۃ ردپتی کباد کلاغـۃ (مریم بنت عمر)	تخت نشین	۷۸۱ھ / ۱۳۸۰ م
	محمد بن محمد جمال الدین (سلطانۃ مریم کا خاوند)		۷۸۹ ھ / ۱۳۸۰ م
۲۱ –	سلطانہ داین کباد کلاغـہ بنت محمد بن محمد		۷۸۵ ھ /۱۳۸۳ م
	عبداللہ (سلطانہ داین کا خاوند)		۷۸۹ھ / ۱۳۸۷ م
۲۲ –	عثمان		۷۹۰ھ / ۱۳۸۸ م
۲۳ –	حسن		۷۹۰ھ / ۱۳۸۸ م
۲۴ –	عیسیٰ (حسن کا بھائی)		۸۱۴ ھ / ۱۴۱۱ م
	ابراھیم (مدعی)		۸۱۴ ھ / ۱۴۱۱ م
۲۵ –	عثمان بن حسن		۸۲۲ ھ / ۱۴۱۹ م
۲۶ –	محمد عالم بن حازن یوسف		۸۲۳ ھ / ۱۴۲۰ م
۲۷ –	یوسف بن حسـن		۸۲۳ ھ / ۱۴۲۰ م
۲۸ –	ابوبکر بن حسن		۸۲۶ ھ / ۱۴۲۳ م
۲۹ –	حاجی حسن بن ابی بکر		۸۲۶ ھ ع ۱۴۲۳ م
۳۰ –	سیّد محمد		۸۷۲ ھ / ۱۴۶۷ م
	حاجی حسن (دوسری بار)		۸۷۲ ھ / ۱۴۶۷ م
۳۱ –	محمد بن حاجی حسن		۸۷۲ ھ / ۱۴۶۷ م

---

(۱۹۳) معجم الانساب والاسرات الحاکمۃ ، ۳۵۰ ۔

۳۲ - حسن بن محمد	تخت نشین	۸۸۶ھ/۱۴۸۱ء
۳۳ - عمر بن یوسف		۸۸۶ھ/۱۴۸۱ء
۳۴ - حسن بن عمر		۸۸۹ھ/۱۴۸۴ء
حسن بن محمد (دوسری بار)		۸۹۱ھ/۱۴۸۶ء
۳۵ - شیخ حسن بن (....) بن عمر		۸۹۵ھ/۱۴۹۰ء
۳۶ - ابراهیم بن حسن بن عمر		۸۹۶ھ/۱۴۹۱ء
۳۷ - محمد بن عمر بن یوسف		۸۹۷ھ/۱۴۹۲ء
۳۸ - یوسف بن عمر بن یوسف		۸۹۸ھ/۱۴۹۳ء
۳۹ - علی		۸۹۸ھ/۱۴۹۳ء
محمد بن عمر (دوسری بار)		۹۰۰ھ/۱۴۹۵ء
۳۰ - حسن بن یوسف بن عمر		۹۱۵ھ/۱۵۰۹ء
۳۱ - شریف احمد مکا		۹۱۷ھ/۱۵۱۱ء
۳۲ - علی		۹۱۹ھ/۱۵۱۲ء
محمد بن عمر (تیسری بار)		۹۱۹ھ/۱۵۱۳ء

ان سلاطین مین حاجی حسن بن ابی بکر نے خاصی طویل حکومت کی - اس کے زمانے مین مالدیپ کی تجارت خاصے عروج پر تھی - یہان کے سوداگر اور جہازران مالدیپ سے سوغاتین لے کر دور دراز ملکون مین جاتے تھے ، مثلاً بنگال ، برما ، سیام ، لنکا اور هرمز تک ان کا تجارتی مال اکثر جاتا رہتا تھا - اسی دور کا ایک درباری عبدالرزاق ، جو شاہ رخ کا ایلچی تھا ، ۸۳۶ ھ / ۱۴۴۲ م مین وجیا نگر کے هندو راجہ کے دربار کو جاتے ہوئے جزیرۂ هرمز مین رکا - دنیا بھر کے عجائب و غرائب یہان کی منڈی مین دیکھ کر

بہت متعجب ہوا ۔ (۱۹۴)

سلطان حاجی حسن بن ابی بکر کے بیٹے سلطان محمد بن حاجی حسن (شمارہ ۳۱) کے دور حکومت (۸۷۲ھ - ۸۸۶ ھ) مین روس کا ایک سیاح تاجر نکیتین (: A.Nikitin بھی ۱۴۷۰ م مین اسی علاقے مین گھومتا پھرا ۔ اس نے بھی ہرمز اور دیگر اہم بندرگاہون مین مالدیپ کا مال دیکھا ۔ اور ان کی صنعت کی اس نے تعریف کی ھے ۔ (۱۹۵)

سلطان محمد بن عمر بن یوسف (شمارہ ۳۷) جب دوسری بار ۹۰۰ ھ/۱۴۹۵ م مین تخت نشین ہوا تو اس کے عہد حکومت مین پرتگال کا ایک جہاز ران " ڈون لورنزو " (: Dom Lourenco de Almeida) نے ۹۱۳ ھ / ۱۵۰۷ م مین مالدیپ کے جزائر کا از سر نو انکشاف کیا ۔ (۱۹۶) یا یون کہ لیجیے کہ یورپ کے مہم جو جہازرانون کو پہلی مرتبہ ۱۵۰۷ م مین جزائر مالدیپ مین اترنے کا موقعہ ملا ۔ یہ ڈون لورنزو ، جو ڈون فرانسسکو (: Dom Franscisco de Almeida) کا بیٹا تھا ۱۵۰۸م مین بمقام دُیبل مارا گیا ۔ اس کا باپ فرانسسکو یکم مارچ ۱۵۱۰ م کو ایک یلغار مین مارا گیا اور اس کی لاش دوسرے روز ملی ۔ اور بری طرح سے مسخ ہو چکی تھی ۔ (۱۹۷)

مالدیپ کے لازوال قدرتی ذخائر، جن مین " قنبر " سرفہرست ھے ، اور ان کی صنعتی مہارت کا چرچا ہر جگہ ہو رہا تھا ۔ قدیم مآخذ و مصادر سے حاصل کی ہوئی معلومات کے مطابق " قنبر " کی کاتی ہوئی اور بٹی ہوئی رسیان جہاز رانون کے لیے بہت اہمیت رکھتی تھین ۔ مالدیپی " قنبر " کی بٹی ہوئی رسیان تجارتی مال کی صورت مین

---

(۱۹۴) انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا (طبع نہم) ، ۱۸ : ۸۵۷ ، عمود ۱ ۔

(۱۹۵) مصدر سابق ، ۲۱ : ۱۰۳ ، عمود ۱ ،

(۱۹۶) مصدر سابق ، ۱ : ۹۵۲ ، عمود ۲ ، Historians History of the World ، ۱۰ : ۳۸۶

(۱۹۷) انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا (طبع نہم) ، ۱ : ۵۹۲ ، عمود ۲ ۔

هرمز ، کالی کٹ، گیا ، لنکا اور بنگال مین ملتی تھین - پرتگالیون کو معلوم ہو چکا تھا کہ " قنبر " کی باریک اور مضبوط رسیان صرف مالدیپ ہی سے آتی ہین - چنانچہ لورنزو کی دریافت[1] (۱۵۰۷ م) کے بعد پرتگال کے تاجر اور جہاز ران اس کوشش مین لگے رہے کہ مالدیپ کو فتح کر کے یہان " قنبر " کی رسیان بٹنے کا کارخانہ قائم کیا جائے - یہ موقعہ کی تلاش مین رہے -

اسی اثناء مین شریف احمد المکا نے (جو " مکی عرب مہاجر " بھی کہلاتا تھا اور مالے کا قاضی بھی رہ چکا تھا) ، سلطان حسن بن یوسف بن عمر (شمارہ ۳۰) کے بعد تخت سلطانی پر غاصبانہ قبضہ کر لیا - کالو محمد رسگے فانو نے (یعنی محمد بن عمر بن یوسف ، شمارہ ۳۷) ، جو پہلے بھی دو مرتبہ (۸۹۷ سے ۸۹۸ ھ تک اور پھر ۹۰۰ سے ۹۱۵ ھ تک) بحثیت سلطان مالدیپ حکومت کر چکا تھا ، مصمم ارادہ کر لیا کہ تخت و تاج کو غاصبون سے پھر چھین لے - چنانچہ اس نے مالا بار سے مدد حاصل کرنے کے لیے کوشش شروع کر دی - وہ " کنا نور " کے جزیرے مین گیا اور وہان کے حکمران راجہ علی سے ساز باز کی اور تحریری معاہدہ کیا کہ علی راجہ ایک بحری جنگی بیڑے کی مدد سے مالدیپ پر حملہ کر دے - اگر یہ مہم کامیاب ہو جائے تو مالدیپ کو فتح کر لینے کے بعد مالدیپ کا تخت و تاج کالو محمد کے سپرد کر دے اور کالو محمد اس احسان کے عوض راجہ علی کو سالانہ خراج دیتا رہیگا - علی راجہ نے فوراً اپنے بحری بیڑے کو کالو محمد کی کمان مین دے دیا اور مالدیپ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا - مگر قسمت مین کچھ اور لکھا تھا - مالا بار کے اس بحری بیڑے سے پرتگالیون کے جنگی جہاز کا کھلے سمندر مین آمنا سامنا ہو گیا - کالو محمد نے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے پرتگالیون سے بھی مدد مانگ لی - چنانچہ پرتگالی کمانڈر سے بھی ایک اور شکمی معاہدہ طے پا گیا - کہ مالدیپ پر قدرت

پا لینے کے بعد کالو محمد گسوا کے پرتگالی حکمران کو بھی سالانہ خراج کا ایک مقرر حصہ دیتا رہیگا ۔ ان دونوں ملی جلی فوجوں نے مالدیپ پر یورش کر دی ۔ غاصب سلطان علی (خامس) کو شکست دے دی ۔ اور کالو محمد کو تخت پر بٹھا دیا ۔ سلطان کالو محمد مالاباریوں کو اور پرتگالیوں دونوں کو باقاعدہ سالانہ خراج بھیجتا رہا ۔ اس نے تقریباً سولہ سال تک حکومت کی ۔ اسی دوران ۹۲۴ ھ / ۱۵۱۸ م میں پرتگالیوں نے مالدیپ میں " قنبر " کی ایک فیکٹری قائم کرنے کی کوشش کی ۔ جون گومز (oao Gomez) کو، جو یہاں پرتگالی بستی کا سردار تھا ، خاص سہولتیں بھی عطا کی گئیں مگر گومز کی بے مروتی اور تلخ مزاجی کو کھمبایت کے مسلمان تاجر گوارا نہ کر سکے ۔ بار بار سمجھانے سے گومز کی طبیعت زیادہ ابھرتی گئی ۔ ناچار یہ مسلم تاجر اور جہاز ران ایک بار چھوٹی بڑی تجارتی کشتیوں کے ایک بیڑے میں پرتگالیوں کے خلاف سامان حرب لے آئے اور ان پر یک دم ٹوٹ پڑے ۔ انھوں نے تمام پرتگالیوں کو ایک ایک کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا ۔ اس کے بعد پرتگالیوں نے متعدد بار ان جزائر میں پھر سے اپنے قدم جمانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے ۔ ایک مرتبہ انھوں نے کچھ عرصے کے لیے ایک فوجی چوکی بھی قائم کر لی تھی ۔ مگر یہاں کے لوگوں نے پرتگالیوں کے پاؤں دھکے دیے اور انھیں جزیروں سے دھکیل باھر کیا (۱۹۸)

سلطان محمد بن عمر ایک ضابط و منضبط قسم کا حکمران تھا ۔ مؤرخین نے اسے " مرد آھن " کا خطاب دیا ھے ۔ (۱۹۹) سلطان محمد بن عمر نے ۹۳۵ ھ / ۱۵۲۹ م تک حکومت کی ۔ (۲۰۰)

اب ھم سلاطین مالدیپ کی فہرست کو پھر تھوڑا سا آگے بڑھاتے ھیں :

---

(۱۹۸) پروفیسر ڈنلپ کی عطا کردہ یاد داشتوں سے یہ بیان مرتب کیا گیا ھے ۔ نیز دیکھیے Discover Maldives، ص ۱۷ ۔

(۱۹۹) Discover Maldives، ص ۱۷ ۔

(۲۰۰) معجم الانساب و الاسرات الحاکمة ، ۳۵۱ ۔

۳۳ -	حسن بن محمد بن عمر	تخت نشین :	۹۳۵ھ/۱۵۳۲م
۳۴ -	محمد		۹۵۵ھ/۱۵۴۸م
۳۵ -	حسن (نہم)		۹۵۷ھ/۱۵۵۰م
۳۶ -	أبوبکر		۹۵۸ھ/۱۵۵۲م
۳۷ -	علی (ششم)		۹۶۳ھ/۱۵۵۷م
	انڈر یا انڈرے (پرتگالی)		۹۶۴ھ/۱۵۵۸م
۳۸ -	محمد ۃ فادو العالم الاعظم		۹۸۱ھ/۱۵۷۳م
۳۹ -	ابراهیم بن محمد		۹۹۲ھ/۱۵۸۵م

سلطان حسن (نہم) ۹۵۷ھ / ۱۵۵۰م مین تخت پر بیٹھا - کسی معاملے مین وزراء سے اس کا اختلاف ہو گیا - بات بڑھ گئی جس کی بناء پر وزراء کے علاوہ عوام بھی سلطان کے خلاف ہو گئے - پھر سلطان نے اچانک اعلان کر دیا کہ وہ دین اسلام کو ترک کر کے عیسائیت قبول کرنے کا ارادہ رکھتا ھے - لوگ اور بھی بگڑ گئے - سلطان کی عزت خطرے مین پڑ گئی - چنانچہ وہ مجبوراً ملک سے بھاگ نکلا اور کوچین مین جا کر " سینٹ فرانسس زاویہ " (St. Francis Xavier) کے ھاتھ پر عیسائی ھو گیا - (۲۰۱) اور نام بدل کر " دون مانوئیل " (Dom Manuel) رکھ لیا - (۲۰۲) اس نے اسی پر اکتفاء نہ کیا - بلکہ مالدیپ کے باشندون کو بھی جبراً عیسائی بنا ڈالنے پر تل گیا - وہ کوچین سے گوا آ گیا اور پرتگالی عاملد سے درخواست کی کہ اسے مالدیپ پر حملہ کرنے کے لیے ایک جہاز دیا جائے - شرط یہ طے پائی کہ فتح حاصل کر لینے کے

---

(۲۰۱) Discover Maldives ، ۱۸ -

(۲۰۲) پروفیسر ڈنلپ کی عطا کردہ یاد داشت -

بعد وہ مالدیپ کی آمدن کا نصف حصہ پرتگالی حکومت کو نذر کرتا رھیگا ۔ جب جہاز
کیل کانٹے سے لیس کر دیا گیا تو شہزادے حسن نے جہاز کے کپتان کو مالدیپ روانہ ہونے کا
حکم دیا اور کہا کہ وہان سے تمام وزراء ، امراء اور نواب کو جہاز مین ڈال کر کوچین لے
آئے ۔ جب یہ جہاز مالدیپ کے قریب پہنچا تو مالدیپ کے ایک جہاز نے اس پرتگالی جہاز
پر دھاوا بول دیا ۔ اور جہاز کے تمام سوارون کو گرفتار کر لیا ۔ جب یہ خبر حسن کو
پہنچی تو اس نے ایک اور جہاز مالدیپ کے خلاف باقاعدہ فوجی کارروائی کرنے کے لیے بھیج
دیا ۔ مگر اب کے بھی فتح و نصرت مالدیپ والون کے حصے مین آئی ۔ مالدیپ والون نے اس
پرتگالی جنگی جہاز پر قبضہ کر لیا اور جملہ اھل جہاز کو گرفتار کر لیا ۔ ایک روایت کے مطابق
انھین قتل کر دیا گیا ۔ (۲۰۳)

یہ سب کچھ سلطان ابو بکر (شمارہ ۳۶) کے عہد مین ھوا ۔ اور اسی زمانے
مین ایک فرانسیسی جہاز ران نے فرانس کے بادشاہ ھنری (ثانی) - ۱۵۴۷ تا ۱۵۵۹ م -
کے لیے ۱۵۵۵ م مین مالدیپ کا نقشہ تیار کیا ۔ یہ نقشہ پہلا نقشہ ھے جو خاص محنت سے
بنایا گیا تھا ۔ یہ ھنری کی اٹلس (Mappe-monde) یعنی صورۃ الارض
مین موجود ھے ۔ پروفیسر ڈنلپ نے ھمین اس کا عکس بھی روانہ کیا ھے جسے ھم اگلے
صفحہ پر پیش کر رھے ھین ۔ اسے یومار (: Jomard) نے (Facsimiles ،
باب ٦ مین) طبع کیا ، پھر یہ برچ (: Birch) کے ترجمہ مین بھی شائع ھوا ۔(۲۰۴)

سلطان ابوبکر کا دور حکومت (۱۵۵۲ م - ۱۵۵۷ م) کچھ امن ھی سے گزر
گیا ۔ اس کی وفات کے بعد ۱۵۵۷ م مین سلطان علی (ششم) تخت پر بیٹھا ۔ سلطان علی

---

(۲۰۳) Discover Maldives ، ص ۱۸ ۔

(۲۰۴) پروفیسر ڈنلپ کی قلمی یاد داشتین ۔

Collier's Encyclopaedia
Vol-15, London.

Maldive Islands. Fig. 1, Admy. Chart; Fig. 2, Map of cir. 1555

Encyclopaedia Britannica
Dictionary, Nineth Edition,
Vol-15.

نے بہت کوشش کی مگر ملک کے حالات نہ سدھار سکا - ملک میں بے چینی ھی کا عالم رہا -
ادھر پرتگالی اپنی ناکامی کو اب تک نہ بھولے تھے - اپنی هزیمت کا بدلہ لینے کے لیے
انھون نے اپنی بحری فوج کو از سر نو منظم کرنا شروع کر دیا تھا - اور بالآخر متعدد
بھاری جنگی جہازون کا ایک بہت بڑا بیڑا لے کر مالے کے مغربی ساحل پر آن اترے -
اس بحری بیڑے کا کمانڈر ایک پرتگالی انڈریا انڈیرے (Andreas Andeira
جسے مالدیپ کے لوگ استہزاءً " آندھیری آندھری " کہتے ھین) تھا - اس نے دیکھا
کہ مالدیپ کے لوگ بھی جنگ آزمائی کے لیے اتر آئے ھین - اس نے حزم و احتیاط سے
فوج کو ساحل پر اتارا - سلطان علی بھی اپنی مختصر سی فوج لے کر آگے بڑھا -
سرزمین مالدیپ پر اس روز پہلی بار دست بدست جنگ ھوئی - مالدیپ والون کے پاس پرانی
طرز کے ھتھیار تھے مثلاً تلوار اور ڈھال - دوسری طرف پرتگالی بندوقون اور مہلک ھتھیارون
سے آراستہ تھے - گھمسان کا رن پڑا - مگر آن کی آن مین پرتگالیون نے سلطان اور اس
کی فوج کو گھیرے مین لے لیا - سلطان اسی معرکے مین لڑتے لڑتے شہید ھوا - اور سلطان
کی ساری فوج وھین کٹ مری - انڈریا انڈرے نے اپنے فوجی دستے آس پاس کے جزیرون مین
بھیج دیے جو وھان جا کر عیسائیت کا پرچار کرتے رھے - (۲۰۵)

مالدیپ کے باشندے اپنے ملک کی اس صورت حال سے خوش نہ تھے - وہ دیکھ
رھے تھے کہ یہ پرتگالی اپنے مذھب کی تبلیغ مین مصروف ھین - اور ساتھ ھی ساتھ ان
جزائر پر قبضہ جمائے رکھنے کے لیے جا بجا بستیان تعمیر کر رھے ھین - اور مقامی باشندون
سے ٹیکس تو وصول کر رھے ھین مگر ان کی فلاح و بہبود کے لیے یہ غیر ملکی کچھ نہین
سوچ رھے - انھی حالات مین وطن پرست اور اسلام پسند لوگون نے جگہ جگہ طرح طرح کی

---

(۲۰۵) Discover Maldives ، ۱۸ - ۱۹

انجمنین ، سوسائٹیان اور حلقے قائم کرنے شروع کر دیے - لوگون مین ایک سیاسی شعور پیدا
ہو گیا - اسلام کے تحفظ ، اسلامی شعائر کی محافظت ، وطن کی آزادی اور پرتگالیون کی
استعمارانہ پالیسیون کے خلاف لوگ متحد ہونے لگ گئے - مگر یہ تحریکین کچھ مدت تک
زیر زمین ہی رہین - یہ لاوا اندر ہی اندر پکتا رہا - تا آنکہ "تِلدُمتی" اٹول کے
جزیرہ "تیم" (جسے بعض " Utheem " بھی املاء کرتے ہین) کے جان باز
نوجوانون نے ملک کو پرتگالیون کے چنگل سے آزاد کرانے کے لیے ایک منظم اور بہت موثر قسم
کی تحریک کی بنیاد ڈالی - اس تحریک کا سربراہ جزیرہ "تیم" کا جوان ہمت اور شیر
صفت خطیب محمد تھا - اس نے اپنے بڑے بھائی علی اور چھوٹے بھائی حسن کو بھی ساتھ
ملا لیا - خطیب "محمد" بہت سی خوبیون کا مالک تھا - یہ دلیر ، نڈر ، بہادر ،
ذہین اور ہوشمند مجاہد تھا - بلند کردار اور خوش گفتار بھی تھا ، اور پر وقار شخصیت
کا حامل تھا - اس اٹول کے پرتگالی افسر بھی اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے - (۲۰۶)

بہت جلد مالدیپ کے عوام محمد کے ارد گرد جمع ہو گئے - رائے عامہ کو اپنے
حق مین ہموار کر کے محمد نے جانبازون کی ایک الگ خفیہ فوج تیار کر لی ، جو "کلوہ فمی"
نامی کشتی مین رات کے اندھیرے مین ادھر ادھر سمندر مین گھومتے پھرتے تھے - اس ننھی
سی فوج نے پرتگالیون کے خلاف گوریلا جنگ لڑنا شروع کر دی - محمد اپنی کشتی "کلوہ فمی"
مین بیٹھ کر اپنے جانباز گوریلون کے ساتھ مل کر مختلف جزیرون مین قائم کی گئی - پرتگالیون
کی بستیون پر رات کے اندھیرے مین حملہ کر دیتا - پرتگالی سپاہیون کو مار ڈالتا اور ان کا
اسلحہ چھین کر لے جاتا - اور پو پھٹنے سے پہلے پہلے دور سمندر مین چلا جاتا - "کلوہ فمی"
کا سراغ نہ ملتا - پرتگالیون کی سرحدی چوکیون پر اچانک حملے کر کر کے محمد خطیب نے ،

---

(۲۰۶) مصدر سابق ، ۱۹ -

جسے اب مالدیپ کے لوگ فخر سے " محمد تکر فانو " کہنے لگ گئے تھے ، بہت پریشان کر دیا ۔ مالدیپ والے اس تحریک کی اخلاقی اور مالی مدد کرتے رہے ۔ (۲۰۷)

پرتگالی کمانڈر " انڈریا انڈرے " جزیرۂ مالے مین تھا ۔ اسے خبر ملی کہ کچھ وطن پرست لوگون نے مل جل کر چند پرتگالی سپاھیون کو قتل کر ڈالا ھے ۔ چنانچہ " انڈریا انڈرے " نے احکام جاری کر دیے کہ محمد اور اسکے ساتھیون کو فوراً ، زندہ یا مردہ جس حالت مین ملین ، پکڑ کر مالے مین ھمارے روبرو پیش کیا جائے ۔ لوگ ڈر گئے اور طبعاً محمد نے پہلے سے زیادہ احتیاط برتنا شروع کر دی ۔ " کلوہ فمی " اپنے ایک سفر کے دوران رات کے وقت جزیرہ " تھکنڈو " کے ساحل پر رکی ۔ اس جزیرے مین محمد کے بھائی علی کے بیوی بچے رہتے تھے ۔ یہان بھی حسب دستور یہ فیصلہ کر لیا گیا تھا کہ پو پھٹنے سے پیشتر ھی سب لوگ کشتی " کلوہ فمی " مین پہنچ جائین ۔ مگر شومیٔ قسمت سے علی وقت پر نہ پہنچ سکا ۔ محمد کچھ دیر انتظار کر کے مجبوراً روانہ ھو گیا اور علی جزیرہ " تھکنڈو " مین پیچھے رہ گیا ۔ علی الصباح پرتگالی افسرون کو معلوم ھو گیا کہ علی اس جزیرے کی سر زمین پر موجود ھے ۔ انھون نے اسے گرفتار کر لیا اور وھین اسے قتل کر دیا ۔ اس افسوسناک واقعہ کے بعد محمد اپنے اور اپنے ساتھیون کے بیوی بچون کو مالدیپ سے نکال لے گیا اور دوسری ریاست " منی کوئے " مین چھوڑ آیا ۔ (۲۰۸)

محمد نے دو تین بار مالے پر چھاپہ مارنے کی کوشش کی مگر وھان پرتگالیون نے اس قدر سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے کہ وہ ساحل پر آسانی سے نہ اتر سکا ۔ اس نے اب بخوبی اندازہ لگا لیا کہ اپنی ننھی سی فوج کی مدد سے وہ مالے کو فتح نہین کر سکیگا ۔ چنانچہ محمد سیدھا مالا بار (ھندوستان) چلا گیا تاکہ وھان سے اسلحہ حاصل

---

(۲۰۷) مصدر سابق ، ۱۹ - ۲۰

(۲۰۸) مصدر سابق ، ۲۰ ۔

کر سکے اور سپاھی بھی بھرتی کر سکے ۔ محمد اپنی اس مہم مین کامیاب رھا ۔ (۲۰۹)

محمد ادھر مالاباریون سے معاملہ طے کر رھا تھا ، ادھر پرتگالی کمانڈر " انڈریا انڈرے " مالے مین اپنی آخری چال کھیلنا چاھتا تھا ۔ وہ یہان کے باشندون کو بنوکِ شمشیر عیسائی بنا ڈالنے پر تل گیا ۔ اس کام کے لیے اس نے ایک خاص دن مقرر کر لیا ۔ پرتگالی کمانڈر " انڈریا انڈرے " نے مالے مین اپنے دربار کا ایک خفیہ اجلاس بلا رکھا تھا اور دوسرے روز لوگون کو پکڑ پکڑ کر جبراً عیسائی بنا ڈالنے کے پروگرام مرتب کر رھا تھا ۔ یہ اجلاس رات گئے تک ھوتا رھا ۔ عین اسی رات اور اسی وقت " محمد تکرِ فانو " مالاباریون کو لے کر مالے کے ساحل پر آن اترا ۔ سب طرف اندھیرا ھی اندھیرا چھایا ھوا تھا ۔ تاریکی اور خاموشی کے پردے کو چیرتا ھوا " محمد تکر فانو " اس بڑے کمرے مین جا گھسا جہان " انڈریا انڈرے " اپنے دربار کی صدارت کر رھا تھا ۔ " محمد تکر فانو " نے تاک کر اسے اپنی گولی کا نشانہ بنایا ۔ " انڈریا انڈرے " وھین ڈھیر ھو گیا ۔ دربار مین بھگدڑ مچ گئی ۔ مالاباریون نے ھجوم کیا ۔ رات کی تاریکی مین دست بدست لڑائی شروع ھو گئی ۔ " محمد تکر فانو " ، اس کے ساتھیون اور مالاباریون نے پرتگالیون کو چن چن کر موت کے گھاٹ اتار دیا ۔ اور جو بچ گئے انھین گرفتار کر لیا ۔ " محمد تکر فانو " کی فوج باقی کے جزائر پر بھی قابض ھو گئی ۔ پو پھٹنے سے پیشتر ھی " محمد تکر فانو " نے اپنی نصرت کا جھنڈا گاڑ دیا ۔ اور سترہ (۱۷) سال کی غلامی کے بعد مالدیپ والون نے آزادی حاصل کر کے اللہ کا شکر ادا کیا ۔ (۲۱۰)

لوگون نے اتفاق رائے سے اپنے محسن عظیم " محمد تکر فانو المالم الاعظم " کو

---

(۲۰۹) مصدر سابق ، ۲۰ ۔

(۲۱۰) مصدر سابق ، ۲۰ - ۲۱ ۔

اپنا سلطان منتخب کر لیا ۔ یہ انتخاب اسلامی طرز کا انتخاب تھا ۔ تمام وطن پرست انجمنوں ، اسلام پسند تحریکوں ، تاجروں کے مختلف طبقوں کے قائدین نے برضاء و رغبت یک زبان ہو کر " محمد تکر فانو " کو سلطان نامزد کر دیا ۔ حزب اختلاف کا کوئی وجود نہ تھا ۔ (۲۱۱) اس موقعہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتخاب کی یاد تازہ ہو گئی ۔

محمد تکر فانو نے ملک کے انتظامی اور سیاسی نظام کو از سر نو مرتب کیا اور فلاح و بہبود کی اساس پر قوانین اور قواعد وضع کیے ۔ شاہی محل کو پھر سے تعمیر کیا اور مالدیپ کی تاریخ میں پہلی بار " محمد تکر فانو " نے سلطان کے لیے خاص شاہی محافظ بھرتی کیے ۔ (۲۱۲)

" محمد تکر فانو " کو بارہ سال (۱۵۷۳ سے ۱۵۸۵ م) تک حکومت کرنے کا موقع ملا ۔ اس نے اپنے عہد میں تعلیم پر خصوصی توجہ دی ۔ مالدیپ کے ایک عالم استاذ (پروفیسر) شیخ محمد جمال الدین کو جزیرۂ " واڈو " میں علم الکلام اور اسلامی فلسفہ کی تعلیم دینے کے لیے مقرر کیا ۔ یہ شیخ محمد جمال الدین اعلی تعلیم حاصل کرنے کے لیے بیرون ملک گیا ہوا تھا ۔ اور " محمد تکر فانو " کے بر سر اقتدار آنے تک واپس وطن آ چکا تھا ۔ (۲۱۳)

سلطان " محمد تکر فانو الاعظم " کے عہد میں ملک میں امن و امان کی صورت حال نہایت تسلی بخش رہی ۔ (۲۱۴)

سلطان " محمد تکر فانو " (متوفی ۹۹۲ ھ / ۱۵۸۵ م) کے بعد اس کا بیٹا

---

(۲۱۱) مصدر سابق ، ۲۱ ۔
(۲۱۲) مصدر سابق ، ۲۱ ۔
(۲۱۳) مصدر سابق ، ۲۱ ۔
(۲۱۴) مصدر سابق ، ۲۱ ۔

ابراهیم بن محمد " کلافانو " تخت نشین ہوا ۔ اس نے اپنے بزرگوں سے ایک بات سیکھی تھی اور وہ اس پر سختی سے کاربند رہا کہ وہ یہ کہ پرتگالیوں پر کبھی بھروسہ نہ کرنا ۔ چنانچہ سلطان ابراہیم نہ صرف پرتگالیوں ہی سے خوف کھاتا رہا بلکہ یورپ کی تمام اقوام کے لوگوں کو شک اور شبہ کی نگاہ سے دیکھتا رہا ۔

سلطان ابراہیم کے دور میں ۱۸ مئی ۱۶۰۱ م کو " سینٹ مالو " سے ایک فرانسیسی مہم جو " فرانشوا پائیرارڈ (: Francois Pyrard) " کوربین " نامی جہاز میں سوار ہوا ۔ یہ جہاز جب بحر ہند میں داخل ہوا تو کچھ دنوں کے بعد ایک طوفان کی زد میں آ گیا ۔ طوفان کے طمانچوں نے اس جہاز کو دھکیل کر مالدیپ کے اتول " با " کے ایک جزیرہ گوائے دھو " کے مغربی ساحل پر لا پٹخا ۔ جہاز پاش پاش ہو گیا ۔ اس حادثے میں صرف چار آدمی بچے جن میں ایک ایف ۔ پائیرارڈ بھی تھا ۔ انھیں سلطان ابراہیم کے حکم سے قید کر لیا گیا ۔ یہ واقعہ ۱۱ محرم ۱۰۱۱ ھ / ۲ جولائی ۱۶۰۲ م کا ہے ۔

مالدیپ میں دستور تھا کہ اگر دوسرے ملک کا کوئی جہاز یا کشتی مالدیپ کے کنارے چٹانوں سے ٹکرا کر ٹوٹ پھوٹ جائے تو اسکے مسافروں کو مقامی لوگ کوئی مدد نہ دیتے تھے ۔ اہل جہاز کو گرفتار کر کے سلطان کے روبرو پیش کر دیتے تھے ۔ اور جہاز کا ملبہ سلطان کی ملکیت تصور ہوتا تھا ۔ اسی طرح ساحلوں پر عنبر ، ناریل اور دیگر اشیاء جو کسی اور ملک سے بہہ کر یہاں آ لگتی تھیں وہ بھی سلطان ہی کی ملک شمار ہوتی تھیں ۔ لوگ دیانتداری سے ان اشیاء کو اٹھا کر سلطان کو پیش کر دیتے تھے ۔

اہل مالدیپ نے جہاز " کوربین " کے مسافروں کی کوئی مدد نہ کی ۔ بلکہ ایف ۔ پائیرارڈ سمیت سبھی کو گرفتار کر کے سلطان ابراہیم کے سامنے پیش کر دیا ۔ اور ملبہ سمیٹ کر شاہی خزانہ (:" بندر ") میں جمع کروا دیا ۔

یہ قید محض ان مسافروں کے لیے قید بامشقت سے کہیں زیادہ کڑی تھی ۔ یہ لوگ نہ کسی جیل خانے کی فصیلوں میں محصور تھے نہ پابندِ جولان ۔ صرف حراست میں تھے ۔ کھانا پینا اور لباس سلطان کے " بندر " سے ملتا تھا ۔ ایف ۔ پائیرارڈ اہلِ قلم طبقہ سے تعلق رکھتا تھا ، وہ نہ فوجی تھا نہ طبیعت کا لڑاکا ۔ اس نے بڑے صبر و تحمل سے یہاں پانچ چھ سال گزارے ۔ لوگوں کی زبان سیکھی ۔ ان کے رہن سہن ، عادات و اطوار اور ان کی تہذیب سے شناسائی پیدا کی اور آہستہ آہستہ ان لوگوں میں گھل مل گیا ۔ اس نے اپنی متانت اور فطرتی شرافت سے سلطان کے دل میں گھر کر لیا ۔ سلطان اور سلطانہ اس کی قدر کرتے رہے ۔ مگر اسے قید و بند سے رہا نہ کیا ۔ ایک بار جب ایف ۔ پائیرارڈ بیمار پڑا تو سلطان اور سلطانہ نے اس کی عیادت کی ۔ اور اس کی خیر و عافیت کی خبر لیتے رہے ۔ شاہی خزانے سے اس کا علاج معالجہ ہوتا رہا ۔ ویسے بھی مالدیپ کے لوگ ایک دوسرے کی بیمار پرسی میں کبھی کوتاہی نہیں کرتے ۔

ربیع الاول ۱۰۱۱ ھ / اگست ۱۶۰۲ م میں جہاز " کوربین " کا کپتان بیمار پڑا اور کچھ دن علیل رہ کر مر گیا ۔ ایک ماہ بعد " ایف ۔ پائیرارڈ " کا ایک ساتھی اور گیارہ مسافر مالے کے جزیرے سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ۔ مگر " ایف ۔ پائیرارڈ " نے ایسی حرکت نہ کی ۔ کیونکہ پھر گرفتار ہو جانے پر سزائے موت کے سوا انھیں کچھ نہ ملنا تھا ۔ شعبان ۱۰۱۲ ھ / جنوری ۱۶۰۳ م میں جنوبی ہالینڈ کے چار ملاح جو اسی " کوربین " جہاز میں سوار تھے رات کے جھٹپٹے میں غائب ہو گئے ۔ انھیں مالدیپ کے جہازرانوں نے فوراً پکڑ لیا ۔ سلطان ابراھیم کے حکم سے ان کے سر قلم کر دیے گئے ۔

۲۷ جمادی الاولی ۱۰۱۴ ھ / ۱۲ اکتوبر ۱۶۰۵ م کو مالدیپ میں سورج گرہن لگا ۔ لوگ مسجدوں میں جا کر اپنے گناھوں کی توبہ کرنے لگے ۔ (۲۱۵)

---

(۲۱۵) یہ تمام معلومات ھم نے پروفیسر ڈاپ کی یادداشتوں سے اخذ کی ھیں ۔

" الف ـ پائیرارڈ " نے مالدیپ کے حالات اور مالدیپ کے باشندون کی عادات و رسومات پر مفصل ڈائری لکھی ھے ـ اس کا یہ سفر نامہ بعنوان "Voyage de Francois Pyrard de la-Val" پیرس سے ۱۶۷۹ م مین چھپا ـ اگرچہ اس سفرنامے کی پہلی ایڈیشنین بھی نکل چکی تھین مثلاً ۱۶۱۱ ، ۱۶۱۵ ـ ۱۶۱۶ ، اور ۱۶۱۹ م ـ مگر ۱۶۷۹ م کی ایڈیشن مین دویہی زبان کے الفاظ کا تلفظ زیادہ احتیاط سے درج کیا گیا ـ ۱۶۱۹ م کے ایڈیشن کو سامنے رکھ کر البرٹ گرے (Albert Gray) نے انگریزی زبان میـن ترجمہ کر کے لنـدن سے ۱۸۸۷ م مین شائع کیا ـ

الف ـ پائیرارڈ کے بیانات بہت حد تک هم ابن بطوطـہ کے بیانات کی تصدیق اور تائیـد مین پیـش کر چکے هین ـ پھر بھی چنـد تفاصیل جو پہلے ذکر نہ کی جا سکین هم اب بیان کرنے کی کوشش کرینگے تاکـہ مالـدیپ کی حضارہ کے نقوش اور زیادہ واضح هو جائین ـ

" الف ـ پائیرارڈ " لکھتا هے کـہ یہان زکاۃ کا نظام رائج هے ـ اور نصاب زکاۃ اس زمانـے مین ایک سـو " لارین " تھا ـ (۲۱۶) اور شرح زکاۃ اڑھائی فیصد تھی ـ

" الف ـ پائیرارڈ " نے یہ بھی بیان کیا هے کـہ عورتین مسجدون مین نہین جاتین (۲۱۷) مالـدیپ مین اور خاص طـور پر جزیرہ " مالے " مین اپریل سـے ٹھنـڈک شروع هو جاتی هے اور یہ جاڑے کا موسم چھ ماہ تک رهتا هـے ـ اور سال کے اسی حصـے مین بارش بکثرت هوتی هـے ـ (۲۱۸)

لوگ مٹی کے برتن کم استـعمال کرتے هین ـ چینی کے پورسلین (Porcelain :) کو زیادہ پسنـد کرتے هین ـ اگر کسی برتن مین بال آ جائے تو یہان کے نظافت پسند لوگ توڑ

---

(۲۱۶) الیف ـ پائیرارڈ ، ۱۳۵ ـ
(۲۱۷) مصدر سابق ، ۱۲۷ ـ
(۲۱۸) مصدر سابق ، ۱۰۳ ـ

پھوڑ کر باہر پھینک دیتے ھین ۔ (۲۱۹) چمچی کا استعمال " ایف ۔ پائیرارڈ " کے زمانے مین بالکل نہ تھا ۔ (۲۲۰) مگر اب لوگ چھری کانٹے اور چمچیون کے استعمال سے خوب واقف ھو گئے ھین ۔

مالدیپ کے لوگون کی طبیعت مین نفاست بہت ھے ۔ کسی مجلس مین کھانسنا یا بلغم کا تھوکنا ممنوع ھے ۔ اگر کسی کو تھوکنے کی حاجت ھو تو وہ چپکے سے اٹھ کر باہر چلا جاتا ھے اور ایک طرف ھٹ کر تھوک لے گا ۔ تھوکنا یا زمین پر رال ٹپکانا سخت معیوب خیال کیا جاتا ھے ۔ (۲۲۱)

زر خرید غلام ان کے یہان اکثر پائے جاتے ھین ۔ امیرون اور وزیرون کے پاس زنگی غلام زادے اور مختلف علاقون کی لونڈیان خدمت کے لیے ھر وقت موجود رھتی ھین ۔ اس کا ذکر ابن بطوطہ نے بھی کیا ھے ۔ مالدیپ مین غلام کی گواھی قبول نہین کی جاتی ۔ اور یہ غلام (: آلو) صرف ایک ھی بیوی کر سکتا ھے ۔ غلام کو مارنے یا قتل کر دینے پر آدھی سزا دی جاتی ھے ۔ (۲۲۲) عربون کی نسبت مالدیپ والون نے غلامون کو ذرا نچلے طبقے مین ھی رکھا ھے ۔

مالدیپ کے لوگ اپنے بزرگون کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لیے جمعرات کے جمعرات

پھوڑ کر باھر پھینک دیتے ھین ۔ (۲۱۹) چمچی کا استعمال " ایف ۔ پائیرارڈ " کے زمانے مین بالکل نہ تھا ۔ (۲۲۰) مگر اب لوگ چھری کانٹے اور چمچون کے استعمال سے خوب واقف ھو گئے ھین ۔

مالدیپ کے لوگون کی طبیعت مین نفاست بہت ھے ۔ کسی مجلس مین کھانسنا یا بلغم کا تھوکنا ممنوع ھے ۔ اگر کسی کو تھوکنے کی حاجت ھو تو وہ چپکے سے اٹھ کر باھر چلا جاتا ھے اور ایک طرف ھٹ کر تھوک لے گا ۔ تھوکنا یا زمین پر رال ٹپکانا سخت معیوب خیال کیا جاتا ھے ۔ (۲۲۱)

زر خرید غلام ان کے یہان اکثر پائے جاتے ھین ۔ امیرون اور وزیرون کے پاس زنگی غلام زادے اور مختلف علاقون کی لونڈیان خدمت کے لیے ھر وقت موجود رھتی ھین ۔ اس کا ذکر ابن بطوطہ نے بھی کیا ھے ۔ مالدیپ مین غلام کی گواھی قبول نہین کی جاتی ۔ اور یہ غلام (: آلو) صرف ایک ھی بیوی کر سکتا ھے ۔ غلام کو ماردے یا قتل کر دینے پر آدھی سزا دی جاتی ھے ۔ (۲۲۲) عربون کی نسبت مالدیپ والون نے غلامون کو ذرا نچلے طبقے مین ھی رکھا ھے ۔

مالدیپ کے لوگ اپنے بزرگون کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لیے جمعرات کے جمعرات کھانا پکواتے ھین اور ایک یا دو آدمی کا کھانا مسجد مین مؤذن (یعنی امام مسجد) کو بھیج دیتے ھین ۔ بعض لوگ اس کھانے پر قرآن کریم کی آیات بھی پڑھتے ھین اور اپنے بزرگون کی روح کو ثواب بھیجتے ھین ۔ اسے ختم شریف بھی کہتے ھین ۔ (۲۲۳)

---

(۲۱۹) مصدر سابق ، ۱۲۰ ۔
(۲۲۰) مصدر سابق ، ۱۲۱ ۔
(۲۲۱) مصدر سابق ، ۱۲۲ ۔
(۲۲۲) مصدر سابق ، ۲۰۲ ۔
(۲۲۳) مصدر سابق ، ۱۳۰ ۔

" ایف - پائیرارڈ " کا خیال ھے کہ یہ لوگ اب افیون بھی کھانے لگ گئے ھین - (۲۲۴)
پوست اور گل لالہ کے پودے یہان پیدا نہین ھوتے - جنوبی علاقون مین کہین کہین تھوڑی بہت کاشت ھوتی ھے -

" ایف - پائیرارڈ " نے ایک حقیقت بیان کی ھے کہ مالدیپ مین پہلی بار آنے والے مسافر کو بخار آنے لگتا ھے - بخار کو مقامی لوگ " حُمّن " کہتے ھین جو عربی کے لفظ " حمّی " ھی کی ایک شکل ھے - یہان کا بخار ملیریا کی ایک سخت اور موذی قسم ھے جو بعض اوقات جان لیوا بھی ثابت ھوتی ھے - اسے عرف عام مین مالدیپی بخار (Maldive : Fever) بھی کہتے ھین - یہان کے لوگ اس کا علاج تعویذ گنڈون سے کرتے ھین - بلکہ ھر بیماری کا علاج تعویذ گنڈون ھی سے کرتے ھین - یہان کے لوگ سحر (جادو ، جسے مقامی بولی مین " کنوری " کہتے ھین) پر یقین رکھتے ھین - اور علاج معالجے کا یہی دستور رائج ھے - لوگ اسی کے قائل ھین - جب " ایف پائیرارڈ " کو بخار آنے لگا تو اسے بھی تعویذ دھاگے دیے گئے مگر اسے ان چیزون پر اعتقاد نہ تھا - (۲۲۵)

چیچک (Small Pox) کو " کنڈیوا دُری " کہتے ھین - اس کے لیے بھی ان کے پاس تعویز گنڈون کے سوا کوئی علاج نہین -(مگر اب لوگ ساٹھ ستر سالون سے چیچک کا ٹیکہ جو Vaccine پر مشتمل ھوتا ھے لگوا رھے ھین اور اس وبائی مرض پر قابو پا لیا گیا ھے - (۲۲۶)

ھر دس سال کے بعد یہان پر رمد یا آشوب چشم (Ophthalmia) جسے یہان کے لوگ " رُوس نمس " کہتے ھین ، وباء کے طور پر نازل ھوتی ھے - ممکن ھے کہ یہ Conjectivitis ھو جو کسی خاص " Virus " سے وبا کی صورت اختیار کر لیتی

---

(۲۲۴) مصدر سابق ، ۱۹۵ -
(۲۲۵) مصدر سابق ، ۱۸۱ -
(۲۲۶) مصدر سابق ، ۱۸۱ -

ہے - اس کے لیے بھی تعویزوں پر انحصار کرتے ہین -(۲۲۷)

موسم سرما کی بارشون مین ایک باریک سا کیڑا پیدا ہو جاتا ہے جو عام طور سے انگلیون کے درمیان نرم جلد مین داخل ہو جاتا ہے - اور زخم پیدا کر دیتا ہے - کبھی کبھی یہ زخم ناسور کی صورت اختیار کر لیتے ہین - اس جرثومے کو یہان کے لوگ " کیولا پانس " کے نام سے یاد کرتے ہین - یہ زخم یا ناسور تعویز سے ٹھیک نہین ہوتے - البتہ کاویہ (یعنی گرم لوہے) سے داغ دیتے ہین - یعنی cautery ہی اس کا واحد علاج ہے - (۲۲۸) اس جرثومہ کو Tinea کہتے ہین - (۲۲۹)

زکام ، بلغم کی زیادتی ، گنٹھیا یا نقرس (: Gout) کے لیے یہ لوگ اکثر چوب چینی (یعنی خشب صینی ، China Radix 'China-wood یا Smilax China) استعمال کرتے ہین - (۲۳۰) یہی دوا بثور فرنگی (یعنی آتشک) کے لیے بھی کار آمد ہے - (۲۳۱)

جزائر مالدیپ مین ۱۰۱۲ ھ / ۱۶۰۲ م مین ہالینڈ کے دو آدمی ، ایک " Martin Domburgh " اور ایک اس کا ساتھی اترے - اسی طرح گوا کا سفیر " انڈریا دخوریا " (: Andriande Govveia) بھی ان جزائر مین آیا -(۲۳۲)

شوال ۱۰۱۵ ھ / فروری ۱۶۰۷ م مین چٹاگانگ سے قزاقون کی کشتیون کا ایک بیڑا مالے کے ساحل پر آن اترا - سلطان ، وزراء اور امراء نے اسے مالا بار کے موپلون کا جنگی بیڑا سمجھا - مالے مین رہ کر مقاومت کرنے کی بجائے وہ اپنے بیوی بچون اور محل

---

(۲۲۷) مصدر سابق ، ۱۸۱ -
(۲۲۸) مصدر سابق ، ۱۸۲ -
(۲۲۹) Encyclopaedia Medica، لندن ۱۹۰۲ م ، ۹ : ۱۲۷ - ۱۲۹ -
(۲۳۰) الف - پائیرارڈ ، ۱۸۲ - ۱۸۳ ، Thompson، ۷۸ ، مخزن الادویۃ ، نول کشور ۱۸۷۹ م ، ۱ : ۱۸۱ ، البیرونی : کتاب الصیدنۃ، کراچی ۱۹۷۳ م -
(۲۳۱) الف - پائیرارڈ ، ۱۸۳ -
(۲۳۲) پروفیسر ڈنلپ کی یادداشت -

سے قیمتی سامان لے کر جنوبی جزائر کی طرف منتقل ہو گئے ۔ حملہ آورون نے ان کا پیچھا کیا ۔ اور راستے ھی مین ان سے مڈھ بھیڑ ھو گئی ۔ سلطان ابراھیم کو انھون نے قتل کر دیا اور سلطان کے بہت سے مصاحب بھی مارے گئے ۔ پھر یہ ڈاکو لوٹ مار کر کے مالے مین واپس پہنچے اور شاھی محل سے قیمتی اشیاء اٹھا کر لے گئے ۔ جاتے ھوئے ایک شہزادے کو یرغمال بنا کر لے گئے ۔ (۲۳۳)

چونکہ ان حملہ آورون نے مالے مین اپنی حکومت قائم کرنے کی کوئی کوشش نہ کی ۔ اس لیے گمان غالب ھے کہ یہ لٹیرے اور بحری قزاق ھی تھے ۔ انھین مالا بار کی حکومت نے نہین بھیجا تھا ۔ سلطان کے قتل ھو جانے کے بعد مالے مین کئی دن دھشت چھائی رھی ۔ " الیف پائیرارڈ " نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور وھان سے نکل گیا ۔

اب ھم باقیماندہ سلاطین کی فہرست پیش کرتے ھین :

۵۰ –	حسین فدیری کلاغہ	تخت نشین	۱۰۱۵ھ/۱۶۰۷م
۵۱ –	محمد عماد الدین بن امینہ بنت مریم بنت علی		۱۰۲۹ھ/۱۶۲۰م
۵۲ –	ابراھیم اسکندر (الاول) بن محمد		۱۰۵۸ھ/۱۶۴۸م
۵۳ –	محمد بن ابراھیم اسکندر		۱۰۹۸ھ/۱۶۸۷م
۵۴ –	محمد محیی الدین بن (....) بن محمد عمادالدین		۱۱۰۲ھ/۱۶۹۱م
۵۵ –	محمد شمس الدین الحمری		۱۱۰۳ھ/۱۶۹۱م
۵۶ –	محمد بن حاجی علی		۱۱۰۳ھ/۱۶۹۲م
۵۷ –	علی الکرم ، عماد الدین		۱۱۱۲ھ/۱۷۰۰م
۵۸ –	حسن بن علی		۱۱۱۳ھ/۱۷۰۱م
۵۹ –	ابراھیم مظہر الدین		–––

---

(۲۳۳) Discover Maldives ، ۲۱ –

۶۰ –	محمد عماد الدین (متوفی ۱۱۳۳ ھ)	تخت نشین ۱۱۱۶ھ/۱۷۰۳م
۶۱ –	ابراھیم اسکندر (الثانی) بن محمد عمادالدین	۱۱۳۳ھ/۱۷۲۱م
۶۲ –	محمد مکرم عمادالدین بن محمد عمادالدین	۱۱۶۳ھ/۱۷۵۰م
	مالاباریوں کا قبضہ (۱۱۶۷ – ۱۱۷۳ ھ)	
۶۳ –	غازی حسن عزالدین	۱۱۷۳ھ/۱۷۶۰م
۶۴ –	محمد غیاث الدین بن ابراھیم اسکندر	۱۱۸۰ھ/۱۷۶۶م
۶۵ –	محمد شمس الدین (غازی حسن کا بھتیجا)	۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳م
۶۶ –	محمد معز الدین بن غازی حسن	---
۶۷ –	حاجی حسن نورالدین بن غازی حسن	۱۱۹۲ھ/۱۷۷۸م
۶۸ –	محمد معین الدین بن حاجی حسن	۱۲۱۳ھ/۱۷۹۸م
۶۹ –	محمد عمادالدین بن محمد معین الدین	۱۲۵۰ھ/۱۸۳۵م
۷۰ –	ابراھیم نورالدین بن محمد عمادالدین	۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱م

سلطان ابراھیم بن محمد (مقتول شوال ۱۰۱۵ھ/ فروری ۱۶۰۲ م) کے بعد " حسن فندیری کلافہ " کو تخت پر بٹھا دیا گیا ۔ اس نے کم و بیش تیرہ سال حکومت کی ۔

حسن کے بعد " محمد تکر فانو " کا بھانجا محمد عمادالدین بن امینۃ بنت مریم بن علی ۱۰۲۹ھ/۱۶۲۰ م میں برسر اقتدار آیا ۔ سلطان محمد عمادالدین اعلی صلاحیتوں والا حکمران اور باشعور منتظم تھا ۔ اس نے سب سے پہلے شاھی محل کو از سر نو تعمیر کروایا ۔ ابھی اس کام سے فارغ ھی ھوا تھا کہ ۱۶۲۵ م میں پرتگالیوں کے جہازوں کا ایک بیڑا مالے کی طرف بڑھتا ھوا دکھائی دیا ۔ سلطان نے اسی وقت تمام وزراء، امراء ، نواب اور شاھی محافظوں کا اجلاس طلب کر لیا ۔ انھوں نے مل کر سلطان کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا اور جونھی پرتگالی جہازوں نے ساحل کے قریب لنگر ڈالے تو سلطان اور اس کے بہادر

ساتھی مقابلے کے لیے باہر نکل آئے - ایک دوسرے پر گولہ باری شروع ہو گئی - مالدیپ والون نے بڑی پھرتی سے پرتگالیون کے کئی ایک جہاز ڈبو ڈالے - پرتگالی اپنا نقصان ہوتا دیکھ کر پسپا ہو گئے - مگر جاتے جاتے جزیرہ " ولنگلی " کو نذر آتش کر گئے _(۲۳۴)

اس کامیابی کے بعد سلطان نے ملک کو نئے ہتھیارون سے لیس کرنے کا منصوبہ تیار کیا - باہر سے توپین برآمد کین - مالے کے ارد گرد مضبوط فصیلین تیار کروائین اور مغربی ساحل پر قلعے تعمیر کیے - ان قلعون مین جا بجا مناسب وقفون پر ساحل کے رخ مین توپین نصب کین - اس طرح بیرونی مداخلت کے راستے مسدود کر دیے - مگر مالدیپ اب ایک اندرون خانہ سازش کا شکار ہو گیا - کسی دور افتادہ اٹول مین شاہی خاندانے کے ایک شہزادے " سامیا پاشانا " نے سلطان کے خلاف عَلمِ بغاوت بلند کر دیا - سلطان محمد صارالدین نے چند جہاز مقابلے کے لیے بھیجے تاکہ اسے گرفتار کر کے مالے مین لے آئین - مگر " سامیا پاشانا " اسی وقت " منی کوئے " (ہندوستان) کو بھاگ گیا اور سیاسی پناہ حاصل کر لی - سلطان نے اس کے پیچھے مزید جہاز روانہ کیے - باغی شہزادہ گرفتار کر لیا گیا - سلطان نے اسے کسی غیر معروف جزیرے مین نظر بند کر دیا _ (۲۳۵)

غالباً ابھی غیر یقینی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے سلطان نے یہی مناسب سمجھا کہ سیلون (: لنکا) کے ڈچ (: ولندیزی) حکمرانون کے ساتھ دوستانہ مراسم استوار کرنے کی راہ تلاش کی جائے - مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوا اور بالآخر ۱۰۵۵ھ/۱۶۴۵م مین پہلی بار اپنے ملک کا سفارتخانہ ولندیزی گورنر کے شہر کولمبو مین قائم کر دیا - یہ سفارتخانہ پچھلی

---

(۲۳۴) Discover Maldives ، ۲۲ -

(۲۳۵) مصدر سابق -

صدی کے آخر تک قائم رہا ۔ ولندیزی حکمرانوں کا ایک وفد ہر سال مالدیپ جاتا تھا ۔ سفارتی تعلقات کا اعادہ کیا جاتا تھا اور ولندیزیوں کو مالدیپ والے اپنی بساط کے مطابق حفاظت و حمایت کے وعدوں کے عوض وہاں کی سوغاتیں اور بظاہر حقیر سے نذرانے پیش کر دیتے تھے ۔ (۲۳۶)

۱۰۵۸ھ/ ۱۶۴۸ م میں سلطان محمد عمادالدین کے بعد اس کا بیٹا ابراهیم اسکندر (اوّل) تخت نشین ہوا ۔ وہ اپنے باپ کی حکمت عملی پر کاربند رہا اور دفاع کو مضبوط بنانے میں مصروف رہا ۔ اس نے اپنی فوج کی تربیت کا انتظام کیا اور اپنے فوجیوں کی جنگی مشقیں بھی کرواتا رہا ۔ اسی کے دور میں سلطان حسن نہم (شمارہ ۳۵) کی ، جو ۹۵۷ ھ / ۹۵۸ ھ / ۱۵۵۰ - ۱۵۵۲ م حکومت کرتا رہا ، توپوں کی شہ پر پرتگالیوں کے جنگی جہاز ایک بار حملہ آور ہوئے ۔ سلطان ابراهیم اسکندر نے انھیں دندان شکن جواب دیا اور پرتگالیوں کو مار بھگانے میں کامیاب ہو گیا ۔ اس کے بعد سے سلطان نے گوا کے پرتگالی نمایندوں اور " کنو نور " کے مالا باری حکمرانوں کو خراج دینا بند کر دیا ۔ اس پر " کنو نور " کے راجہ علی نے بگڑ کر مالدیپ پر جنگی جہازوں سے چڑھائی کر دی اور سیدھا مالے پر حملہ آور ہوا ۔ ادھر سلطان ابراهیم اسکندر بھی خم ٹھونک کر مقابلے پر آ گیا ۔ سلطان ابراهیم اسکندر اپنے جہازوں کی خود کمان کر رہا تھا ۔ اور "تلاّمتی " اٹول میں دونوں فوجی بیڑوں کا آمنا سامنا ہو گیا ۔ سلطان ابراهیم اسکندر نے مالا باری جہازوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا ۔ علی راجہ بار بار اپنے جنگی جہاز مالدیپ پر چڑھائی کے لیے بھیجتا رہا ۔ اس کے جہاز چھوٹے موٹے جزیروں کے باشندوں کو پریشان کر کے چلے جاتے ۔ ابراهیم اسکندر نے اس قسم کی اشتعال انگیز حرکتوں کو ختم کرنے کے لیے چند

---

(۲۳۶) پروفیسر ڈنلپ کی یادداشتوں پر مبنی مواد پیش کیا گیا ہے ۔

مسلح جہاز " منی کوئے " کو فتح کرنے کے لیے بھیج دیے - اہل جہاز نے " منی کوئے " میں اتر کر فوجی کارروائی کی اور وہاں کے بڑے بڑے افسروں اور امیروں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ مالے میں لے آئے - سلطان ابراہیم اسکندر نے انھیں کئی سال تک اپنے پاس قید میں رکھا - اور بالآخر اس شرط پر کہ " منو کوئے " کا راجہ مالدیپ کی حکومت کو باقاعدہ خراج اور تاوان ادا کرتا رہے انھیں رہا کر کے " منی کوئے " بھیج دیا - (۲۳۷)

سلطان ابراہیم اسکندر نے ۲۹ سال حکومت کی - اس کے دور میں نہ صرف مالدیپ کی حکومت کا وقار بلند ہوا بلکہ عام لوگوں کی اقتصادی حالت بہتر ہونے لگی - سلطان نے مالدیپ کی بندرگاہوں پر سے جرک (:کسٹم / ٹیکس) اٹھا لیا - چنانچہ آس پاس کے ممالک سے تاجر کثرت سے آنے لگے - تجارت میں نمایاں اضافہ ہوا اور لوگوں کو محنت مزدوری اور کار و بار کے زیادہ مواقع نصیب ہوئے - اس کے علاوہ سلطان نے قرضے کی اساس پر تجارت کرنے کی بھی اجازت دے دی - تعلیم کے فروغ کے لیے سلطان ابراہیم اسکندر نے بہت سے منصوبوں کی منظوری دی - خاص طور پر اسلامی تعلیم کے سلسلے میں اس نے بہت سی سہولتیں فراہم کیں - مالے کی " ھکرو مسکی " (یعنی جامع مسجد) اور اس کا مأذنہ (یعنی منار) اس کے دور کی خاص یادگار ہے - ابراہیم اسکندر مالدیپ کا پہلا حکمران ہے جس نے اپنی مملکت میں سرکاری خرچ سے بچوں کے لیے مستقل سکول قائم کیا - (۲۳۸)

سلطان ابراہیم اسکندر کی عمر کے آخری دنوں میں (۱۰۹۶ھ/۱۶۸۵ء) سرولیم ھیجز (Sir William Hedges :) کا ان جزائر میں سے گزر ہوا - اس نے اپنی غیر مطبوعہ ڈائری میں لکھا ہے کہ ہم اپنے جہاز پر سے سرخ رنگ کا کپڑا باہر کو لٹکا دیتے تھے تاکہ سمجھا جائے کہ ہم افریقہ کے شمالی مغربی علاقے کے بربری مسلمان ہیں -

---

(۲۳۷) Discover Maldives ، ۲۳ -

(۲۳۸) [illegible] اسق -

اور هم نے اپنے آپ کو انگلینڈ کے باشندے ظاهر نه هونے دیا - کیونکه هماری انگلش قوم کو یه سخت برا جانتے هین - ماضیٔ قریب مین مالدیپ کے چند باشندون سے برطانوی لوگون نے ناروا سلوک کیا تھا - (۲۳۹)

سلطان ابراهیم اسکندر کے بعد اس کا بیٹا محمد بن ابراهیم تخت نشین هوا - اور اس کے بعد اس کا بھتیجا محمد محیی الدین سلطان بنا - سلطان محمد محی الدین کے بعد محمد شمس الدین الحموی (الشامی) ، جو مهاجر عربی کے لقب سے مشهور هے سریر آرائے سلطنت هوا - یه چند ماه حکومت کرنے کے بعد فوت هو گیا - اسی کے دور مین اس کے وطن کا ایک صوفی عالم ابن سید عبدالرزاق الشامی الشافعی القادری ۱۱۰۳ ھ / ۱۶۹۲ م مین مالدیپ مین وارد هوا - اس نے حضرت عبدالقادر الجیلانی (رحمتہ اللہ علیہ) کی تعلیمات کی تبلیغ کی - (۲۴۰) اس کے بعد محمد بن حاجی علی ۱۱۰۳ھ/۱۶۹۲م مین تخت نشین هوا - اس نے آٹھ دو سال حکومت کی - اسکے بعد علی (شمارہ ۵۷) تخت پر بیٹھا - علی کے بعد اس کا بیٹا حسن بن علی ۱۱۱۳ھ/۱۷۰۱ م مین حکمران هوا - سلطان حسن بن علی کے بعد ابراهیم مظهر الدین برسراقتدار آیا - سلطان ابراهیم مظهر الدین کے بعد محمد عماد الدین کو تخت و تاج ملا - اس نے ۱۱۱۶ھ/۱۷۰۴ م سے لے کر ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۱ م تک حکومت کی - ۱۱۳۳ ھ / ۱۷۲۱ م مین تخت سے هٹا دیا گیا اور اس سے اگلے سال ۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ م مین فوت هو گیا -

۱۱۳۳ھ/۱۷۲۱ م مین ابراهیم اسکندر (ثانی) ابن محمد عمادالدین نے مالدیپ کا تخت و تاج سنبھالا - اس نے تقریباً تیس (۳۰) سال حکومت کی - اس نے اپنے دور مین اپنے مشهور مورخ حسن تاج الدین کو (۱۱۳۸ھ/۱۷۲۶ م) مین مالدیپ کی تاریخ مرتب کرنے

---

(۲۳۹) Discover Maldives ، ۱۳ -

(۲۴۰) مصدر سابق ، ۳۵ - ۳۶ -

پر مامور کیا - حسن تاج الدین نے زیادہ تر ابن بطوطہ اور " ایف - پائیرارڈ " کے چھوڑے ہوئے کوائف سے استفادہ کیا - مگر بعض واقعات کو گڈ مڈ کر دیا ہے اور سنین کی اغلاط جا بجا ملتے ہیں -

ابراہیم اسکندر کے بعد اس کا بھائی محمد مکرم بن عماد الدین ۱۱۶۳ھ/۱۷۵۰ م تخت نشین ہوا - سلطان محمد المکرم عماد الدین مالدیپ کا وہ حکمران ہے جس کا دور بہت ہی پر آشوب رہا ہے - اس کے اپنے وزیر اعظم نے اس سے دغا کیا - ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۳ م میں مالدیپ کے وزیر اعظم کے ایماء پر مالا باریوں نے مالدیپ پر پھر حملہ کر دیا - اس مرتبہ " کنو نور " کے راجہ علی کے جہاز پہلے " پڈی فولو " کے اٹول میں آ کر رکے - وہاں سے انہوں نے مقامی کشتیوں پر قبضہ کیا اور انہی میں بیٹھ کر جزیرۂ مالے میں جا پہنچے - اس وقت رات کی تاریکی چھائی ہوئی تھی - مالے میں پہنچتے ہی انہوں نے شاہی محل کے محافظوں پر حملہ کر دیا اور محل کے اندر داخل ہو گئے - مالدیپ کے سپاہی مالا باریوں کے خلاف جان نثاری سے لڑے - (۲۳۱) وزیر اعظم نے سلطان کو " کنو نور " کے علی راجہ کے سپرد کر دیا - اس کی موپلا فوج سلطان کو زبردستی اٹھا کر لے گئی - مگر لوگوں نے جلد ہی اس غدار وزیر کو پکڑ کر سمندر میں غرق کر دیا - (۲۳۲)

ادھر مالا باری محل کو آگ لگا دینے میں کامیاب ہو گئے - شاہی محل کو بار بار آگ لگا دینے میں دیر نہ لگتی تھی کیونکہ اس عمارت کا اکثر حصہ لکڑی کا تھا - مگر اب کے جو آگ بھڑکی تو اس کی لپیٹ میں شہر مالے کے اکثر آباد حصے بھی آ گئے - اس آگ سے مالے کی نصف آبادی متاثر ہوئی - (۲۳۳)

(۲۳۰ ق) <u>Discover Maldives</u> ، ۱۳

(۲۳۱) مصدر سابق ، ۲۳ -

(۲۳۲) پروفیسر ڈنلپ کی یادداشتوں سے یہ تفصیل حاصل کی گئی ہے -

(۲۳۳) <u>Discover Maldives</u> ، ۲۳ -

مالا باریون نے تقریباً چار ماہ تک مالدیپ پر قبضہ جمائے رکھا ۔ اس عرصے مین انھون نے لوٹ مار مچائے رکھی ۔ اور ہر چیز جو ان کے ہاتھ لگتی اٹھا کر لے جاتے رہے ۔ ہمین بعض موثق ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ مالا باریون کے چار ماہ کے قبضے کے بعد ہندوستان کے فرانسیسی گورنر جنرل ڈوپلے (: Goseph Dupleix) نے ۱۱۶۷ھ/ ۱۷۵۴ م مین ایک چھوٹے سے فرانسیسی دستے کی مدد سے مالے پر قبضہ کر لیا ۔ ۱۷۵۴ کے آخری ایام مین فرانسیسی گورنمنٹ نے ڈوپلے کو واپس وطن بلوا لیا ۔ مگر فرانسیسی دستہ کئی سال تک مالے مین مقیم رہا (یہ ڈنلپ کی یادداشتون پر مبنی ہے)

بالآخر ایک رات مالے کے باشندون نے ایک وطن پرست نوجوان " ملیجہ حسن مانیکو فانو " کی سرکردگی مین مالاباریون کے فوجی مرکز (:ہیڈ کوارٹرز) پر دھاوا بول دیا ۔ اس ناگہانی اور خلاف توقع حملے سے مالاباریون کے چھکے چھوٹ گئے ۔ اسی پریشانی کے عالم مین وہ کشتیون مین سوار ہو گئے اور جان بچا کر بھاگ نکلے ۔ (۲۳۴)

باتفاق رائے عامہ " حسن مانیکو فانو " کو مالدیپ کا سلطان تسلیم کر لیا گیا ۔ مگر حسن دیر تک انکار کرتا رہا ۔ اس کا خیال تھا کہ اگر سلطان زندہ ہے تو اسے دوبارہ تخت پر بٹھا دیا جائے ۔ مگر جب سلطان کی خیریت کی کوئی خبر نہ ملی تو ناچار اس نے امور سلطنت کو اپنے ہاتھ مین لے لینا گوارا کر لیا ۔ (۲۳۵) پھر بھی اس نے سلطان محمد مکرم عماد الدین کی بیٹی کو عارضی طور پر تخت پر بٹھا دیا اور خود نیابۃً حکومت کرتا رہا ۔

کچھ دنون کے بعد " حسن مانیکو فانو " کو اطلاع ملی کہ بہت سے مالا باری جہاز

---

(۲۳۴) مصدر سابق ۔

(۲۳۵) پروفیسر ڈنلپ کی یادداشتون مین اس واقعہ کو اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ وہ وزیر جو سلطان کی نیابت کرتا رہا خود ۱۷۶۰ م مین سلطان بن بیٹھا ۔ اور یہ کہ مالاباریون نے سات سال تک قبضہ قائم رکھا (نیز دیکھیے معجم الانساب والاسرات الحاکمۃ، ۴۵۱) ۔

مالے کی طرف بڑھ رہے ھین ۔ " حسن مانیکو فانو " نے ایک عجیب چال چلی ۔ حکم دے دیا کہ مالا بار کے جھنڈے ہر عمارت پر لہرا دیے جائین اور جتنے لوگ مالا باری لباس پہن سکتے ھین پہن کر مالے کے ساحل کے آس پاس گھومتے رھین ۔ مالا باریون نے جب یہ حال دیکھا تو دھوکہ کھا گئے ۔ اور مالے کے ساحل پر اتر پڑے ۔ مالدیپ کے لوگ پہلے ھی سے تیار تھے ۔ انھون نے مالا باریون پر اچانک فائر کرنے شروع کر دیے ۔ اور سب کو ڈھیر کر دیا ۔ اور مالاباری جہازون کا تمام بیڑا تباہ کر دیا ۔ (۲۳٦)

یہ بات یہین ختم نہ ھوئی ۔ چند ماہ کے بعد مالاباریون نے مالدیپ کو فتح کرنے کے لیے پھر ایک بھرپور کوشش کی اور اٹول " ھا / الف " کے جزیرہ " ڈونکلی " پر قبضہ کر لیا ۔ اب کے انھون نے یہان پر ایک فوجی مرکز بھی قائم کر لیا ۔ اس جزیرے سے وہ چھوٹی موٹی کشتیون مین بیٹھ کر دوسرے جزیرون پر حملے کرتے رھے ۔ جب سلطان " حسن مانیکو فانو " کو پتہ چلا تو وہ اپنے جنگی جہاز لے کر " دونکلی " کے جزیرے مین پہنچ گیا ۔ سلطان حسن کو پہلے " رنگا بدیری کلیجا فانو " خطاب دیا جا چکا تھا ۔ مگر اب جبکہ اس نے " ڈونکلی " کے جزیرے سے مالا باریون کو مار بھگایا تو اسے " الغازی " کا لقب دے دیا گیا ۔ " سلطان غازی حسن مانیکو فانو " نے اب محسوس کر لیا کہ مالا باریون کے حوصلے بڑھ رہے ھین اور یہ برابر شرارتین کرتے چلے جا رہے ھین تو اس نے ان کی مکمل اور مستقل روک تھام کے لیے فرانسیسیون سے مدد حاصل کرنے کے لیے اپنا ایک نمایندہ ھندوستان کے مشرقی ساحل پر واقع بندرگاہ " پانڈیچری " کے فرانسیسی کمانڈر کو بھیجا ۔ مذاکرات کے بعد فرانسیسیون نے مالے کی حفاظت کے لیے چند فرانسیسی فوجی مالے مین متعین کر دیے ۔ جب اگلی مرتبہ مالا باری حملہ کرنے کی غرض سے مالے کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ مالے کی گودی

---

۲۳٦ - Discover Maldives ، ۲۴ - ۲۵ -

مین فرانسیسی جہاز لنگر انداز ھین ۔ پھر بھی فرانسیسیون اور مالاباریون کے درمیان کچھ جھڑپین ھوئین ۔ مالا باری بھاگ جانے مین کامیاب ھو گئے ۔ اس کے بعد " سلطان حسن مانیکو فانو " نے فرانسیسی فوجیون کو مالے ھی مین مقیم رھنے کو کہہ دیا ۔ یہ فرانسیسی فوجی کافی مدت تک وھین مقیم رھے ۔ ھمین تاریخ سے ان کے قیام کی مدت کے بارے مین معلومات نہین مل سکین ۔ (٢٣٧)

" سلطان غازی حسن معز الدین مانیکو فانو " ١١٧٣ھ/١٧٥٩ م سے ١١٨٠ھ/١٧٦٧ م تک حکومت کرتا رھا ۔ مالدیپ مین یہ سلطان ڈون بندہ رین (Don Bandaarain) کے نام سے بھی یاد کیا جاتا رھا ھے ۔ (٢٣٨)

سلطان غازی حسن کے بعد ابراھیم اسکندر (ثانی) کا بیٹا ١١٨٠ھ/١٧٦٧ م مین تخت نشین ھوا ۔ اس کے بعد غازی حسن کا چچیرا بھائی محمد شمس الدین ١١٨٧ھ/١٧٧٣ م مین تخت پر بیٹھا ۔ اس کے بعد غازی حسن کا بیٹا محمد معزالدین اور اس کے بعد غازی حسن کا دوسرا بیٹا حاجی حسن نورالدین ، اور پھر حاجی حسن نورالدین کے بعد اس کا بیٹا محمد معین الدینؒ ١٢١٣ ھ / ١٧٩٨ م مین تخت پر بیٹھا ۔ سلطان محمد معین الدین نے ١٢٢٦ھ/١٨١١ م مین ھندوستان اور لنکا کے گورنر جنرل کو ایک محضر نامہ ارسال کیا ۔ اور ایک جہاز کے افسرون کے خلاف شکایت کی جنھون نے مالدیپ کے لوگون سے ناروا سلوک کیا تھا ۔ اس جہاز پر برطانوی جھنڈے لہرا رھے تھے اور یہ جہاز جزائر مالدیپ کی چٹانون سے ٹکرا کر تباہ ھو گیا تھا ۔ لارڈ منٹو نے سلطان کو جواب مین ھمدردی کا خط لکھا اور کچھ قیمتی تحایف سلطان کے حضور بھیجے ۔ اس کے بعد جب تک لنکا مین برطانوی راج قائم رھا ۔ سلطان مالدیپ سکون سے حکومت کرتا رھا ۔ (٢٣٩)

---

(٢٣٧) مصدر سابق ، ٢٥٠ ۔
(٢٣٨) مصدر سابق ، ٢٥٠ ۔
(٢٣٩) پروفیسر ڈنلپ کی یادداشتیں ۔

برطانوی دور حکومت مین هندوستان کی بحریہ کے دو افسرون لفٹنٹ ینگ (Young
اور کرسٹوفر (: Christopher) کو کپتان مورسبی (: Capt. R. Moresby)
کی نگرانی مین مالدیپ کے جزائر کا جائزہ (: Survey) لینے کے لیے متعین کیا گیا ۔
یہ ۱۸۳۴ اور ۱۸۳۵ م مین کام کرتے رہے ۔ کپتان مورسبی نے ۱۸۴۰ م مین اپنی کتاب بعنوان
"Nautical Directions for Maldive Islands"

لندن سے شائع کی ۔ مگر ینگ اور کرسٹوفر کی یادداشتین غیر مطبوعہ شکل ھی مین رھین ۔
اور یہ دونون افسر اپنا کام مکمل نہ کر سکے اور بیمار پڑ گئے ۔ ان کی یادداشتون پر
مبنی کچھ مواد بمبئی جیاگرافیکل سوسائٹی کے جریدے مین شائع ھوتا رھا ۔ (۲۵۰)

سلطان محمد معین الدین کے بعد اس کا بیٹا محمد عماد الدین بن محمد معین الدین
۱۲۵۰ھ/۱۸۳۵ م مین تخت نشین ھوا ۔ اور ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ م تک بڑے امن کی حکومت کی ۔

مالدیپ کو پرتگالیون اور مالاباریون سے ھمیشہ خدشہ لاحق رھا ۔ اس لیے
برطانوی لنکا سے مالدیپ کے سلطان نے دوستانہ مراسم قائم رکھے ۔ اور باقی دنیا سے
رابطہ استوار کرنے کی کبھی خواھش نہ کی ۔ چودھوین صدی ھجری کے آغاز مین جب یورپ
اور شرق بعید کی بڑی بڑی طاقتون نے ھر جگہ اپنا نفوذ قائم کرنا شروع کیا تو مالدیپ
کو ھر طرف سے خطرہ امڈتا نظر آیا ۔ چنانچہ ۳۰ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ/ ۱۶ دسمبر
۱۸۸۷ م کو سلطان محمد معین الدین (ثانی) نے برطانوی حمایت (: protectorate
مین چلے جانا پسند کیا ۔ اور ایک معاھدے کی رو سے برطانیہ کو اپنا حلیف اور مددگار
بنا لیا ۔ برطانوی حکومت کی جانب سے لنکا کے گورنر سر گورڈن (Sir H.A.Gordon
نے معاھدے پر دستخط کر دیے ۔ اس طرح مالدیپ کو اپنی دفاع کی پختہ ضمانت مل گئی ۔

---

(۲۵۰) برٹش میوزیم کی فہرست کتب ۔

برطانیہ کو مالدیپ کے دارالحکومت مالے مین کبھی عمل دخل نہین رہا ۔ (۲۵۱)

البتہ برطانیہ کو دوسری عالمی جنگ کے دوران " اڈو " اٹول کے جزیرہ " گان " مین برطانوی ہوائی بیڑے کا اڈہ قائم کرنے کی اجازت دے دی گئی ۔ باقی ماندہ جزائر مین سلطان کی حکمرانی بدستور قائم رہی ۔ ۱۹۵۷ م سے اس جزیرے کو ہوائی مرکز (air-base) کے طور پر استعمال کیا جانے لگا ۔ بالآخر ۱۹۷٦ م مین برطانیہ نے اس جزیرے کو بھی خالی کر دیا ۔ (۲۵۲)

۲۳ اپریل ۱۹۴۸م کو ۱٦ دسمبر ۱۸۸۷ م کے معاہدے مین ترمیم کی گئی ۔ یہ معاہدہ مالے مین طے پایا ۔ اس کی رو سے مالدیپ نے برطانوی گورنمنٹ کو خراج دینا بند کر دیا ۔ مگر برطانوی گورنمنٹ نے مالدیپ کی حمایت کے وعدے کو برقرار رکھا ۔ (۲۵۳)

بالآخر وزیر اعظم ابراھیم ناصر کی قیادت مین ایک اور معاہدہ مرتب کیا گیا ۔ اس معاہدے پر ۲٦ جولائی ۱۹٦۵ م کو برطانوی حکومت کے نمایندے اور وزیر اعظم ابراھیم ناصر نے دستخط کیے اور اس معاہدے کی رو سے مالدیپ کو مکمل آزادی دے دی گئی اور وزیر اعظم کو آزاد مالدیپ کا پہلا پریزیڈنٹ (:صدر) تسلیم کر لیا گیا ۔ (۲۵۴) ۲۹ مارچ ۱۹۷٦ م کو برطانوی افواج سر زمین مالدیپ سے کاملاً نکل گئین ۔

ابن بطوطہ اور ایف ۔ پائرارڈ نے مالدیپ کے باشندون کے رہن سہن ، ان کی عادات و اطوار ، ان کے تمدن اور حضارۃ کا جو نقشہ پیش کیا ھے اسے ہم پچھلے صفحون مین مناسب جگہ پر بیان کر آئے ھین ۔ بیل (H.C.P. Bell) ،

---

(۲۵۱) *Discover Maldives* ، ۲۲ ۔
(۲۵۲) مصدر سابق ، ۲٦ ۔
(۲۵۳) مصدر سابق ،
(۲۵۴) مصدر سابق ، ۲۷ ۔

آئی - سی - ایس ، جو لنکا مین آثار قدیمہ کا کمشنر تھـا ، اور جو ۱۳۰۰ھ /۱۸۸۳ م مین جزائـر مالدیپ مین آیا ، اس نے تمام جزائـر مالدیپ کا سروے (: Survey) کیا یعنی جائـزہ لیا اور مالدیپ کی تہذیب اور اس کے تمدن پر محققانہ انداز سے بحث کی - مالـدیپ کے احوال و کوائف جو بیل نے مرتب کیے ہین وہ بلا شبہ بہت مفصل اور نہایت معتبر شمار ہوتے ہین - اس نے مالـدیپ کی تاریخ از سـر نـو مرتب کی - اس سلسلے مین ہم پروفیسـر ڈنلپ کے بہت ممنون ہین ۷ جنھون نے بیل کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مقالات اور مواد سـے ہمین اہم اقتباسات فراہم کیے ہین - بیل نے ۱۳۴۰ھ /۱۹۲۱-۱۹۲۲ م مین بھـی مالدیپ کا دورہ کیا اور نئی معلومات جمع کین -

بیل نے ابن بطوطہ ، الف - پائیرارڈ اور حسن تاج الدین کے بیان کردہ کوائف کی نـہ صرف تصدیق اور تائیـد کی ہـے بلکہ ساتھ ہی ساتھ مالدیپ کے لوگون پـر نئی روشنی کے جو اثرات مرتب ہوئے ہین وہ بھی بیان کیے ہین ، مثلاً یہ کـہ یہان کے لوگ کبھی سر کے بال بڑھاتے تھے اور انھین جوڑے کی صورت مین سر کی ایک جانب باندھ دیتے تھے - مگر بیل لکھتا ہے کـہ اب مالدیپ کے لوگ بال کٹوانـے لگ گئے ہین - اور یورپی طرز کے بال رکھنا زیادہ پسنـد کرتے ہین - اور یـہ کہ ان کے حجام اب بھی مسجد کے قریب بیٹھ کـر لوگون کے بال تراشتے ہین -

بیل لکھتا ہے کـہ مالدیپ کے لوگون کے لباس مین کچھ کچھ تبدیلی آنے لگی ہے - کچھ لوگ " ہرو والو " (یعنی پاجامہ) پہننے لگ گئے ہین - اور کُرتے پر " مدو " (یعنی کمر بنـد) باندھنـا ان کا خاص رواج ہے - سـر پر " روما " (: رومال) بھـی رکھتے ہین -

بیل کے زمانـے تک بھی مالدیپ کے لوگ ننگے پاؤن پھرتے تھے - اگرچہ تاجرون اور باہر

سے آنے والے مسافرون کے دیکھا دیکھی یہان کے لوگون نے پاپوش اور بوٹ پہننا شروع کر دیا هے مگر ابھی جوتا پہننا عام نہین ھوا ـ ننگے پاؤن چلنے مین ان لوگون کو آسودگی محسوس ھوتی ھے ـ بیل کا خیال ھے کہ ننگے پاؤن چلنا پھرنا بودھون کی تہذیب کے باقیات مین سے ھے ـ بودھون کی تہذیب کے باقیات مین سے پیپل کے درخت کا احترام بھی ھے ـ چنانچہ ھر مسجد کے صحن یا دروازے کے قریب پیپل کا درخت ضرور ملیگا ـ مگر یہ لوگ پیپل کے درخت کی پوجا نہین کرتے ـ

بیل کو بکری کا ایک بچہ (:میمنہ) تحفے مین دیا گیا ـ بیل نے اسے خوشی سے قبول کر لیا اور بہت بہت شکریہ ادا کیا ـ وہ سمجھتا تھا کہ ھندوستان مین میمنے کی کوئی خاص قدر نہین اور نہ یہ کوئی قیمتی جانور ھی ھے ـ البتہ مالدیپ مین یہ واقعی ایک نادر تحفہ سمجھا جاتا ھے ـ

بیل کہتا ھے کہ یہان پر لوگون کے عام نام یہی دو چار ھین ـ محمد ، ھالے (یعنی علی) ، حسین ، حسن اور ابراھیم ـ خاتون کو " بی‌بی " کہ کر خطاب کرتے ھین ـ مسٹر کی جگہ " کلو " اور مسز (:بیگم) کے لیے " کملو " کا سابقہ استعمال کرتے ھین ـ

بیل نے یہ بھی لکھا ھے کہ مالدیپ کے باشندے عموماً توھم پرست ھین ـ تعویذ ، گنڈے اور سحر (:جادو) پر یقین رکھتے ھین ـ اور شگون بھی لیتے ھین ـ مثلاً مچھلی کے شکار پر جانے والے کو کبھی " السلام علیکم " نہین کہینگے ـ اگر کوئی مسافر اپنے سفر پر نکل پڑے تو یہان کے لوگ اسے ھر گز نہ چھوئینگے بلکہ مصافحہ تک بھی نہین کرینگے ـ جمعرات کی شام کو یہ لوگ کسی کو کچھ ادھار نہین دینگے ـ اس روز قرضہ دینے کو یہ لوگ منحوس خیال کرتے ھین ـ

ایک عجیب بات یہ بھی ھے کہ مالدیپ کے لوگ اھتمام کرتے ھین کہ بیٹھے ھوئے

آدمی کے آگے سے نہ گزرین - بلکہ اس کے پیچھے سے ذرا جھک کو گزرین گے - اور ساتھ ھی ساتھ " اسّا " کا لفظ بھی بولینگے -

چارپائی ، کرسی یا کسی اونچی جگہ پر بیٹھ کر یہ لوگ اپنی ٹانگین نہین جُھلائین گے - ان کے ھان ٹانگون کو جُھلانا بد شگونی کی علامت ھے -

بیل نے یہ بھی بیان کیا ھے کہ یہان کے لوگون کے نزدیک اگر کسی روزہ دار کے چوٹ آ جائے اور خون بہہ جائے تو اس کا روزہ جاتا رھا -

ایک اور عجیب رواج ھے کہ یہ لوگ عید کے کپڑے سنبھال کو رکھتے ھین تاکہ یہ کپڑے اس کے مرنے کے بعد اس کی میت پر رکھے جائین -

اس باب مین ھم نے مالدیپ کے سیاسی ، سماجی ، ثقافی اور تہذیبی حالات (مختلف ادوار کے اعتبار سے) یک جا کرنے کی ایک حقیر سی کوشش کی ھے - اگرچہ ھم انھین مفصل حالات تو نہین کہ سکتے - مگر مالدیپ کے باشندون کی سیاسی ، سماجی اور ثقافی زندگی کے اھم خد و خال ضرور سامنے آ گئے ھین -

......

بـــــاب رابـع

مالدیپ مین اسلام کی آمد اور اس کی تبلیـغ و اشـاعـت :-

ابن بطوطہ کا ایک بیان ہم نے باب ثالث کے آغاز مین درج کر دیا تھا جس سے واضح ہو جاتا ہے کـہ جزائـر مالـدیپ کـے باشنـدون نـے کـب اور کـس طـرح اسلام قبـول کیـا -

ابن بطـوطـہ نے مالـدیـپ کے چند فقیـہ اور صـالح آدمیون کی روایت پر مبنی ایک حکایت بیان کی ہـے - یہ فقیـہ ، عالم اور نیک آدمی مالـدیپ مین اور بالخصوص دارالحکومت مالـے مین اعلی عہدون پر فائـز تھـے - یـون بھی یہان کے لوگ نہ جھوٹ بولتـے ہین نـہ دھوکـہ دیتـے ہین - اس لیـے ان کی روایت کردہ حکایت کو ثقـہ جاننـے مین ہمین کوئی تامل نہین - ابن بطوطہ نے ان راویون کے نام بھی بتائے ہین - یعنـی فقیـہ عیسـیٰ الیمنی ، فقیـہ معلم علی اور قاضی عبداللہ -

سب سے پہلے جب ابن بطوطہ جزائـر مالدیپ مین داخل ہـوا تو وہ جزیرہ "کَنَّلُوس" مین اترا - ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ یہ جزیرہ (کَنَّلُوس) بہت خوبصورت ہے - اس مین مسجـدین بے شمار ہین اور یہان کے لوگ نیک اور دیندار ہین - اسی جزیرہ مین ابن بطوطہ کو فقیـہ علی رملا ، جو بـڑا عالم تھا اور علماء کے خاندان سے تعلق رکھتـا تھا - اس کے بیٹـے بھی علمی مشاغـل سے وابستگی رکھتے تھـے - اس فقیـہ علـی نے ابن بطـوطـہ کـی ضیافت کی اور ابن بطـوطـہ اس جزیرے مین دس دن مقیم رہـا - (۱)

---

(۱) تحفة النظـار ، ۲ : ۲۶۳

جزیرۂ " کَنَلُوس " سے چل کر ابن بطوطہ دسوین روز جزیرۂ مالے مین جا پہنچا ۔ جب اس نے مالے کے جزیرے کی سر زمین پر قدم رکھا تو خدام ابن بطوطہ کو شاہی محل کی طرف لے گئے ۔ محل کے تیسرے مسقّف دروازے پر ابن بطوطہ کا استقبال کرنے کے لیے قاضی عیسیٰ الیمنی موجود تھا ۔ (۲) قاضی عیسی وزیر اعظم محمد جمال الدین کے خواص مین سے تھا ۔ چنانچہ جب وزیر اعظم نے شام کو کھانے پر جملہ وزراء ، امراء اور نواب کو مدعو کیا تو قاضی عیسیٰ الیمنی بھی وزراء کی صف مین وہان محفل مین موجود تھا ۔ (۳)

اسی طرح قاضی عبداللہ کو محض قاضی ہونے کی نسبت سے معتبر شمار کرنا نامناسب نہین ۔ قاضی ابن بطوطہ نے ان تینون کو ثقہ قرار دیا ہے ۔ (۴)

ابن بطوطہ ان تین معتبر علماء کی روایت پر انحصار کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ مالدیپ کے باشندے پہلے کافر تھے (یعنی بدھ مت سے تعلق رکھتے تھے) ۔ ان کے یہان ہر ماہ ایک عفریت (جنّ) ظاہر ہوا کرتا تھا ۔ جو سمندر کی جانب سے ایک جہاز کی شکل مین مالے کی طرف بڑھتا چلا آتا تھا ۔ اس جہاز سے قندیلین اور مشعلین آویزان ہوتی تھین ۔ جب لوگ جہاز کو آتا دیکھتے تو اپنے قدیم عقیدے کے مطابق ایک کنواری لڑکی کا انتخاب کرتے اور اسے سجا بنا کر ایک معبد مین چھوڑ آتے ۔ جو آبادی سے دور سمندر کے ساحل پر واقع تھا ۔ راوی بیان کرتے ہین کہ اس معبد مین کچھ بت بھی پڑے رہتے تھے (ممکن ہے کہ یہ بدھ کی

---

(۲) مصدر سابق، ۲ : ٦٦۳

(۳) مصدر سابق ، ۲ : ٦٦۵

(۴) مصدر سابق، ۲ : ٦۵۹ ۔ (ابن بطوطہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کے علاوہ اور بہت سے لوگون نے یہ حکایت بیان کی ہے) ۔

مورتیان اور مجسمے ھون، جن مین سے کچھ کھدائی کے دوران بیل نے دریافت کیے) ۔ (۵)
رات کے کسی وقت یہ عفریت غائب ھو جاتا ۔ جب صبح کو لوگ آ کر دیکھتے تو لڑکی کو
مردہ اور عصمت دریدہ پاتے ۔ یہ بے چارے ہر ماہ آپس مین قرعہ اندازی کرتے تھے ۔ جس
کے نام قرعہ نکلتا اسے اپنی بیٹی دان کرنا پڑتی ۔ مدتون یہ دستور چلتا رھا ۔

ایک مرتبہ اس جزیرہ مین ایک بربری عالم وارد ھوا ۔ اسے ابوالبرکات یوسف المغربی
کہتے تھے ۔ حافظ قرآن تھا ۔ وہ جزیرہ مالے مین ایک بڑھیا کے گھر اترا ۔ ایک روز
جب شام کو ابوالبرکات گھر مین داخل ھوا تو بڑھیا اور اسکے تعلق دارون کو روتے
پایا گویا کوئی ماتم ھو گیا ھے ۔ اس نے وجہ پوچھی مگر اسے کچھ سمجھ نہ آئی ۔
ایک ترجمان بلوایا گیا تو اسے حال معلوم ھوا ۔ بڑھیا نے رو رو کر بتایا کہ یہ
اس کی اکلوتی بیٹی ھے ۔ اسے اب عفریت مار ڈالیگا ۔ ابوالبرکات نے اسے تسلی دی
اور کہا کہ تیری بیٹی کی جگہ مین جاؤن گا ۔ یہ ابوالبرکات کھوسا تھا ۔ (مغرب
مین کھوسے نسبتاً زیادہ پائے جاتے ھین) ۔ چنانچہ لوگ ابوالبرکات کو معبد مین
چھوڑ آئے ۔ وہ وضو سے تھا ، ساری رات قرآن حکیم کی تلاوت کرتا رھا ۔ محراب دار
دروازے سے عفریت نمودار ھوا مگر ابوالبرکات تلاوت کرتا رھا ۔ عفریت قرآن پاک کی تلاوت
سن کر سمندر مین واپس کود گیا ۔ صبح دم یہ لوگ معبد مین ابوالبرکات کی لاش لینے
گئے تو دیکھا کہ وہ کھڑا تلاوت کر رھا ھے ۔ ابن بطوطہ نے یہ روایت بھی کی ھے
کہ مالدیپ کے لوگ اس زمانے مین مردے کو جلا دیا کرتے تھے ۔ (٦)

لوگ دوڑتے ھوئے اپنے راجہ " شنو رازا " کے پاس گئے اور اسے سارا واقعہ سنایا ۔

---

(۵) Discover Maldives ، ۲۳

(٦) تحفۃ النظار ، ۲ : ٦٦٠ ۔ (مہاتما بدھ کی لاش کو بھی جلا دیا گیا تھا) ۔

پھر ابوالبرکات المغربی سے راجہ کی ملاقات ھوئی ۔ ابوالبرکات نے راجہ کے سامنے اسلام پیش کیا اور اسے مسلمان ھو جانے کی ترغیب دلائی ۔ راجہ نے تأمل کیا اور کہا کہ تم ایک ماہ یہان رک جاؤ ۔ اگر تم اب کے بھی عفریت سے بچ جاؤ گے تو مین اسلام قبول کر لون گا ۔ چنانچہ ابوالبرکات المغربی وھین رک گیا ۔ اور راجہ نے اگلے ماہ کا انتظار کیے بغیر اسلام قبول کر لیا ۔ اگلے ماہ بھی المغربی کو اسی معبد مین لوگ پھر چھوڑ آئے مگر عفریت نے نہ آنا تھا نہ آیا ۔ راجہ اور لوگون نے صبح جا کر دیکھا تو ابوالبرکات تلاوت کر رھا تھا ۔ لوگون نے بت توڑ دیے اور معبد گرا دیا ۔ اس طرح مالدیپ کے سب لوگ مسلمان ھو گئے ۔ ابوالبرکات مالکی المذھب تھا چنانچہ یہ لوگ بھی اسی مذھب پر رھے ۔ راجہ نے ایک مسجد بنوائی اور اس کی محراب پر لکڑی مین یہ نقش کندہ کروایا جسے ابن بطوطہ نے اپنے " رحلۃ " مین درج کیا ھے :

" اسلم السلطان احمد شنورازا علی یدہ ابی البرکات البربری المغربی "

یعنی سلطان احمد شنورازا نے ابوالبرکات البربری المغربی کے ھاتھ پر اسلام قبول کیا ۔ (۷)

شاید ابن بطوطہ اس حکایت کو محض واھمہ کا کرشمہ سمجھتا رھا ۔ مگر اس نے ایک اور واقعہ بیان کر کے اس حکایت کی صحت پر مہر تصدیق لگا دی ھے ۔ وہ لکھتا ھے کہ ایک بار اس نے شام کے وقت لوگون کو " لا الہ الا اللہ " " لا الہ الا اللہ " اور " اللہ اکبر " " اللہ اکبر " کے نعرے بلند کرتے سنا اور یہ بھی دیکھا کہ لڑکے بالے اپنے سرون پر مصاحف (یعنی قرآن کریم کے نسخے) اٹھائے پھر رھے ھین ،

---

(۷) مصدر سابق ، ۲ : ۲۶۰

اور یہ بھی دیکھا کہ عورتیں تانبے اور پیتل کی طشتریاں اور برتن کھنکنا رہی ھیں - ابن بطوطہ رقمطراز ھے کہ میں یہ سب کچھ دیکھ کر متعجب ھوا اور ان سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ھے ؟ لوگوں نے میری توجہ ساحل سمندر کی طرف مبذول کراتے ہوئے کہا : وہ دیکھو کیا آ رہا ھے ؟ یہ وھی عفریت ھے - ابن بطوطہ مزید لکھتا ھے کہ میں نے جب سمندر کی طرف نظر دوڑائی تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا جہاز مالسے کے ساحل کی طرف بڑھ رہا ھے اور اس کے آس پاس دیے ، شمعیں ، قندیلیں اور مشعلیں لٹک رہی ھیں - گویا ٥٤٨ ھ / ١١٥٣م سے ٧٤٤ ھ / ١٣٤٣ م تک یہ عفریت کئی بار آتا رہا - مگر جب یہ لوگ " لا الہ الا اللہ " اور " اللہ اکبر " کے نعرے فضا میں بلند کرتے ھیں تو وہ عفریت واپس چلا جاتا ھے - (٨)

ابن بطوطہ نے ایک طرح سے پہلی حکایت کی تصدیق کی ھے - اس کے بعد اور اس کے آگے پیچھے ھم تک اس عفریت کے بارے میں کسی اور ذریعے سے کوئی خبر نہیں پہنچی - بہر حال اب مالدیپ کی جملہ آبادی مسلمان ھو چکی ھے -

یہ بات مستبعد خیال نہیں کی جا سکتی کہ ابوالبرکات البربری المغربی سے پہلے بھی مسلم تاجر، جہاز ران اور مہم جُو مسافر ان جزائر میں آتے جاتے رھے - مگر کسی نے براہ راست بلا واسطہ اسلام کی تبلیغ نہیں کی - اگر یہاں کے اکا دکا لوگ کسی زمانے میں ان تاجروں اور نو وارد مسافروں کے اخلاق و اطوار یا میل ملاپ سے متاثر ھو کر مسلمان ھو گئے ھوں تو کچھ تعجب کی بات نہیں - البلاذری نے چند مسلم یربوعی عورتوں کا ذکر کیا ھے جنھیں بحری قزاقوں نے

---

(٨) مصدر سابق ، ٢ : ٦٦١

دیبل کے قریب پکڑ لیا اور جنھون نے الحجاج کی دھائی دی ۔ (۹) اگر یہ عورتین جزائر مالدیپ مین مسلم تاجرون کی اولاد سے تھین تو یہ باور کیا جا سکتا ھے کہ یہان آغاز ھی سے لوگون کو اسلام سے روشناس کرانے کے لیے تاجر اور جہاز ران پہنچ چکے تھے ۔ مگر حیرت ھے کہ ان جزائر مین ایسے مسلمانون کا کوئی نشان پہلے سے نہین ملا ۔ گمان غالب یہ ھے کہ یہ عورتین لنکا سے تعلق رکھتی تھین ۔ (۱۰)

۵۴۸ ھ / ۱۱۵۳ م مین اسلام ایک انقلاب کی طرح مالدیپ پر چھا گیا ۔ ھم صرف یہ کہ سکتے ھین کہ محض ابوالبرکات المغربی کے کرشمے سے متاثر ھو کر یہان کے لوگ مسلمان ھو گئے یا صرف جوش عقیدت ھی سے مسلمان ھو گئے ۔ اس کے بعد اسلام کی حقیقی تعلیمات کو پوری طرح سمجھنے سمجھانے کی کوشش کم کی گئی ۔ مالدیپ کے لوگ پہلے بھی نیک اور خاصے اچھے آدمی تھے ۔ اسلام قبول کر کے اور بھی اچھے ھو گئے ۔ پھر بھی ان کے معاشرے مین چند نقائص رہ گئے جنھین دور کرنے کے لیے ابن بطوطہ کے مالدیپ مین آنے سے پہلے کسی تاجر یا جہاز ران یا مسافر نے کوئی اقدام نہین کیا ۔ البتہ اپنے ڈیڑھ سال کے قیام مین قاضی ابن بطوطہ نے مالدیپ کے باشندون کو چند اصلاحی ھدایات ضرور جاری کین ۔ مثلاً طلاق باین کے بعد کوئی مرد اپنی مطلقہ کو اپنے گھر مین نہین رکھ سکتا ۔ اس نے ایسے پچیس مردون کو سزا دی اور مطلقہ عورتون کو وھان سے آزاد کر کے ان کے مان باپ کے ھان بھجوا دیا ۔ (۱۱) امامون اور مؤذنون کی تنخواھین

---

(۹) البلاذری : فتوح البلدان ، ۴۳۵

(۱۰) جزیرۂ یاقوت سے غالباً لنکا (، سرندیپ) ھی مراد ھے ۔ یہان مختلف قسم کے یاقوت پائے جاتے ھین ۔

(۱۱) تحفۃ النظار ، ۲ : ٦٦۹

مقرر کیں تاکہ وہ آزادی سے دین کی خدمت کر سکیں ۔ (۱۲) عورتوں کو پورا مکمل اسلامی لباس پہننے کی تلقین کی ۔ (۱۳) جمعہ کی نماز سے غیر حاضر ہونے والوں کو تنبیہ کی ۔

قاضی ابن بطوطہ نے سختی سے زنا کی سزا کے حکم پر عمل در آمد کروایا ۔ ہم یہ محسوس کرنے میں کسی حد تک حق بجانب ہیں کہ ابن بطوطہ سے پہلے یہاں کے لوگ حد جاری کرنے میں پس و پیش کرتے رہے ۔ ایک بار جب چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا قاضی ابن بطوطہ نے سنائی تو مارے خوف کے اس مجلس کے کئی آدمی غش کھا کر گر پڑے ۔ (۱۴) قتل کی اسلامی سزا سے لوگ واقف ضرور تھے مگر یہ سزا کبھی نہ دی گئی تھی ۔ وہ جلا وطنی پر اکتفاء کرتے تھے ۔ زنا کی بھی یہی سزا تھی جیسے سلطان شہاب الدین کو جزیرے سے نکال دیا گیا تھا ۔ (۱۵)

سر تامس آرنلڈ (Sir Thomas Arnold) نے اپنی کتاب دعوت اسلام (Preaching of Islam) میں مالدیپ کے اسلام کی آمد کے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مالا بار کے ساحل سے جزیرہ لکادیپ اور جزائر مالدیپ میں اسلام کی اشاعت ہوئی ۔ ان جزائر میں عرب اور ایران کے تاجروں کی وساطت سے اسلام پھیلا ۔ یہ تاجر یہاں آ کر آباد ہو گئے اور یہیں انھوں نے مقامی عورتوں سے نکاح کر لیا ۔ اور اپنے مذہب کو بتدریج پھیلانے کے لیے راستہ ہموار کر لیا ۔ (۱٦)

---

(۱۲) مصدر سابق ، ۲ : ٦٦۹
(۱۳) مصدر سابق ۔
(۱۴) مصدر سابق ، ۲ : ٦۵۵
(۱۵) مصدر سابق ، ۲ : ٦٦۱
(۱٦) Preaching of Islam ، ویسٹ منسٹر ۱۸۹٦ء ، ۳۰۱

همین آرنلڈ کی رائے سے اتفاق کرنے مین کچھ تامل ھے - پہلی بات یہ کہ مالا بار کی اکثر آبادی مدت دراز تک غیر مسلم رھی ، جبکہ مالدیپ کے تمام لوگ ۵۴۸ ھ / ۱۱۵۳ م مین مسلمان ھو گئے - مالدیپ کے لوگون پر مالا باریون کے ذریعے اسلام کا اثر انداز ھونا ایک موھوم سا مفروضہ ھے - یہ کیسے ممکن ھو سکتا ھے کہ مالا بار کے مبلغین اسلام اپنے علاقے مین تو اسلام کی کچھ خدمت نہ کر سکے لیکن مالدیپ مین تمام لوگون کو اسلام کی طرف لے آئے - دوسری بات یہ بھی قابل غور ھے کہ جب مالدیپ کا راجہ مسلمان ھوا تو اسکی ساری رعایا بھی مسلمان ھو گئی اور اب تک مسلمان ھے - سچ ھے : (النّاس علی دین ملوکھم) نیز یہ بھی ناممکن سی بات ھے کہ بدھ مت کی عورتین آسانی سے مسلمانون سے نکاح کر لین -

.....

باب خامس

مالدیپ کی زبان و ادب پر اسلام کے اثرات :

جیسا کہ ہم باب ثانی کے آغاز میں اختصار سے بیان کر آئے ہیں کہ مالدیپ کے باشندے بودھوں کی پرانی زبان سنہالی (: شنگھالی) سے ملتی جلتی زبان بولتے ہیں - جہاں تک بولی یعنی بولی جانے والی زبان کا تعلق ہے یہ زبان قدیم سے یہاں ویسے کی ویسے ہی چلی آ رہی ہے - اس ملک پر نہ کسی غیر ملکی استعماری طاقت نے آ کر مستقل قبضہ کیا نہ ان غیر ملکیوں نے اپنی برتری دکھانے کے لیے اپنی تہذیب و تمدن کو مالدیپ کے لوگوں پر ٹھونسا - نہ اجنبی تاجروں کے گروہ بڑی کثرت سے یہاں آئے ، اور نہ یہاں انھوں نے منڈیاں قائم کیں ، نہ میلے برپا کیے، نہ کارخانے ہی لگائے - اس لیے مالدیپ والوں کی زبان جوں کی توں ہی رہی - البتہ مالدیپ والوں نے دوسری زبانوں سے کچھ الفاظ ضرور مستعار لیے - ایسے الفاظ کا مستعار لینا واقعی کسی حد تک ناگزیر تھا - کیونکہ ان کی قدیم زبان میں ان الفاظ کے لیے مترادفات موجود نہ تھے - مثلاً میز (جو انھوں نے فارسی زبان سے مستعار لیا) ، (۱) فارسی کے لفظ " چمچہ "

---

(۱) فرہنگ استینگاس (فارسی - انگلیسی) ، لندن ۱۸۹۲ م ، ص ۱۳۶۱ -

کو " صحصہ " تلفظ کو کے اپنا لیا ۔ (۲) عرض بلند کے لیے انھوں نے لفظ " عرض " لے لیا ۔ اسی طرح طول بلند کے لیے " طول " کا لفظ لے لیا ۔ یہ الفاظ جہازرانی میں اکثر استعمال ہوتے ہیں ۔ اسی طرح قرطاس (:کاغذ) کے لیے " کرودس " کا لفظ دیہی میں آ گیا ہے ۔ (۳) چاروں سمتوں میں سے جنوب کے لیے " دکھن " (جو ہندوستانی لفظ ہے) کا لفظ مستعمل ہے ۔ یا عربی کا لفظ " سہیل " کیونکہ یہ " سہیل " جنوب کا ایک اہم ستارہ ہے ۔ (۴) کنایہ " سہیل " جنوب کے لیے بولا جاتا ہے ۔ قطب نما کے لیے " مس ربع " کا لفظ استعمال کرتے ہیں ۔ " وقتگو " کا لفظ دھوپ گھڑی کے لیے ، " شمعدانگ " (:شمع دان) ، " فانوس " کا لفظ لالٹین کے لیے ، " موزہ " (فارسی) ، " گلنگ " (:کلک) یعنی قلم ، " دوادو " (:دواۃ) یعنی inkpot ، " الماری " (پرتگالی لفظ) ، (۵) " وستادو " (یعنی استاد) ۔

دین کی اصطلاحات یعنی دین اسلام کی اصطلاحات بڑی کثرت سے جون کی تون دویہی میں آ گئی ہیں اور خوب مستعمل ہیں ۔ مثلاً " اسلامو " (:مسلمان) ، " کافر " (:کافر) ، " اسلانگ دین " (یعنی دین اسلام) ، " نمادو " (یعنی نماز) ، " رودہ " (:روزہ) ، " مسّکی " (:مسجد ، جو سندھی اور سرائیکی میں " مسیت " کہلاتی ہے) ، بانگی (:بانگ یعنی اذان دینے والا ، مؤذّن) ، " ملائکہ " (یعنی فرشتے) ، " جنّی " (:جن ، بھوت) ، " دنیا " (یعنی جہان) ، " مؤدین "

---

(۲) مصدر سابق ، ص ۳۹۹
(۳) الفرائد الاریۃ ، بیروت ۱۹۱۵ م ، ۵۹۹ ، کریسٹوفر ، ص ۵۶
(۴) Canopus - مصدر سابق ، ص ۳۲۲ ، کرسٹوفر ، ص ۴۷
(۵) علمی لغت (اردو) ، علمی کتاب خانہ ، لاہور ، ص ۱۳۰

(: موذن) ، " سیطان " (یعنی شیطان) ، " توبہ " (: توبہ) ، " تمویز "
(بمعنی گنڈا تعویز ، سحر) ، " سلام / سلامن " (: سلام ، السلام علیکم کہنا) ،
" اولیاء " (بمعنی ولی ، نیک آدمی) ، " زنا " (غیر شرعی مباشرت) ،
" قبرہ " (: قبر) ، " کفن " یا " کپن " (: کفن) ، " قبرسدان " (بمعنی
مسجد کا صحن) ، " روح " (: روح) ، " درہ " (یعنی درہ) ،

خالص عربی کے بہت سے لفظ بھی دویہی میں ملتے ھین اور عام بولے اور سمجھے جاتے
ھین مثلاً " عمر " (: عمر) ، " ابدا " (: یعنی ھمیشہ) " فتو " (: فتی بمعنی
نوجوان / لڑکا) ، " ھوا " یا " اوا " (بمعنی چلتی ھوئی ھوا) ، " حمارو "
(یعنی حمار ، گدھا) ، " عیبو " (یعنی عیب ، قسمت ، تقدیر) ، " خبر "
(: خبر ، اخبار ، معلومات) ، " لباس " (یعنی قیص) ، " تصیرو " (یعنی تصویر ،
خطا ، غلطی) ، " ھدیہ " (: تحفہ) ، " تیارو " (یعنی مستعد) ، " قبرو "
(بمعنی میت / لاش) ، " صاف " (بمعنی صاف ستھرا) ، " مال " یا " مالو "
(: مال ، بضاعت تجارت) ، " کادیب " یا " کودیب " (یعنی کاتب) ، " قابلہ "
(بمعنی nut-bolt) ، " کتان " (: کتّان یعنی canvas) ، " ولایت "
(یعنی یورپ) ، " عداوتو " (بمعنی عدو ، دشمن) ، " عصمتی " (بمعنی عورت ،
مؤنث) ، " گہوۃ " (: قہوہ ، بمعنی Coffee-beans) ، " بنات " (بمعنی اونی
کپڑا) ، حلقاہ (: سلسلہ یعنی زنجیر ، یا ھتھ کڑی) ،

خالص فارسی کے کچھ لفظ بھی دویہی میں بولے جاتے ھین مثلاً " چیج "
(یعنی چیز ، شی) ، " دور " (بمعنی فاصلہ) ، " درو " (بمعنی در ،
دروازہ ، باب) ، " رومالو " (یعنی رومال) ، " آبرو " (بمعنی عزت) ، " نام "
(بمعنی نام / اسم) ، " ناؤ " (بمعنی کشتی) ، " بکسہ " (: بقچہ) ،

" مرس " (یعنی مرچ ، هندوستانی مین مرچ) ، " آئنہ " (بمعنی شیشہ ، عینک یا چشمہ کے معنی مین ، ممکن هے کہ یہ اصل مین " عین " بمعنی آنکھ سے مشتق هو) ، " آرام " (بتکلیف کا جاتے رهنا) ، " ناحلالو " (یعنی حرامزادہ) ،

هندوستانی (اردو) کے بھی بہت سے لفظ دویہی مین بولے اور سمجھے جاتے هین ۔ مثلاً بکری ، ماس (بگوشت) ، بلاؤ (بپلی) ، کوٹلی (بکوٹل) جھاڑو (بجھاڑو) ، نارنگی ، گینڈا ، ساگوان ، تارے ، دکھن (بجنوب) ، کترو (بقینچی) ، کالو (بمعنی سیاہ ، کالا) ، تیہ (بمعنی پیشانی) ۔

عربی و فارسی کے جتنے دخیل الفاظ دویہی مین همین ملتے هین وہ یقیناً اسلام هی کی وساطت سے آئے هین کیونکہ زیادہ تر دینی اصطلاحات اس زبان مین جون کی تون شامل کر لی گئی هین ۔ اذان کے لیے " بانگ " کا لفظ ، صلاۃ کے لیے " نماز " (بنمادو) " کا لفظ ، اور صوم کے لیے " رودہ " (یعنی روزہ) فارسی هی سے لیے گئے هین ۔ اسلامی عقائد کے مطابق کچھ محاورے اور چھوٹے بڑے جملے زبان زد عوام هین ۔ مثلاً ان شاء اللہ (یعنی اگر اللہ نے چاہا) کو ادا کرنے کے لیے وہ " ماٹی کلاگر گسو یائے " (یعنی اگر اللہ / خدا نے اجازت دی) بولتے هین اور مستقبل کے هر فیصلے سے پہلے یہ جملہ ضرور بولتے هین ۔ اسی طرح " اللہ تعالی " یا " خدائے تعالی " کے لیے " بودہ شوامدگ گے " کہتے هین ۔

اس بحث سے یہ بدیہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا هے کہ اسلام کی آمد سے مالدیپ کے باشندون کی زبان مین کئی نمایان تبدیلیان رونما هوئی هین ۔ اصل تو یہ کہ دین اسلام کی بے شمار اصطلاحین جون کی تون اس زبان مین داخل هو گئین ۔

دوم کچھ فارسی کے ذریعے بھی دیشی الفاظ آ گئے - پھر محاورے بھی بدل گئے - یہان کے لوگ ان شاء اللہ ، اللہ اکبر ، خدا وند تعالی وغیرہ جیسے کلمات کو عربی یا فارسی کی بجائے اپنی دویہی زبان مین ادا کرنے لگے - لوگون کی یہ عادت بھی اس امر کی غمازی کرتی ھے کہ اسلام کے عقائد اور اسلام کے اصول ان کے دلون مین نقش ھونے لگے تھے - صرف رسمی طور پر عربی یا فارسی مین کوئی کلمہ ادا کر دینے سے دل کی کیفیت اتنی آشکار نہین ھوتی جتنی کہ وہ کلمہ خود اپنی مادری زبان مین ادا کیا جائے -

ایک اور بڑی تبدیلی جو اسلام کی آمد سے یہان پیدا ھوئی وہ یہان کی دویہی زبان کے رسم الخط پر آئی - مدت سے دویہی زبان کا رسم الخط (: دویہی اکھرو) شنگھالی کے رسم الخط سے ملتا جلتا تھا - اگرچہ اس سے پہلے کا خط " اویلا اکھرو " (یا ، ایلو اکھرو) اس سے بھی مختلف تھا - پچھلی صدی کے اواخر مین جب کھدائی کی گئی تھی تو چند تانبے کی باریک تختیان دریافت ھوئی تھین - ان تختیون کو " لومافانو " کہتے ھین - یہ رسم الخط تاریخ کے ایک تاریک دور ھی مین ختم ھو گیا - پھر شنگھالی کے مشابہ " دیوی اکھرو " رائج ھوا - مگر سترھوین صدی مین ایک نیا رسم الخط ایجاد ھوا جو بہت جلد مقبول ھو گیا - یہ خط عربی / فارسی کی طرح دائین سے بائین لکھا جاتا تھا اور اب بھی لکھا جاتا ھے - اس رسم الخط کو مقامی زبان مین " تانا " کہتے ھین - یہ کیسے ایجاد ھوا اور کس نے ایجاد کیا ھمین معلوم نہین ھو سکا -

جس طرح روسی زبان مین " و " کی آواز کو رومن کے حرف B سے ، یا " ن " کی آواز کو H سے ، یا " ر " کی آواز کو P سے ، یا " س " کی آواز

کو G سے تعبیر کیا جاتا ھے، یا الٹے ایل (Γ) سے " گ " کی آواز مراد لی جاتی ھے ، یا الٹے " R " (Я) سے " ژ / ی " کی ابتدائی آواز مراد لی جاتی ھے اور X سے " خ " کی آواز سمجھی جاتی ھے ، (٦) اسی طرح عربی کے ھندسے ایک (١) سے نو (٩) تک کو علی الترتیب مندرجہ ذیل حروف کی آواز کے مترادف اور مماثل بنا لیا گیا :

همزة ، رھ ، ن ، ر ، ب ، لھ ، ک ، ما ، و ۔

پھر عربی کی " دال " سے " میم " مراد لی گئی ، " ح " سے " نھ " اور " ی " سے " کاف " ۔

ھم اگلے صفحے پر دیوھی (تانا) کی ابجد پیش کرتے ھین ۔

١٩٧٧ء م مین جب دیوھی (تانا) کے لیے ٹائپ رائٹر بنوانے کی کوشش کی گئی تو مشین بنانے والون کو بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑا ۔ چنانچہ انھون نے رومن خط اختیار کرنے مین سہولت محسوس کی ۔ اب رومن خط کی مشق کی جا رھی ھے جس طرح پہلی عالمی جنگ کے بعد ترکی زبان کو لاطینی رسم الخط دے دیا گیا تھا ۔

---

(٦) م ۔ فورمین : Teach yourself Russian ، لندن ١٩٣٨ء ، ص ٢

بـــاب ســادس

مـالـديپ کے نامـور ادبـاء ـــ ایک تـعـارف

قـدرتـی طـور پـر هـر زبان مین قـدیم ادب کا آغـاز شعـر هی سے هوتـا هے - منظـوم هونے کی وجـه سے ادب کا یـه حصه یـاد ره جاتـا هـے ، حافظے مین محفوظ کـر لیـا جاتـا هـے اور اس طرح یه ضائع هونے سے بچ جاتا هـے - مالدیپ کے قـدیم ادب کا آغاز بهی گیتـون ، لوریـون اور بهجنـون سے هـوا - جو نسلاً بعـد نسلٍ منتقـل هوتـا رهـا - نثر بهت بعـد کی چیز هے -

یـه درسـت نهین کـه مالـدیپ مین اسلام کی آمـد سے پهلے یهان علماء ، ادبـاء اور شعـراء کا وجـود نـه تهـا - اور لوگ صـرف مچهلیـان پکـڑتے، کوڑیـان جمع کـرتـے ، رسیـان بٹتے اور کهـا پی کر سـو جاتـے رهـے - هـر دور مین " کلام نـرم و نـازک " موجود تهـا ، علماء ، ادبـاء اور شعـراء ضرور آتے جاتـے رهـے - زمانے کی روش کے مطابـق اپنی دویهـی زبان مین گیت اور بهجـن لکهتے رهـے اور لوگ گاتـے رهـے -

" رِی درُو " (۱) جسے هم اب " نظـم " کا نام دے سکتے هین یهان کـی قـدیم صنفِ سخـن تهـی - شعـر کی یهی قسـم هی مقبول عام تهی - اسی صنفِ کلام

---

(۱) Discover Maldives ، ۲۵ -

مین بھجن لکھے جاتے تھے ۔ مالدیپ مین اسلام کے آنے کے بعد اسی طرزِ بیان مین حمد و ثناء ، نعت ، مناجات، اور سلطان / سلطانہ کی شان مین مدحیہ قصیدے لکھے جاتے تھے ۔ پھر چلتے چلتے اسی صنفِ کلام مین محبت، نسیب ، فراق و ھجر ، امید و یاس ، اور غزل کے مضامین ادا کیے جانے لگے ۔ مگر پچھلے پچاس ساٹھ برس مین کلام کی یہ صنف کافی انحطاط پذیر ہوئی ۔ (٢) اور اب تو اس اندازِ سخن مین کوئی بھی شاعر مشق کرنا پسند نہین کرتا ۔

ایک اور قدیم صنفِ سخن " تارہ " ھے جسے سلطان محمد شمس الدین الحموی ١١٠٣ ھ / ١٦٩٢ م) کے دور حکومت مین صوفی ابن سید عبدالرزاق حسین الشافعی القادری الجیلانی الشامی ١١٠٣ ھ / ١٦٩٢ م مین یہان لائے اور غالباً " تارہ " کی صنفِ سخن کے موجد یہی صوفی ابن سید عبدالرزاق القادری ھی ھین ۔ بے شمار قصائد جو حضرت عبدالقادر الجیلانی البغدادی (رح) کی شان مین کہے گئے ھین ، انھی کی طرف منسوب ھین ۔ متصوفانہ خیالات کو پیش کرنے کے لیے " تارہ " ھی کو زیادہ مناسب خیال کیا گیا ھے ۔ اس مین بعض اوقات مصرعے کے مصرعے عربی زبان مین ملتے ھین ۔ اور گھوم پھر کر ان تمام قصائد کا مرجع جناب حضرت عبدالقادر الجیلانی (رح) ھی ھین ۔ یہان ابن سید عبدالرزاق حسین القادری نے لوگون کو اپنے مواعظ سے متاثر کیا اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت و ترویج کے لیے اسی طرز مین نظمین لکھین جو مدتون تک محفلون مین گائی جاتی رہین ۔ اور اسی طرز پر حمد و ثنا بھی لکھی جاتی رھی ۔ اور اسی طرز پر لکھی ہوئی دعائین بھی آخر مین گائی جاتی رہین ۔ (٣)

---

(٢) مصدر سابق ، ٣٥ - ٣٦

(٣) مصدر سابق ، ٣٥ - ٣٦

بیساکھی کے لوک گیت کی طرز کا ایک گانا (: منظوم کلام) یہاں " بدیا چھِن " کے نام سے کافی مقبول رہا ۔ اس میں ترجیح بند کا خاص خیال رکھا گیا ہے ۔ " بدیا چھِن " کی طرز پر لکھے ہوئے لوک گیت فصل کاٹنے کے وقت گائے جاتے ہیں ۔ اور ترجیع بند کو گاتے ہوئے رقص کرتے ہیں ۔ جھومر ڈالتے ہیں اور لڑکیاں چکپھیریاں لیتی ہیں ۔ جب کبھی گندم اور دیگر فصلیں تیار ہو جاتی ہیں یا مچھلیوں کا شکار زوروں پر ہوتا ہے تو مالدیپ کے لوگ خوشی مناتے ہیں اور اجتماعی جشن منانے کے لیے اسی صنفِ سخن کو زیادہ پسند کیا گیا ہے ۔ اِن الفاظ کی جھنکار خاص رنگ باندھ دیتی ہے ۔ (۳)

اسی طرح کوئی بڑی مہم سر کر لینے پر، یا کسی طویل محنت کے کام کے بعد " گا او ڈی لوا " کا رقص کیا جاتا ہے ۔ بظاہر ان عرب تاجروں یا مہم جُو مسافروں اور جہاز رانوں کا خاص صنفِ ادب ہے جو سولھویں صدی میں ان جزائر کی طرف آتے جاتے تھے ۔ چنانچہ جب سلطان کا دیا ہوا اہم کام لوگ مکمل کر لیتے ہیں تو خوشی منانے کے لیے سلطان کے محل کے سامنے اکٹھے ہو جاتے ہیں ۔ پہلے ہلکی ہلکی تھاپ میں کچھ دوھڑے گائے جاتے ہیں جو عام طور سے عربی زبان میں ہوتے ہیں ۔ پھر دھیرے دھیرے اس کی اُٹھان کی جاتی ہے ۔ اور جب یہ استھائی پورے جوش پر آتی ہے تو لوگ وجد میں آ کر رقص کرنا شروع کر دیتے ہیں ۔ اور یہ رقص ایک پورے دائرے کی شکل میں ہوتا ہے اور سلطان کا عطا کردہ تحفہ (نقدی، یا سونے چاندی کی شکل میں) درمیان میں رکھا رہتا ہے اور تمام ناچنے والے ادھر ادھر جھومر ڈالتے پھرتے ہیں ۔ آخر میں بالعموم سلطان اور اس کے خاندان کی سلامتی کے لیے اللہ

---

(۳) مصدر سابق ، ص ۳۶

سے دعائیں مانگتے ہوئے یہ گانا ختم کر دیتے ہیں ۔ (۵)

کہیں کہیں وسطی افریقہ کے رقص کی بھی جھلک ملتی ہے ۔ مثلاً " بودو برو " ۔ ممکن ہے کہ یہ افریقی نسل کے لوگوں کی آمد سے شروع ہوا ہو، یا زنگی غلاموں نے بارھویں صدی (میلادی) سے اپنے دل کی تسکین کے لیے اسے رواج دیا ہو ۔ اس میں تین ڈھولک بجتے ہیں ، ایک باریک سی گھنٹی بھی جھنجھناتی ہے اور " اونگدو " بھی بجایا جاتا ہے ۔ " اونگدو " ایک بانس کا ٹکڑا ہے جس پر آڑے رخ میں کچھ جا بجا سوراخ کر دیے جاتے ہیں ۔ جب اس پر خشک لکڑی جلدی سے پھیری جاتی ہے تو اس میں سے خوشنما موسیقی پیدا ہوتی ہے ۔ " بودو برو " میں گانا صرف پارٹی کا لیڈر گاتا ہے اور ترجیع بند اس کے پندرہ ساتھی مل کر گاتے ہیں ۔ اور ساتھ ساتھ ناچتے بھی ہیں ۔ اس میں دوبھی زبان اور عربی زبان کے جملے بار بار آتے ہیں ۔ ایک رنگ بندھ جاتا ہے ۔ انتہائی کے وقت ساز تیز ہو جاتے ہیں اور ایک یا دو نرتک (: ناچنے والے) ہی اس ساز کا ساتھ دے سکتے ہیں ۔ باقی کے ناچنے والے ایک ایک کر کے دائرے سے باہر آ جاتے ہیں ۔ وہ ایک یا دو ماہر نرتک ایسی پھرتی سے ناچتے ہیں کہ دیکھنے والے دم بخود ہو جاتے ہیں ۔ اس رقص کو " برو لوا " بھی کہتے ہیں ۔ (٦)

ان اصناف سخن میں سال بہ سال ، موقعہ بہ موقعہ اضافے اور ترمیم بھی کرتے رہتے ہیں ۔ پرانے گانے متروک ہو جاتے ہیں ۔ نئے گانے ان کی جگہ لے لیتے ہیں ۔ اس کام کے لیے صرف شاعر لوگ ہی آگے آتے ہیں ۔ مگر افسوس کہ ان کے گانے تو رہ جاتے

---

(۵) مصدر سابق ، ص ٣٦

(٦) مصدر سابق ، ص ٣٦ - ٣٧

هین اور ان کا نام کوئی نہین لیتا ـ اور نہ ان کا نام اور اتہ پتہ ہی محفوظ کیا جاتا ہے ـ

بہر حال اس دور کا ایک محب وطن سیاستدان شاعر امیر امین دیدی نے مالدیپ کے باشندون کی بڑی خدمت کی ہے ـ اس کا نام بھی تاریخ نے سنہرے حرفون مین لکھ دیا ہے ـ اس نے ۱۹۲۱ ء سے ۱۹۵۳ م تک مالدیپ کی خدمت مختلف میدانون مین کی ہے ـ اس نے مالدیپ کے ھائی سکولون کے بچون کے لیے مالدیپ کی تاریخ لکھی ہے جو داخل نصاب ہے ـ (۷) مگر افسوس کہ ھمین اس کتاب کا کوئی نسخہ یا اس کا کوئی اقتباس دستیاب نہین ہو سکا ـ امیر امین دیدی کو یکم جنوری ۱۹۵۳ء سے مالدیپ کا پہلا صدر ہونے کا بھی فخر حاصل ہے ـ (۸)

مالدیپ مین اسلام کی آمد کے بعد خطیب لوگ بھی اپنے وعظون اور خطبون کو دلکش بنانے کے لیے کبھی کبھی شعر بھی گھڑ کر لوگون کو سنا دیا کرتے تھے ـ وعظ مین شعر کا جا بجا استعمال کرنا اب بھی موجود ہے ـ

دیوہی زبان و ادب پر اسلام کا ایک یہ بھی احسان ہے کہ اس کی وجہ سے وزیر ، نائب ، کاتب ، قاضی ، فقیہ ، خطیب ، مؤذن ، معلم ، نکاح خوان ، قاری وغیرہ سبھی عالم و فاضل تھے ـ عربی جانتے تھے ـ اور قرآن و حدیث اور فقہ کی روشنی مین فیصلے کرتے تھے ـ یہ فیصلے یا فتوے اگرچہ لکھے نہ جاتے تھے مگر سلطان / سلطانہ کے احکام ناریل کی ٹہنی پر تحریر کیے جاتے تھے ـ (۹) قرآن کریم کے مصحف کاغذ پر تیار کیے جاتے تھے ـ (۱۰) ناسخ اور کاتب لوگ کتابت کرتے تھے ـ

---

(۷) مصدر سابق ، ص ۱۳ - ۱۴

(۸) مصدر سابق ، ص ۱۳

(۹) تحفۃ النظار ، ۲ : ۲۶۱

(۱۰) مصدر سابق ـ

لکڑی پر عربی کے کتبے ابھی تک مالدیپ مین موجود ھین ۔ (۱۱) ابھی قرآن مجید کے مطبوعہ نسخے یہان وارد نہ ھوئے تھے ۔ مگر ھر مسجد مین کئی کئی مصحف موجود تھے ۔ جب عفریت کے آنے کی بھنک پڑتی تھی تو تمام لڑکے بالے اپنے سرون پر مصحف اٹھا کر باھر نکل آتے تھے ۔ لوگ تہلیل (یعنی لا الہ الا اللہ) اور تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کہتے تھے ۔ (۱۲)

یہ بتانا مقصود ھے کہ مصاحف کی موجودگی مین قراءۃ ناظرہ بھی عام تھی ۔

شیخ ابوالبرکات یوسف البربری المغربی اور شیخ نجیب کے علاوہ پچاس ساٹھ صلحاء اور علماء کے مزارات وھان دیکھے گئے تھے ۔ (۱۳) جس سے ظاھر ھوتا ھے کہ یہان مختلف ادوار مین علماء خاصی تعداد مین آتے رھے اور یہین بس جاتے رھے اور اسی خاک مین دفن بھی ھو گئے ۔ ابن سید عبدالرزاق حسین القادری الشامی کا ذکر ھم ابھی ابھی کر کے آئے ھین ۔ مگر افسوس کہ ھم ان تمام علماء کی کاوشون کو کاغذ پر مکتوب نہین پاتے ۔ مالدیپ کے باشندون کا اسلام لے آنا اور اسلام کی اکثر تعلیمات سے واقف ھونا اور ان پر عمل پیرا ھونا اس امر کی پختہ دلیل ھے کہ یہ علماء اگر کتابین تصنیف نہین کرتے رھے یا نہین کر سکے تو کچھ مضایقہ نہین ۔ کم از کم وہ مسلمان، نیک شاگرد اور صالح لوگ تو ضرور پیدا کرتے رھے ۔ یہ بھی یک گونہ ان کی تصنیف ھی ھین ۔

یون ھم تمام قاضیون، فقیہون، اور خطیبون وغیرہ کے نام گنوانے سے رھے ۔ البتہ ابن بطوطہ ھی نے جن قاضیون، فقیہون، خطیبون، نائبون، وزیرون، قارئیون (۱۴) وغیرہ

---

(۱۱) مصدر سابق، ۲ : ۲۶۰ ۔
(۱۲) مصدر سابق ، ۲ : ۲۶۰ ۔
(۱۳) ایف ۔ بائیوارڈ ، ۱۶۰ ۔
(۱۴) تحفۃ النظار ، ۲ : ۲۶۵ ۔

کے نام اپنی کتاب تحفتہ النظار مین لکھ دیے ھین ان سے ایک خاصی لمبی فہرست بن جاتی ھے -

مثلاً وزیر محمد جمال الدین ، اس کا بیٹا خطیب محمد بن محمد جمال الدین ، فقیہ عیسی الیمنی فقیہ معلم علی ، قاضی عبداللہ ، عبداللہ بن محمد الحضرمی ، غلام علی (کلکی) ، محمد الظفاری ، فقیہ علی (جو " کنلُوس " مین ابن بطوطہ کو ملا) بہت بڑا عالم تھا ، اس کے بچے بھی طالب علم تھے - جہاز ران عمر الھنوری حاجی تھا اور بڑا عالم تھا ، تیم کا نائب جلال (یا ، ھلال) ، عثمان (جو فاضل اجل تھا نیک بخت تھا اور نیک لوگون مین سے تھا) ، معزول قاضی جو بہت زبان آور تھا - (۱۵)

ان کے علاوہ سینکڑون عالم لوگ مالدیپ مین ابن بطوطہ کو دن رات ملتے رھے - محفل میلاد مین (۹ رمضان ۷۴۴ ھ) مین قراء حضرات کی خاصی بڑی جماعت موجود تھی جو خوش الحانی سے تلاوت کرتے رھے -

یہ سب بیانات یہ ظاھر کرتے ھین کہ مالدیپ مین کسی دور مین بھی علماء اور ادباء کی کمی محسوس نہ کی گئی تھی - فقہ، حدیث اور قرآن کریم کے علاوہ یہان کے لوگ علم الکلام اور اسلامی فلسفہ سے بھی دلچسپی رکھتے تھے - سلطان " محمد ثکر فانو الاعظم العالم " کے زمانے مین جزیرہ " واڈو " مین شیخ محمد جمال الدین عرب ممالک سے فلسفہ اسلام مین سند لے کر آیا - سلطان نے اسے اسی جزیرہ مین علم الکلام اور فلسفۂ اسلام کا پروفیسر بنا دیا - (۱۶)

---

(۱۵) مصدر سابق ۲ : ۱۷۲ -

(۱۶) مصدر سابق -

بـــــــاب ســـابـع

مالـدیپ کی ثقافت و تمـدن پر اسلام کـے اثـرات کا جـائـزہ

مالـدیپ مین اسلام ایک انقلاب کی طرح آیا اور آن کی آن مین اس نے یہان کے تمام باشندون کی کایا پلٹ کر رکھ دی ـ اندھیرا چھٹ گیا ، اجالا چھا گیا ـ جہالت کی ظلمتین دور ہوئین اور نـور ایمان سے لوگون کے دل معمور ہو گئے ـ ان کے ذھن بـدل گئے ـ ان کے نظریات و افکار بـدل گئے ـ ان کے عقائـد بـدل گئے ـ ان کے تہوار بدل گئے ـ عبادات کے انداز بدل گئے ـ تپـسیا اور گیان دھیان کی جگہ سکون آور نمازون نے لے لی ـ ان کی پرانی ، بے ھودہ اور فرسودہ رسومات کی جگہ سادہ اور خلوص بھرے دستور آ گئے ـ ان کے رھن سہن اور کھانے پینے کے طـور طریقـے بـدل گئے ـ اسلام نے ان لوگون کو بتون مورتیون اور طرح طرح کے خداؤن کے جھرمٹ سے نکال کر توحید کی سیدھی راہ پر ڈال دیا ـ بودھون کی تہذیب کے آثار نقـش بر آب کی طرح مٹ گئے ـ ان کے ھان فلسفۂ اخلاق کی بنیاد بدل گئی ـ پہلے یـہ لوگ مادیت پر اعتقاد رکھتے تھے ـ مگر اب انھون نے اللہ کی خوشنودی کو اساسِ اخلاق بنا لیا ـ یہ تبدیلیان زندگی کے ہر میدان اور ہر شعبے مین وقوع پذیر ہوئین ـ گویا اسلام ایک سیلاب تھا کـہ ھندو دھرم اور بدھ مت کی اوہام پرستی کو اور دیگر مذاھب کے باطل خیالات کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے گیا ـ اسلام کی برکتون نے مالـدیپ کے لوگون کی دنیـا اور آخرت کو سنوار دیا ـ

یہان اسلام ۵۴۸ ھ / ۱۱۵۳ م مین آیا اور اس کے بعد تمام جزیرون مین یکسر پھیل گیا ۔ عفریت کا زور اور بتکدے کا طلسم توڑنے والا شیخ ابوالبرکات البربری المغربی تھا (۱) جس کی کرامات کی بدولت یہان کے لوگ قدرتی طور پر اسلام کی طرف مائل ہو گئے ۔ پھر شکست و ریخت کی زد مین آنے والا پہلا بتکدہ وہ تھا جہان عفریت ہر ماہ ایک رات کے لیے ڈیرہ ڈالتا تھا ۔ (۲) اس کے بعد ہر اٹول، اور ہر جزیرے مین مندر، صنمکدے، اور شوالے مسمار کر دیے گئے ۔ اور جا بجا مسجدون کی تعمیر ہونا شروع ہو گئی ۔ مالدیپ مین اسلام کی آمد سے دو سو سال بعد جب ابن بطوطہ ان جزائر مین وارد ہوا تو اس نے دیکھا کہ ہر جزیرے مین کئی کئی خوبصورت مسجدین موجود ہین ۔ (۳) مسجدون مین مؤذن (یعنی امام) نمازیون کی امامت کرتے ہین اور لوگون کو صلاۃ پنجگانہ پر پابند رکھتے ہین ۔ جمعہ کی نماز کا انتظام ھکرو مِسکی (یعنی جامع) مین ہوتا تھا ۔ جا بجا خطیب، قاضی، فقیہ (اور مفتی) ، قاری اور معلم موجود تھے ۔ ہر چالیس گھرون پر ایک نکاح خوان مقرر تھا ۔ (۴) جس کے سامنے گواہون کے روبرو عقد نکاح ہوتا تھا ۔ ان نکاحون کی شرایط کے احتفاظ کا کام اسی نکاح خوان کے ذمے ہوا کرتا تھا ۔ باہر سے آنے والے مسافر جو یہان نکاح کر لیتے تھے ان پر انکی عورتون کے مہر (صداق) اور اس نکاح سے پیدا ہونے والے بچون کی کفالت کے قرضون کی ادائیگی کروانے کے لیے بھی نکاح خوان ذمہ دار ہوتا تھا ۔ قاضی، مفتی اور فقیہ نکاح، طلاق اور وراثت کے جھگڑون کو نمٹاتے تھے ۔

یہان کے لوگ حدود اور تعزیر سے بہت ڈرتے تھے ۔ ایک بار قاضی ابن بطوطہ نے

---

(۱) تحفۃ النظار، ۲ : ۲۶۰

(۲) مصدر سابق ۔

(۳) مصدر سابق ، ۲ : ۲۶۳

(۴) اسے " کاتب " بھی کہتے ہین (انسائیکلو پیڈیا برٹینکا ، ۱۵ : ۳۳۰

ایک چور کو قرآنی حدود کے مطابق ھاتھ کاٹے جانے کی سزا سنائی تو مجلس مین چند نرم دل نیک خو آدمی غش کھا کر گر پڑے ۔ (٥) زنا اور قتل کی سزا بھی تھی ۔ یہ جرائم چونکہ عام نہ تھے اس لیے ان کی سزا بالعموم جلاء وطنی تک محدود رکھی جاتی تھی ۔ ایسے اقدامات سے صرف اصلاحِ احوال ھی مقصود ھوا کرتی تھی ۔

انیسوین صدی کے اواخر مین جب مالدیپ کے جزائر مین کھین کھین کھدائی کی گئی تو کچھ مورتیان اور مجسمے برآمد ھوئے ۔ (٦) جس سے ظاھر ھوتا ھے کہ اسلام کی آمد کے بعد ان مورتیون ، بتون اور مجسمون کو لوگون نے توڑ پھوڑ کر پھینک دیا یا زمین مین ایسا دفن کیا کہ کسی نے بھولے سے بھی انھین دوبارہ نکالنے کا خیال تک نہین کیا ۔ پتھرون کے ان خداؤن کی خاموشی اور بے حسی ان پر روزِ روشن کی طرح عیان ھو گئی ۔ جیسے قرآن کریم نے حضرت ابراھیم (علیہ السلام) کی زبانی ھمین بتایا ھے ۔ (٧) اسلامی تعلیمات سے اور قرآن حکیم کے ارشادات سے ان لوگون کے ذھن کشادہ ھو گئے ۔ انشراحِ صدر کے بعد ان لوگون نے بت پرستی اور توھمات کو ھمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دیا ۔

صلاۃ پنجگانہ کے بعد مالدیپ کے لوگ رمضان کی آمد کا انتظار بڑے شوق اور اھتمام سے کرتے ھین ۔ وہ ھلالِ رمضان کو باعث برکت سمجھتے ھین ۔ چاند دیکھ لینے کے بعد یہ لوگ ایک طرح کا جشن مناتے ھین ۔ "ایف پائیرارڈ" کے زمانے سے (۱٦۰۲ - ۱٦۰٧ م) سلطان اس موقع پر گولہ بھی چلاتا تھا ۔ (٨)

مورخ بیان کرتے ھین کہ عید الفطر اور عید الاضحی کی نماز کے بعد سلطان ایک بہت

---

(٥) تحفۃ النظار ، ۲ : ٦٥٥ ۔
(٦) تصویر مقابل صفحہ ۲۲ (Discover Maldives)
(٧) القرآن المجید ، ۲۱ : ٥٧تابعد ، و ۳٧ : ٨٥تابعد ۔
(٨) ایف پائیرارڈ ، ۱۳٥ ۔

بڑے جلوس کے جلو مین اپنے محل کو واپس جاتا ہے ۔ (۹) کبھی کبھی محفل میلاد بھی منعقد ہوتی ہے ۔ (۱۰) ہر اٹول مین مختلف دنون پر ایسے اجتماع ہوتے ہین ۔ اچھے اچھے قاری خوش الحانی سے تلاوت کرتے ہین ۔ اسکے بعد حمد و ثناء اور نعت خوانی ترنم سے کی جاتی ہے ۔ فقراء کے رقص سے بھی لوگ محظوظ ہوتے ہین ۔ (۱۱) مالدیپ مین جمہور کا مذہب مالکی ہے مگر قادری سلسلۂ تصوف سے بھی کئی لوگ منسلک ہین ۔

یہ تمام امور اس بات پر دال ہین کہ مالدیپ کے لوگ آٹھوین صدی ہجری تک دین اسلام اور اسلام کی تعلیمات سے خوب واقف ہو چکے تھے ۔ ان لوگون کا "ان شاء اللہ" کا کلمہ اپنی دویہی زبان مین بار بار روز مرہ کی گفتگو مین دہرانا اس حقیقت پر شاہد ہے کہ مالدیپ کے لوگ شرک سے اپنے دامن کو بچائے رکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہین ۔

ان سب باتون سے ہم یہ نتیجہ بھی اخذ کر سکتے ہین کہ مالدیپ مین اسلام کی آمد سے پہلے کوئی اور مذہب رائج نہ تھا اور نہ اتنا راسخ ہی تھا یا فطرت کے اتنا قریب نہ تھا جسے اسلام کی تعلیمات نے تھوڑی سی مدت مین جڑ سے اکھاڑ باہر پھینکا ۔

ہم یہ بھی محسوس کرتے ہین کہ مالدیپ مین بسنت، بیساکھی یا دیوالی جیسے تہوار نہ تھے ۔ ورنہ ان کی کچھ نہ کچھ جھلک ہمین ان کے اجتماعی رسوم مین مل جاتین ۔ البتہ ان کی ایک صنف سخن " ہدیا چھن " ہے جس مین بیساکھی اور فصل کی کٹائی کے مضامین آ جاتے ہین ۔ مگر یہ ہندوستان کی بیساکھی سے خاص نہین ۔ یورپ اور خاص کر روس مین مئی کی پہلی کو بھی اسی طرح کے گیت گائے جاتے ہین اور رقص و سرود کی محفلین جمائی جاتی ہین ۔ جسے May-Day کہتے ہین ۔

---

(۹) تحفۃ النظار ، ۲ : ۲۶۸

(۱۰) پائنیر ارڈ ، ۱۲۶

(۱۱) تحفۃ النظار ، ۲ : ۲۶۵

البتہ جمعہ کے روز موذن صرف اپنی اذان ھی پر اکتفاء نہین کرتا بلکہ وہ ایک گھنٹی بجاتا جاتا ھے اور جمعہ کا اعلان کرتا جاتا ھے ۔ (۱۲) یہ بدعت کہان سے آئی ۔ ممکن ھے کہ یہ ھندوؤن کے قدیم مذھب کے باقیات سے ھو ۔

مشرق اور شرق اقصی مین بچے کا ختنہ کرنا اس کے اسلام مین داخل ھو جانے کی ایک اھم اور مستقل علامت ھے ۔ مالدیپ مین یہ رسم ایک جشن کی صورت مین منائی جاتی ھے ۔ ڈھولک بجائے جاتے ھین ۔ گیت گائے جاتے ھین ۔ ضیافت کی جاتی ھے ۔ یہ رسم مسلمانون سے خاص ھے ۔ مالدیپ کے لوگ اس رسم کو کچھ زیادہ ھی اھتمام سے مناتے ھین ۔ (۱۳)

اسی طرح عقد نکاح پر چند شرائط اور قیود کی پابندی سختی سے کی جاتی ھے ۔ مثلاً ولی کا موجود ھونا از بس لازم ھے ۔ پھر ایجاب و قبول کے لیے قاضی، نکاح خوان، اور گواہ بلوائے جاتے ھین ۔ عقد کی شرائط طے کی جاتی ھین ۔ یہ سب کچھ اسلامی طریق سے ادا کیا جاتا ھے ۔ اسے شرعی اور قانونی حیثیت حاصل ھوتی ھے ۔ یہی صورت طلاق کی بھی ھے ۔ (۱۴) جہیز (جو خالص ھندوانہ رسم ھے) کی لعنت نہین ھے ۔ ڈھول باجے اور بے ھنگم قسم کی بارات کو یہ لوگ معیوب سمجھتے ھین ۔ کیونکہ یہ بھی ھندوانہ رسم ھے اور اسراف کے دائرے مین آتی ھے ۔

زندگی کے ساتھ ساتھ موت بھی ایک حقیقت ھے ۔ چنانچہ یہان کے لوگ اپنی میت کو غسل دینا ، اسے کفنانا ، تابوت مین رکھنا پھر اسے دفنانا صرف اسلامی طریقے ھی سے کرتے ھین ۔ " پائیرارڈ " نے ایک عجیب تفصیل بیان کی ھے کہ مالدیپ کے لوگ میت

---

(۱۲) ایف ۔ پائیرارڈ ۱۳۰،

(۱۳) مصدر سابق ، ۱۲۹

(۱۴) مصدر سابق ، ۱۵۰ - ۱۵۳

کا دایان ہاتھ اس کے کان کے پاس رکھ کر باندھ دیتے ہین اور دوسرا ہاتھ پہلو کے ساتھ ہی رہتا ہے ۔ (۱۵) تابوت اس لیے بنوایا جاتا ہے کہ یہان کی سر زمین مٹی پر مشتمل نہین ہوتی بلکہ یہ باریک سفید بھربھری ریت ہے جو صدف اور مرجان کے بوسیدہ اور مضمحل اجزاء سے مرکب ہوتی ہے ۔ اس ریت مین میت کو دفنانے مین آسانی اور سہولت نہین ہے ۔ اس لیے تابوت مین میت کو رکھ کر آس پاس ریت چڑھا دی جاتی ہے ۔ ہمین یہ بھی معلوم ہے کہ اسلام کی آمد سے پہلے مالدیپ کے لوگ مردے کو جلا دیا کرتے تھے ۔ جیسے کہ ابوالبرکات یوسف البربری المغربی کو جب عفریت کی نذر کر دیا گیا تھا تو دوسرے روز اس کی میت کو لانے اور جلانے کے انتظام کیسے جا رہے تھے ۔ (۱۶) مگر اسے زندہ و سالم پا کر لوگ حیران رہ گئے اور اس کے دین کی قدر کرنے لگے ۔

یون تو گرم مرطوب آب و ہوا کی وجہ سے یہان کے لوگون کو پسینہ بہت آتا ہے اور اس کے لیے وہ دن مین دو تین بار غسل کرنا (رِفنگ ہُرِنگ ، یعنی پانی بہانا) اور پانچ بار وضو کرنا ان کی طہارت پسندی کی دلیل ہے ۔ اسلام مین " الطہور شطر الایمان " (۱۷) یعنی آدھا ایمان صرف پاک و صاف رہنے مین ہے ۔ پھر بھی یہ لوگ بودھون کی طرح ننگے پاؤن چلتے پھرتے ہین ۔ (۱۸) اگرچہ دویہی زبان مین پاپوش یا چپل کے لیے (فَائے رِنگ) کا لفظ موجود ہے ۔ مگر یہ لوگ پاؤن کو باندھ کر رکھنا پسند نہین کرتے ۔ اب اس دور مین کچھ لوگ جوتا ، بوٹ وغیرہ پہننے لگ گئے ہین ۔ اسی طرح بودھون کی طرح یہ لوگ

---

(۱۵) مصدر سابق ، ۱۵۶ ۔
(۱۶) تحفۃ النظار ، ۲ : ۶۶۰ ۔
(۱۷) صحیح مسلم ، کتاب الطہارۃ : ۱ ، الترمذی ، دعوات : ۸۶ ، الدارمی ، وضوء ۳ ، مسند احمد بن حنبل ، ۴ : ۲۶۰ ، ۵ : ۳۳۲ وغیرہ ۔
(۱۸) تحفۃ النظار ، ۲ : ۶۵۷ ، ہیرپائیرارڈ ، ۱۲۶ ۔

پیپل کے درخت کا احترام کرتے ہیں - مگر اس کی پوجا نہیں کرتے - مسجد کے دروازے کے آس پاس پیپل کا درخت ضرور مل جائیگا - (۱۹)

انکے رہن سہن کا طریقہ کچھ نرالا نہیں - بیوی ربۃ البیت ہے - وہ گھریلو ہوتی ہے - اچھا اور صاف ستھرا کھانا پکاتی ہے - پکا کر خاوند کے آگے قرینے سے رکھتی ہے - اس کے ہاتھ دھلاتی ہے - یہ علامت ہے اس کے تواضع کی - مگر اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھائیگی - یہ علامت ہے احترام کی جو اس کے دل میں خاوند کے لیے ہے - بلکہ اس سے چھپ کر کھانا کھائیگی - (۲۰) یہ علامت ہے اس کے صابر و شاکر ہونے کی کیونکہ اگر کھانا نہیں بچا اور وہ بھوکی رہی ہے تو خاوند سے شکوہ نہ کریگی -

بودھ اور ہندو (برھمن اور ویش) ماس (یعنی گوشت یا مچھلی) نہ کھاتے تھے - اسلام نے مالدیپ کے باشندوں پر یہ نعمت حلال کر دی - اس سے ان کی صحت بہتر ہو گئی - مالدیپ کی بعض مچھلیاں قوت باہ کو بڑھاتی ہیں - (۲۱)

رسوئی میں مالدیپ والوں کے ہاں چولھا اب بھی ہے - مگر بودھوں اور ہندوؤں کا چوکا نہیں ہے - مالدیپ کے لوگ چٹائی پر مسلمانوں کی طرح بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں - اور کھانا جلدی جلدی کھاتے ہیں - کھاتے وقت باتیں نہیں کرتے - (۲۲)

صرف لباس کے لحاظ سے عورت ستر پوشی میں سہل انگار رہی ہے - شاید یہ مجبوری مالدیپ کے تکلیف دہ موسم اور آب و ہوا کی وجہ سے ہے - اب (الحمد للہ) لڑکیاں اور عورتیں پورا لباس پہننے کی عادی ہونے لگی ہیں - (۲۳)

---

(۱۹) پروفیسر ڈنلپ
(۲۰) تحفۃ النظار، ۲ : ۲۵۹ -
(۲۱) مصدر سابق، ۲ : ۲۵۵ -
(۲۲) الف پائیرارڈ ۱۷۰، ۱۷۲ -
(۲۳) تحفۃ النظار، ۲ : ۲۲۹، Discover Maldives، مقابل صفحہ ۲۶، و مقابل ص ۳۹ -

اسلام نے تجارت پر [illegible] رہا ہے - مالدیپ کے لوگ عام طور سے تجارت کرتے ہین - مچھلیاں پکڑتے ہین ، بیچ دیتے ہین - یہ لوگ احتکار اور ادخار، یا ذخیرہ اندوزی ، یا سٹہ بازی کے قائل نہین - [illegible] دن کی محنت کو کوڑیون کے بھاؤ بیچ کر گھر آ جاتے ہین اور سکھ کی نیند سو جاتے ہین -

مالدیپ کے لوگون کی [illegible] اور تمدن پر جگہ جگہ تعلیمات اسلام کی چھاپ ہے - یہ لوگ فطرۃً نیک اور حق گو ہین، اور خصلۃً ہمدرد اور مہمان نواز ہین - ان کے نام عام طور پر محمد ، علی ، حسین اور حسن ہوا کرتے ہین - قرون وسطی کے حاکم کے لقب مثلاً شہاب الدین ، جمال الدین ، معز الدین ، امین الدین وغیرہ بھی بطور نام آنے لگے ہین - قاعدۃً ایسا لقب کسی کا ذاتی نام نہین ہو سکتا - مگر ہندوستان اور پاکستان کے لوگون کی طرح یہان کے لوگ بھی لقب کو بطور نام رکھ لیتے ہین -

.....

بـــــاب ثامن

مالـديپ کے علمائے اسـلام کی دینی و علمی خدمات

اگرچہ ہم مالدیپ کے علمائے اسلام کی خدمات کا اجمالی ذکر کر آئے ہیں اور یہ بتـا چکے ہیں کـہ ان نیک اور صالح علماء کی آمد ، ان کے وجود اور ان کی کرامات ہی کی بدولت یہاں کے لوگ مسلمان ہوئے ۔ اور ان علماء کی اکثـر دینی اور علمی خدمات وعظ اور پند و نصائح اور اسلام کے عام اصولوں کی نشر و اشاعت پر منتج ہوتی رہیں ۔ اس طرح وہ مالدیپ کے باشندوں کی علمی طور پر خدمت کرتے رہے ۔ مگر ہمیں ابھی تک ایسی بدیہی شہادتیں دستیاب نہیں ہوئیں جن سے ہم حتمی طور پر یہ نتیجہ اخـذ کر سکیں کہ مالدیپ کے علمائے اسلام نے کچھ ایسی تصنیفات چھوڑی ہیں جو بعد کی آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ بن سکیں ۔

یہاں کے علماء کی تصنیفات کا فقـدان یا ناپید ہو جانا کئی وجوہ سے ہے ۔ اول بات تو یہ ہے کہ مالـدیپ میں کاغذ کی قلت صدیوں تک رہی ۔ یہاں پر کاغذ بنانے کی طرف توجہ نہیں دی گئی ۔ نـہ کوئی کارخانہ قائم ہوا ، نہ کاغـذ سازی کی صنعت کو فروغ ملا ۔ جو تھوڑا بہت کاغـذ یہاں چین ، ہندوستان یا دیگر ممالک سے آتا رہا وہ صرف مصاحف کی تیاری کے لیے بھی کافی نہ تھـا ۔ چنانچہ یہاں مدتوں سے یہ دستور چلا آتا رہا کہ کاغذ سے صرف قـرآن کریم کے نسخـے ہی تیار کیـے جائیں ۔ یہ بات ابن بطوطـہ نے واضح الفاظ میں بیان

کر دی ہے ۔ وہ لکھتا ہے کہ مالدیپ کے لوگ شاہی فرامین ناریل کے پتون پر لوہے کے قلم سے لکھتے ہین ۔ کاغذ پر صرف مصاحف ہی کی کتابت کی جاتی ہے، یا علمی کتابین لکھی جاتی ہین ۔ (۱) " پائیرارڈ " (۱۶۰۷ م) کے زمانے تک یہی حال رہا ۔ مالدیپ کے تاجر ناریل کے " قنبر " کی رسیون اور دیگر مصنوعات کی تجارت کے سلسلے مین چین، ہندوستان، ہر مز اور یمن تک خود جاتے تھے ۔ (۲) چین زمانۂ قدیم سے کاغذ سازی مین مشہور ہے ۔

ہمارے خیال مین یہ " کتب العلم " (یعنی علم کی کتابین) جن کا ذکر ابن بطوطہ نے کیا ہے، محض حدیث، فقہ کے مضامین سے متعلق ہو سکتی ہین، یا فتاویٰ پر مشتمل ہونگی جن سے قاضی، خطیب، فقیہ (یا مفتی)، نائب یا کاتب استفادہ کرتے تھے ۔ ورنہ ابن بطوطہ مالدیپ کے ادب سے کچھ نہ کچھ ضرور بحث کرتا ۔ " پائیرارڈ " نے بھی یہان کے ادبی اور علمی مشاغل کا ذکر نہین کیا ۔

یہ بھی ضرور ہے کہ یہان کے لوگ اپنی زبان مین گیت، حمد و ثناء اور نعتیہ قصائد یا نظمین بھی لکھتے تھے ۔ وہ بھی یقیناً پتون ہی پر لکھے جاتے ہونگے ۔ کیونکہ سلطان / سلطانہ کے احکام و فرامین، اور قاضیون، نائبون اور کاتبون کے فیصلے سبھی پتون پر لکھے جاتے تھے ۔ " پائیرارڈ " بیان کرتا ہے کہ لڑکے عمدہ عمدہ پھول چن کر لڑکیون کو بھیجتے ہین اور لڑکیان پان وغیرہ سجا کر بھیجتی ہین ۔ لڑکے " کوکو " کے پتون پر نشتر کی نوک سے یا سوئی سے لکھ کر بھیجتے ہین ۔ (۳) ان چھوٹے چھوٹے گیتون کے علاوہ حمد و ثناء اور

---

(۱) تحفۃ النظار، ۲ : ۶۶۱ ۔

(۲) مصدر سابق، ۲ : ۶۵۸ ۔

(۳) الیف پائیرارڈ ۱۳۸ ۔

قصائد ، اور حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر الجیلانی (رح) کے فرمودات اور عید المیلاد پر گائے جانے والے قصائد بھی انھی پتون پر لکھے جاتے تھے - ہم نے صوفی ابن سید عبدالرزاق الشافعی الشامی کا بھی ذکر کیا ہے جو ۱۶۹۲ م مین مالدیپ مین وارد ہوئے - ہمین ان کی کسی تصنیف کا سراغ نہین ملتا - البتہ ان کے گیت اور نعتیہ قصائد کے کچھ بچے کھچے حصے لوگون کی زبان پر اب بھی ہین - اور ایک صنفِ ادب، جو " تارہ " کے نام سے اب تک مالدیپ مین رائج ہے اور مقبول عام ہے، اس مین عربی کے اشعار اور مصرعے جو ابن سید عبدالرزاق سے منسوب ہین کلام مین رونق پیدا کرنے کے لیے شاملِ نظم کر لیے جاتے ہین - اور ترجیع بند مین وہ بار بار آتے ہین - ابن سید عبدالرزاق القادری الشافعی کا کلام یا تصنیفات یا کوئی اور مواد جو کچھ بھی تھا وہ بھی غالباً پتون پر مرقوم تھا - اور طبعاً پتون کی عمر ایک آدھ نسل سے زیادہ نہین ہوتی - نکاحنامے جو کاتب، قاضی، نکاح خوان یا رجسٹرار اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے، بیس پچیس سال کے بعد عموماً بیکار ہو جاتے تھے - اگر بفرضِ محال ابن سید عبدالرزاق کا کلام کاغذ پر بھی لکھا گیا تھا تو وہ دست بردِ زمانہ سے محفوظ نہین رہ سکا -

ہمین مالدیپ کے علمائے اسلام کی علمی و دینی خدمات کے سلسلے مین پروفیسر شیخ محمد جمال الدین کا نام ملتا ہے جو جزیرہ " واڈو " مین علم الکلام اور اسلامی فلسفہ پر تعلیم دیتے رہے - استاد محمد جمال الدین چونکہ عرب اور اسلامی ممالک سے اعلی تعلیم حاصل کر کے آئے تھے - وہ ان ممالک مین تعلیم و تدریس کا انداز بھی یقیناً جانتے تھے - اور استاد اور مستملی کی خدمات کے طور طریقے سے خوب واقف ہونگے - اس عالم کی تصنیف کا کھوج لگانا ابھی باقی ہے - اگر " واڈو " کے جزیرے مین استاد محمد جمال الدین کی تالیفات کے باقیات ہمین میسر آ جائین تو ہم اس عالم کے انداز فکر اور

اس وقت کے مالدیپ کے لوگوں کی ذهنی سطح اور ان کی علمی ضروریات کا اندازہ لگا سکینگے ـ

اس کے تھوڑا عرصہ بعد سلطان ابراھیم اسکندر (ثانی) نے ۱۷۲۲ م مین حسن تاج الدین کو مالدیپ کی تاریخ مرتب کرنے پر مامور کیا ـ اس کی تصنیف محفوظ ھے ـ ھمین Discover Maldives مین حسن تاج الدین کی کتاب پر تبصرہ ملتا ھے ـ جس سے ھم اس نتیجے پر پہنچ سکتے ھین کہ حسن تاج الدین کے سامنے اس کے زمانے تک کی لکھی ھوئی تاریخ کی کتابین کافی حد تک موجود تھین ـ مثلاً ابن بطوطہ کا رحلۃ (تحفتہ النظار) اور " پائیرارڈ " کی یاد داشتین وغیرہ وغیرہ ـ (۴)

" پائیرارڈ " کا بحری سفر نامہ فرانسیسی زبان مین تھا ـ اور پیرس سے ۱۶۷۹ م اسکی ایک عمدہ اڈیشن شائع ھو چکی تھی ـ اس سے پہلے بھی یہ سفر نامہ ۱۶۱۱ م ، پھر ۱۶۱۵ - ۱۶۱۶ م اور پھر ۱۶۱۹ م مین چھپ چکا تھا ـ (۵) یہ معلوم نہین ھو سکا کہ حسن تاج الدین نے " پائیرارڈ " کے سفرنامے کو کس کی مدد سے پڑھا تھا ـ کیا حسن تاج الدین خود فرانسیسی زبان سے واقف تھا ؟

ھم اس سلسلے مین کچھ قرائن پیش کرنا چاھتے ھین ـ یہ تاریخ سے ثابت ھے کہ فرانسیسیون نے ۱۶۷۳ م مین یہان اپنی نوآبادیات قائم کر لی تھین ـ ھندوستان کے مشرقی ساحل پر بمقام پانڈیچری ان کا ایک مستحکم اڈہ تھا ـ حکومت فرانس اپنا ایک گورنر پانڈیچری مین متعین رکھتی تھی ـ (۶) مالدیپ کے تاجر ھندوستان ، برما اور چین تک اکثر آتے جاتے رھتے تھے ـ اور انھون نے فرانس کی حکومت کے نمایندون سے مراسم استوار کر لیے تھے ـ اور

---

(۴) Discover Maldives

(۵) Catalogue of Printed Books (برٹش میوزیم) ، لندن

(۶) انسائیکلو پیڈیا برٹینکا (طبع نہم) ، ۱۹ : ۳۵۲ ، عمود ۲

یقیناً ۱۷۲۶ م تک حسن تاج الدین نے بھی کسی فرانسیسی واقف کار کی وساطت سے "پائیرارڈ" کے سفرنامے کی اہم تفصیلات حاصل کر لی تھین - چونکہ مالدیپ والون نے فرانسیسیون سے تعلقات مستحکم کر لیے تھے - اور اسی بناء پر سلطان مکرم (۱۷۵۰ تا ۱۷۵۷ م) کے دور مین فرانسیسی کمانڈر ڈوپلے (؛ Dupleix) سے فوجی امداد کا وعدہ بھی لے لیا تھا - بہت ممکن ہے کہ کئی سال پہلے مالدیپ کا کوئی باشندہ جو فرانسیسی جانتا تھا اس نے حسن تاج الدین کی اس ضمن مین مدد کی ہو -

جہان تک ابن بطوطہ کی کتاب تحفتہ النظار (یعنی رحلتہ) کا تعلق ہے وہ حسن تاج الدین کے زمانے تک زیور طباعت سے آراستہ نہ ہوئی تھی - وہ پہلی بار ۱۸۵۳ سے ۱۸۵۸ م تک چار جلدون مین پیرس مین چھپتی رہی - پھر ۱۲۸۷ ھ / ۱۸۷۰ م مین شائع ہوئی - اس سے یہ بدیہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ ابن بطوطہ کے سفرنامے کا ایک مخطوط (؛قلمی نسخہ) مورخ حسن تاج الدین نے حاصل کر رکھا تھا - اس سے مزید یہ نتیجہ بھی برآمد ہوتا ہے کہ مالدیپ کے لوگ علم سے بالکل کورے نہ تھے - بلکہ ان مین ایسے عالم فاضل اشخاص بھی خاصی تعداد مین تھے جو اچھی اچھی کتابین اور ایسی تصنیفات جو اساسی حیثیت کی حامل ہون جمع کرنے کا شوق رکھتے تھے - عربی عام طور سے سمجھی اور بولی جاتی تھی -

اِس وقت جمہوریہ مالدیپ کے صدر مأمون عبدالقیوم کو عربی زبان پر کامل عبور ہے - انھون نے ۱۹۶۳ مین الازہر (قاہرہ) سے اسلامی فقہ مین شہادۃ لیسانس حاصل کی - پھر اسی جامعہ سے علوم اسلامیہ مین ماجستیر (ایم - اے) کی ڈگری لی - ۱۹۶۵ سے ۱۹۶۹ تک قاہرہ کی امریکی یونیورسٹی مین تاریخ اسلام کے پروفیسر کے ساتھ معاون علمی (ریسرچ اسسٹنٹ) کے طور پر کام کیا - ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۱ ء تک

نائجیریا کی جامعۃ احمد بیلو سے ملحقہ ایک کالج میں فلسفۂ اسلام اور تاریخ اسلام کے لیے لیکچرار (محاضر) رہے - اور ۱۱ نومبر ۱۹۷۸ ء سے جمہوریۂ مالدیپ کے صدر کے عہدہ پر فائز ہیں - (۷)

اب اعلی تعلیم کے راستے ان لوگوں کے لیے کھل گئے ہیں اور امید کی جا سکتی ہے کہ بہت جلد یہاں کے علماء ٹھوس علمی کارنامے سر انجام دینگے اور نام پیدا کرینگے -

.....

(۷) روز نامہ نوائے وقت ، راولپنڈی ۲۸ جنوری ۱۹۸۳ م ، ص ۳

بـــــاب تـاسـع

مـالـديپ کی اهم دینی، علمی اور اصلاحی تحریکین

همین یه نه بھولنا چاهیے که مالدیپ کے سواد اعظم مین مالکی مذهب رائج هے ـ بلکه کل جمهور امام مالک (رح) کے مذهب پر قائم هے ـ اگرچه کچھ لوگ بعد کو ابن سید عبدالرزاق الشافعی الشامی القادری، جو ۱۱۰۳ھ / ۱۶۹۲ م مین مالدیپ مین وارد هوئے، کے سلسلۂ تصوف سے متاثر هوئے اور اسی سے منسلک هو گئے لیکن ان سب باتون کے باوجود یہان فرقه وارانه تعصب کا اظهار کبھی نهین هوا اور نه تاریخ هی نے ایسی باهمی کشمکش کا ذکر کیا هے ـ اور یه کـه یہان کے لوگ کبھی کسی مناظرانه گفتگو مین الجھے اور نه کسی نظریاتی کھینچا تانی اور عصبیت کی لپیٹ مین آئے ـ

البته اسلامی فقه کی چند تفصیلات سے ناواقفیت کی بناء پر یہان کے لوگ کچھ دینی پابندیون اور قیود کو پوری طرح نه نبھا سکے ـ مثلاً عورتون کے لباس کے سلسلے مین انھون نے سہل انگاری سے کام لیا ـ عورتون نے جیب (یعنی بالائی دھـڑ) کو ڈھانپنے کی کوشش نهین کی ـ اور اپنی پرانی وضع پر قائم رهین ـ ایسا معلوم هوتا هے که یہان پر عورتون کے مسائل کی طرف نه مبلغین هی نے توجه دینے کی کوشش کی اور نه مقامی علماء، خطیبون، قاضیون اور نائبون هی نے عورتون کو سمجھانے کا اهتمام کیا ـ یه بھی ممکن هے که یہان کے عام موسم اور آب و هـوا کی وجه سے کپـڑا اوڑھنا ان کے لیے تکلیف ده تھا ـ قاضی ابن بطوطه نے

اس معاملے پر سنجیدگی سے سوچا اور بڑے زور سے تلقین کی - اس نے ایک اعلان عام کے ذریعے عورتوں کو خبردار کیا کہ وہ پورا لباس پہنا کریں - اس کے اس سرکاری اعلان کا اثر صرف اتنا ہوا کہ قاضی کے روبرو پیش ہونے کے وقت عورتیں پورا لباس پہن کر آتیں - مگر جونہی وہ کمرۂ عدالت (: محکمة) سے باہر قدم رکھتیں تو اوڑھنی اتار پھینکتیں - ابن بطوطہ نے اپنے آپ کو اس کوشش میں بری طرح ناکام ہو جانے کا اعتراف کیا ہے - (۱)

اسی طرح طلاق کے ضمن میں بھی قاضی ابن بطوطہ نے ایک اسلامی حکم کا اعلان کر دیا کہ کوئی مطلقہ اپنے پہلے خاوند کے ہاں نہیں رہ سکتی - طلاق باین کے نافذ ہو جانے کے بعد مطلقہ اپنے والدین یا ننھیال والوں کے ہاں (یعنی اپنے محرموں کے پاس) جا کر رہ سکتی ہے - ابن بطوطہ کی آمد سے پہلے یہاں کے لوگ اس مسئلے سے بالکل ناواقف تھے - ابن بطوطہ نے تقریباً ۲۵ ایسے مردوں کے درے لگائے جنہوں نے اپنی مطلقہ عورتوں کو اپنے گھر ہی میں روک رکھا تھا - (۲) دروں کی سزا کے بعد لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ فعل غیر اسلامی تھا -

یہ ایک اصلاحی تحریک تھی جو سرکاری حکمنامے کے طور پر چلی - مگر یہاں کی جنتا (: پبلک) نے کسی بھی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے مستعدانہ یا رضاکارانہ خدمت سر انجام نہیں دی - نہ جلسے کیے، نہ جلوس نکالے، نہ اشتہار بانٹے، نہ نعرے لگائے، نہ پرچار کا کوئی اور طریقہ ہی اختیار کیا - تاریخ میں اس قسم کی کوئی شہادت مذکور نہیں - یہ قاضی کا صرف ایک سرکاری / رسمی اعلان تھا - لوگوں کو ابن بطوطہ واضح طور پر نہ بتا سکا کہ یہ اللہ تعالی کا حکم ہے اور " جلابیب " کا اوڑھنا سورۃ الاحزاب میں آیا ہے - (۳)

---

(۱) تحفة النظار، ۲ : ۲٦۹ -
(۲) مصدر سابق -
(۳) القرآن : ۳۳ : ۵۷ -

یہ جیب (یعنی گریبان) کو ڈھانپے رکھنے سے متعلق ھے -

یہ ایک اصلاحی تحریک تھی ، بلکہ احیاء دین کی تحریک تھی - مالدیپ کی عورتون کو اس کا احساس تک نہ تھا - نہ مردون ھی نے ادھر کبھی توجہ دی - اگر انھین پہلے دن سے بتا دیا جاتا کہ عورت اپنے جیب کو اوڑھنی سے ڈھانپے رکھے اور یہ کہ یہ اللہ تعالے کا حکم ھے جو اللہ نے بذریعہ وحی اپنے آخری نبی (صلعم) پر اتارا اور جو قرآن حکیم کے متن مین شامل ھو گیا تو یہ لوگ یقیناً اس پر عمل کرتے - اسی طرح مطلقہ عورت کو اس کا پہلا خاوند اپنے گھر مین روکے رکھتا تھا اس وقت تک جب تک اس کا کہین اور سے نکاح نہ ھو جائے - یہ فعل بھی ناواقفیت یا کم علمی کی وجہ سے سرزد ھوا -

مالدیپ کے باشندے ھمیشہ اپنے دین کی حفاظت کو سب سے مقدم جانتے رھے اور دین کی خاطر اپنا مال جان ، تن دھن سب کچھ قربان کر دینے کو تیار رھے - اپنے دین کے بعد اپنے وطن کی حفاظت کے لیے بھی جان دینے سے انھون نے کبھی گریز نھین کیا - یہی وجہ ھے کہ سوائے چند سال کی مجبور زندگی کے انھون نے ھمیشہ اپنے وطن کو آزاد رکھا -

چنانچہ دسوین صدی ھجری / سولھوین صدی میلادی کے آغاز تک مالدیپ کے خوشنما مرجانی جزائر پر امن اور سکون کی فضا چھائی رھی - ۹۱۳ ھ / ۱۵۰۷ م مین پرتگالی جہازران " لورنزو " نے مالدیپ تک پہنچنے کے محفوظ راستے دریافت کر لئے - اس نے قدیم مآخذ سے معلوم کر رکھا تھا کہ مالدیپ " قنبر " کی خوبصورت، باریک اور مضبوط رسیون کے لیے مشہور ھے - یورپ کے تمام جہاز ران جہازون کے لیے لوھے ، پیتل اور دھات کی مسامیر (: میخون اور کیلون) کو سب سے زیادہ مضبوط سمجھتے تھے - جہاز کے پیندے پر کولتار (: bitumen) کا رنگ چڑھا دیا جاتا تھا - مگر " لورنزو " نے تجربے اور مشاھدے کے بعد " قنبر " کی رسیون کو جہاز سازی مین لوھے، پیتل اور دھات کی میخون کے مقابلے مین زیادہ مفید ، کار آمد ،

مضبوط اور دیر پا پایا - یہ بات مشہور ہو گئی - پرتگال کی حکومت نے مالدیپ مین " قنبر " کی رسیان بٹنے کا کارخانہ قائم کرنے کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع کر دی - مالدیپ کے سلطان کالو محمد (بن عمر بن یوسف) نے " کنا نور " کے راجہ علی کسی مدد سے مالدیپ پر چڑھائی کی تاکہ غاصب سلطان علی (خامس) کو تخت سے اتار دے - اس مہم مین " کنانور " کے مالا باریون کے علاوہ پرتگالی بھی شامل ہو گئے - اسی دوران ۹۲۴ ھ / ۱۵۱۸ م مین پرتگالیون نے مالدیپ مین " قنبر " کی ایک فیکٹری بھی قائم کر لی - اور مالے مین پرتگالی بستی بھی آباد کر لی - پرتگالیون کے تند خو سردار " گومز " کو کمبایت کے مسلم تاجر، جو مالدیپ مین آتے جاتے تھے اور وھین سکونت بھی رکھتے تھے، پسند نہ کرتے تھے - انھون نے ایک بار حملہ کر کے پرتگالیون کو ایک ایک کر کے ختم کر دیا - اس کی تفصیل ھم پہلے (باب ثالث) مین بیان کر آئے ھین - بہر حال مالدیپ کے باشندون کے دلون مین پرتگالیون کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی تھی -

پرتگالی اب بدلہ لینے کے لیے موقع کی تلاش مین رہے - انھون نے کسی نہ کسی طرح سلطان حسن (نہم) کو جو ۹۵۷ ھ / ۱۵۵۰ م مین تخت نشین ہوا تھا نصرانی بنا لیا - یہ سلطان " سینٹ زاویہ " کے ھاتھ پر عیسائی ہو گیا تھا - اس نے اپنی رعایا کو بھی نصرانیت قبول کر لینے کی دعوت دی - ایک عوامی تحریک، جس نے آن کی آن مین جنم لیا اور تمام ملک مین یکدم پھیل گئی ، سلطان کے مد مقابل آ گئی - سلطان ملک سے بھاگ گیا - وہ پہلے کوچین گیا پھر گوا مین آ گیا اور پرتگالیون سے ساز باز کر کے اس نے ایک جہاز مالدیپ کو روانہ کیا - مالدیپ کے وطن پرستون نے یہ جہاز پکڑ لیا اور فوجیون کو گرفتار کر لیا - شہزادہ حسن نے ایک اور جہاز بھجوایا - اسے بھی وطن پرست مالدیپیون نے پکڑ لیا -

مگر تھوڑی ھی مدت کے بعد ۱۵۵۷ م مین ایک پرتگالی کمانڈر " انڈریا انڈرے "
اپنا پورا بحری بیڑا لے کر مالدیپ پر حملہ آور ھوا ۔ ان دنون مالدیپ پر سلطان علی حکومت
کر رھا رھا تھا ۔ پرتگالیون اور مالدیپ کی نیم مسلح فوج مین مقابلہ ھوا ۔ سلطان علی اسی
جنگ مین لڑتے لڑتے شہید ھوا ۔ اور سلطان کی ساری فوج وھین پر کام آئی ۔ " انڈریا
انڈرے " تمام جزائر پر قابض ھو گیا ۔ اور پرتگالی لوگون کو جبراً عیسائی بنانے مین لگ گئے ۔

انھین دنون مین مالدیپ کے باشندون نے جا بجا وطن پرست تحریکون کا اجراء کیا ۔
اسلام پسند انجمنین قائم ھو گئین ۔ اسلام کے تحفظ، اسلامی شعائر کی مدافعت، وطن کی آزادی
اور پرتگالیون کی استعمارانہ پالیسیون کے خلاف لوگ متحد ھونے لگے ۔ یہ تحریکین دبی دبی
رھین اور زیر زمین کام کرتی رھین ۔

ادھر " تلادیتی " اٹول کے جزیرۂ " تیم " کے جان باز نوجوانون نے ایک منظم اور
مؤثر قسم کی تحریک چلائی ۔ اس تحریک کا سربراہ جزیرۂ " تیم " کا ایک بہادر نوجوان
خطیب محمد تھا ۔ اس نے پہلے تو اپنے دونون بھائیون کو ساتھ ملایا پھر چند اور بہادر
جان نثار بھی بھرتی کر لیے ۔ محمد نے ایک مضبوط سی کشتی تیار کی جسے " کلوہ فسی "
کہتے ھین ۔ محمد رات کے اندھیرے مین ادھر ادھر کے جزیرون پر حملہ آور ھوتا اور پرتگالیون
کی بستیون پر شب خون مارتا ۔ ان کا اسلحہ چھین کر لے جاتا ۔ اور پو پھٹنے سے پہلے پہلے
دور سمندر مین چلا جاتا ۔ مالدیپ کے باشندون نے اس تحریک کے کارندون کی مالی اور اخلاقی
مدد کرنے مین کبھی پس و پیش نہ کی ۔

محمد مالے پر بھی رات کو حملہ آور ھوتا رھا ۔ اور پرتگالیون کی طاقت کا اندازہ
کرتا رھا ۔ بالآخر وہ مالا باریون سے مدد حاصل کر لینے مین کامیاب ھو گیا ۔ ادھر
پرتگالی کمانڈر " انڈریا انڈرے " اب مالے مین اپنی آخری چال کھیلنے کے انتظامات کر

رھا تھا ۔ اس کا پروگرام یہ تھا کہ ایک خاص دن بنوک شمشیر تمام باشندون کو عیسائی
بنا ڈالے ۔ اس پروگرام کی تفصیلات طے کرنے کے لیے اس نے اپنے دربار کا ایک خفیہ اجلاس بلا
رکھا تھا ۔ یہ اجلاس رات گئے تک ھوتا رھا ۔ عین اسی وقت محمد (تکر فانو) اپنے جان باز
سپاھیون کے جلو مین مالے کے ساحل پر اترا ۔ اور رات کی تاریکی اور خاموشی کے پردے میـن
سیدھا محل کے اس بڑے کمرے مین جا گھسا جہان " انڈریا" انڈرے " اپنے دربار کی صدارت
کر رھا تھا ۔ " محمد تکر فانو " نے بڑی پھرتی سے تاک کر " انڈریا انڈرے " کو اپنی
گولی کا نشانہ بنایا ۔ " انڈریا انڈرے " وھین ختم ھو گیا ۔ بھگدڑ مچ گئی ۔ تحریک
کے سپاھیون نے پرتگالیون کو چن چن کر مار ڈالا ۔ محمد کے ساتھی تمام جزیرون اور اٹولون
پر چھا گئے ۔ اور پو پھٹنے سے پیشتر ھی اس نے اپنی نصرت کا جھنڈا گاڑ دیا ۔ اس
طرح اس تحریک نے مالدیپ کو سترہ (۱۷) سال کی غلامی سے نجات دلائی ۔

پھر یہ بھی ھوا کہ مالا باریون کے سر مین بھی مالدیپ پر حکمرانی کا جنون سمایا ۔
وہ بھی بارھوین صدی ھجری / اٹھارھوین صدی میلادی کے نصف مین جیسا کہ ھم مفصل
بیان کر چکے ھین ۔ مالدیپ پر بار بار حملے کرتے رھے ۔ کبھی مالے مین شاھی محل اور
آس پاس کی بستیون کو آگ لگا جاتے ۔ کبھی دوسرے چھوٹے موٹے جزیرون کو لوٹ لے جاتے ۔
ایک مرتبہ چار ماہ کے لیے وہ مالدیپ پر قابض ھو گئے چنانچہ فرانسیسی کمانڈر " ڈوپلے " کی
مدد سے ۱۱٦۷ ھ / ۱۷۵۳ م مین مالاباریون کو مالدیپ کے قریب آنے سے روکا گیا ۔ مالدیپ
والون نے اپنے وطن کی مدافعت کے لیے فرانسیسیون سے معاھدہ کر لیا ۔ اور اس طرح انھین
کچھ چین نصیب ھوا ۔

ایک بار ایسا بھی ھوا تھا کہ مالا باریون کا ایک جنگی جہاز آتا دیکھ کر مالدیپ
کے لوگ پہلے تو پریشان ھو گئے مگر تھوڑی دیر مین سب نے مل کر یہ تجویز پیش کی کہ تمام
عمارتون پر جا بجا مالا باری جھنڈے لہرا دیے جائین اور جتنی تعداد مین مالدیپی سپاھی

مالا باری لباس پہن سکتے ھین پہن کر مالے کی گودی کے آس پاس ٹہلتے رھین - جونھی
مالا باریون کا جہاز مالے کی گودی مین لنگر انداز ھوا اور مالا باری اطمینان سے اتر کر
ساحل پر آ گئے تو مالدیپیون نے ان پر اچانک حملہ کر دیا اور سب کو وھین ختم کر دیا -
اس کی تفصیل بھی ھم پہلے بیان کر آئے ھین -

اس سے ھم یہ نتیجہ بھی نکال سکتے ھین کہ جزیرہ مالے مین مالا باریون کے لباس بھی
سیے جاتے تھے اور ان کی تجارت ھوتی تھی - ویسے بھی مالدیپ مین کپڑا خاصی مقدار
مین بنا جاتا ھے - اور آج کل مالدیپ مین سلے سلائے کپڑون کی فیکٹری کام کر رھی ھے -

حال ھی مین مالدیپ کے اصحاب اثر و رسوخ نے ایک اور تحریک چلائی - یہ تحریک
یک گونہ اصلاحی تھی اور ایک طرح سے سیاسی بھی - اس کے پیچھے انگریزون کی حکمت عملی
کام کر رھی تھی - انگریزون نے اٹھتر سال تک مالدیپ کی سیاسی حمایت (protectorate)
اور مدافعت کا بوجھ اٹھائے رکھا - اس دوران انھون نے پہلے مالدیپ کے دانشورون کے دل و
دماغ مین جمہوریت کی محبت پیدا کی پھر ان دانشورون سے جمہوریت کی اشاعت کا کام لیا -
نتیجہ یہ ھوا کہ ۱۹۵۲ م مین ایک ریفرنڈم (استفتاء) کروایا گیا کہ عوام کو جمہوریت پسند
ھے یا ملوکیت - لوگون نے اصلاح احوال کی خاطر جمہوریت کے حق مین ووٹ دے دیا - اور
امین دیدی کو باتفاق رائے صدر چن لیا گیا - یکم جنوری ۱۹۵۳ء سے وہ صدر کی حیثیت سے
کام کرنے لگے - اسی سال کے آخر مین لوگون نے پھر ریفرنڈم کروا دیا - لوگ صدیون سے
شاہ پسند تو تھے ھی، انھون نے ملوکیت کے حق مین آواز بلند کر دی - اور سلطان پندرہ
سال تک حکومت کرتا رھا - ابراھیم ناصر وزیر اعظم بنا - اسی کے دور مین ۲۶ جولائی
۱۹۶۵ م کو انگریزون نے مالدیپ کو مکمل آزادی دے دی - پھر ۱۵ مارچ ۱۹۶۸ء کو پھر
ریفرنڈم ھوا اور بالآخر جمہوریت جیت گئی - بہر حال یہ بھی ایک کامیاب تحریک تھی -

بـــــاب عــاشـــر

دور حاضر مین اهل مالدیپ کے دینی و ادبی رجحانات کا تنقیدی جائزہ

آج کل مالدیپ کے لوگ تعلیم (: education) کی طرف زیادہ توجہ دینے لگے ہین - پہلے تعلیم کا سلسلہ صرف مسجدون اور چھوٹے چھوٹے مدرسون تک محدود تھا - اور صرف اونچے طبقے کے پڑھے لکھے لوگون کے بچے تعلیم پا سکتے تھے - آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ ماہی گیری کے پیشے سے منسلک ہے - اور وہ غریب و نادار ہین - بچون کی تعلیم کے اخراجات کا بوجھ برداشت کرنے کے قابل نہین ہین - بلکہ مسجد یا مدرسے کی تھوڑی بہت تعلیم کے بعد وہ اپنا حساب کتاب لکھنے کی استعداد پیدا کر لیتے ہین اور اپنے بزرگون کے ساتھ مچھلیان پکڑنے، انھین خشک کرنے اور دیگر ممالک مین بھجوانے مین مدد دیتے ہین - یہان شرح خواندگی ۸۲ فیصد ہے -

مگر اب تعلیم عام ہو رہی ہے - سرکاری سکولون مین تعلیم مفت ہے - نجی سکول بھی موجود ہین - درمیانے طبقے کے لوگون کے بچے ایسے ہی ادارون مین تعلیم پا رہے ہین - اعلی طبقے کے مالدیپیون کے بچے ناصریہ مونٹے سوری سکول (Nasiriyya Montessori School) مین تعلیم پاتے ہین - اس کے بعد اعدادیہ سکول ہین - لڑکون کے لیے مجیدیہ سکول اور لڑکیون کے لیے امینیہ سکول - ان سکولون مین شروع ہی سے ذریعہ تعلیم

انگریزی ھے - ان بچون کو لندن یونیورسٹی کے GCE (یعنی جنرل سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن) کے امتحان کی تیاری کروائی جاتی ھے - (۱) بچے میٹرک یا " جی - سی - ای " پاس کر لینے کے بعد دوسرے ممالک مین (بالخصوص یورپ مین) بھیجے جاتے ھین - (۲)

انگریزون نے مالدیپ کو اپنی حمایت (Protectorate) مین اٹھتر (۷۸) سال رکھا - اس طویل عرصے کے میل ملاپ کا قدرتی اور لازمی اثر یہ ھوا ھے کہ اب لوگ نئی تہذیب، نئی روشنی، اور زندگی کے ھر شعبے مین نئے یورپی انداز فکر سے متاثر ھو کر نئی پود کو خالص دینی ماحول سے نکال کر یورپی طرز تعلیم کی طرف مائل کر رھے ھین - یورپی طرز تعلیم مین بالواسطہ اور بلا واسطہ نصرانیت کی جھلک ضرور پائی جاتی ھے - ان کے مقررہ نصابات مین اللہ کی بجائے God (خدا) اور Church (:کلیسا) کی اصطلاحات ضرور آتی ھین - اچھے اخلاق یورپ کی کتابون مین بھی بیان کیے جاتے ھین - مگر اخلاق برائے اخلاق، نہ کہ اخلاق برائے خوشنودئ اللہ - یہین سے راھین الگ الگ ھو جاتی ھین - اور یہی راھین آگے چل کر اور بھی دور دور ھوتی چلی جاتی ھین - یورپ مین بچون کی کتابون مین تصویرون کے ذریعے تعلیم دی جاتی ھے اور انھی کتابون مین نصرانیت مین ڈوبا ھوا یورپ کی تہذیب کا ماحول پیش کیا جاتا ھے - انھی کتابون مین منہ ھاتھ دھونے اور غسل کے طریقے ضمنی طور پر آ جاتے ھین - وہ سبھی غیر اسلامی ھین - ان کا فلسفۂ طہارت اسلامی فلسفۂ طہارت سے یکسر مختلف ھے - ان کی کتابون مین نماز، روزے، زکاة اور حج کا ذکر نہ ھو گا - طہارت اور وضو کا احساس نہ دلایا جائیگا - ان کے آداب تحیات یعنی " Good Morning " اور " Good Night " مین

---

(۱) Discover Maldives ، ۳۸

(۲) مصدر سابق

" السلام علیکم و رحمۃ اللہ " کا خلوص مفقود ھے ۔ ممکن ھے کہین نکاح سے پہلے Courtship (:محبت کی باتون) کا ذکر آ جائے ۔ اور کہین شراب نوشی کے فوائد پر لیکچر ہو گا ۔ بہر حال یہ ایک خطرناک تجربے کا آغاز ہو سکتا ھے ۔ ھمین امید کرنا چاھیے کہ مالدیپ کی وزارت تعلیم جملہ نصابات پر ماھرین علوم اسلامیہ سے ناقدانہ نظر ثانی کروانے کی کوشش کریگی ۔ ورنہ ممکن ھے کہ یورپ کی کتابون مین یورپی نظریۂ قومیت (nationalism) پر ایسا زور ھو جس سے مالدیپ کے باشندون کے دلون مین اھل اسلام کی محبت دھیمی پڑتی چلی جائے ۔ بظاھر یہ طرز تعلیم اھل مالدیپ پر جبراً ٹھونسی نہین جا رھی ھے ۔ مگر مالدیپ والے اسے برداشت کر رھے ھین ۔ اس کے خلاف اھل مالدیپ کا رد عمل ابھی ظاھر نہین ھوا ۔

بہر حال انگریزون کے اٹھتر سالہ میل ملاپ نے مالدیپ کی تہذیب پر خاصا اثر ڈالا ھے ۔ مثلاً اکثر تجارتی کمپنیون کے نام انگریزی مین رکھے گئے ھین ۔ جیسے کہ Quest Enterprise Barakuda International Aquanautic Club, Crescent Tourist Agency 'Maldive International Airline 'Vabbinfaru fishing Club ——

اسی طرح سڑکون کے نام بھی انگریزی مین ھین جیسے کہ Marine Drive 'Chandani Road انگریزی زبان کا اثر کافی نمایان ھے ۔ یہان کا نشر و اشاعت کا ایک بہت بڑا ادارہ ھے جس کے زیر اھتمام دویہی مین ایک روزانہ اخبار شائع ھوتا ھے ، ایک ھفتہ وار اخبار نامہ انگریزی زبان مین شائع ھوتا ھے ۔ اس کے علاوہ ایک ھفتہ وار جریدہ نکلتا ھے جس کا نام " ھفتہ " ھے ۔ یہ سب اخبارات، جرائد اور رسائل ، ادارۂ " Moonlight Publishers " کے زیر اھتمام شائع ھوتے ھین ۔ یہ نام بھی انگریزی زبان کا ھے ۔ (۳)

---

(۳) مصدر سابق، ۳۱ ۔

فنی تعلیم و تربیت کے لیے مالے مین ایک " Vocational Centre "
بھی کھولا گیا ہے - اس کے ساتھ ایک اچھا اقدام یہ کیا گیا ہے کہ تکنیکی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم دینے کا بھی ضمنی انتظام موجود ہے -

منظمۂ امم متحدۃ (یونائیٹڈ نیشنز) کے ماتحت کچھ ادارے مثلاً " UNESCO "
اور " UNICEF " اور " NNDP " ، مالدیپ مین بچون کو علوم جدیدۃ کی سہولتین مہیا کرنے کے پروگرام بنا رہے ہین - (۲) ان مین بھی احتیاط کی ضرورت ہے -

ان تمام اقدامات کا اثر یہان کے لوگون کے ذہن پر لازماً پڑیگا - یورپ اور بالخصوص انگلینڈ کے ادب سے بچون کی دلچسپی بڑھ جائیگی - اور یقیناً ان کا انداز فکر بھی بدلیگا - اور عنقریب یہ لوگ انگریزی کے افسانون ، ڈرامچون اور ناولون کا دیوہی زبان مین ترجمہ کرینگے - اپنے دیوہی ادب کو زیادہ جاذب اور دلکش بنانے کے لیے یورپی ادب کی نئی نئی چیزین مستعار لائین گے - مالدیپ کے نئے ادب مین (بالخصوص افسانون مین) پیش کی گئی تہذیب مالدیپ کی اپنی تہذیب سے بالکل جدا اور نرالی ہو گی - اور مالدیپ کی تہذیب سے ہم آہنگ نہ ہو گی -

مگر مالدیپ کے عوام ابھی تک اپنے لوک گیتون ، حمد و ثناء ، نعت اور قصیدون مین عربی کے جملے بلکہ مصرعے کے مصرعے لا رہے ہین - دینی ادب کی چاشنی موجود ہے - شعر مین غوث اعظم حضرت عبدالقادر الجیلانی (رح) کے متصوفانہ رنگ کو قائم رکھا جا رہا ہے - بندیا جہن، گا او ڈی لوا ، اور تارہ اب بھی ویسے ہی مقبول ہین جیسے دو سو سال پہلے تھے -

---

Discover Maldives (۲)

بــــــاب حادی عشر

اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور مالدیپ

دنیائے اسلام مین بہت سی اصلاحی تحریکین عصراً بعد عصرٍ جنم لیتی رہی ہین - ان کی تائید مین علمائے اسلام کی ایک بہت بڑی جماعت مختلف ادوار مین سالہا سال تک بلکہ صدیون تک رطب اللسان رہی - ایسی اصلاحی تحریکون کے علم بردار بالعموم مجدد کہلاتے رہے -

احیاء دین اسلام کی تحریکین بھی رونما ہوئین - امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی الشافعی (متوفی ۵۰۵ ھ / ۱۱۱۱ م) نے اسی موضوع پر ایک نہایت عمدہ کتاب تصنیف کی ھے - ابن تیمیۃ تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبداللہ الحنبلی (متوفی ۷۲۸ ھ / ۱۳۲۸ م) نے بھی احیاء دین کا کام کیا - اس کام کو ابن تیمیۃ کے شاگرد ابن قیم الجوزیۃ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر (متوفی ۷۵۱ ھ / ۱۳۵۰ م) نے آگے چلایا - ان کے تتبع مین محمد بن عبدالوہاب الحنبلی (متوفی ۱۲۰۱ ھ / ۱۷۸۷ م) نے ایک دینی تحریک چلائی - اس تحریک نے اپنے بانی ھی کی زندگی مین سیاسی رنگ اختیار کر لیا -

اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی خالص تحریک چلانے والون مین شیخ محمد عبدہ الشافعی (متوفی ۱۳۲۳ ھ / ۱۹۰۵ م) اور ان کے شاگرد رشید رشید رضا الشافعی (متوفی ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۵ م) سر فہرست ھین - در اصل ان کے پیش رو اور استاذ سید جمال الدین الافغانی الحنفی (متوفی ۱۸۹۷ م) اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے ساری عمر کوشان رہے -

وہ انقلاب کے قائل تھے - لیکن ان کے شاگرد شیخ محمد عبدہ کا خیال تھا کہ سیاسی انقلاب لانے سے پہلے لوگوں کو ذھنی طور پر تیار کرنے کی اشد ضرورت ہوتی ھے - اس کے بغیر سیاسی انقلاب دیر پا نہیں ہوتا - چنانچہ شیخ محمد عبدہ کا عملی پروگرام کچھ اس طرح تھا : اول ، لوگوں کو اصل ، قدیم اور صحیح اسلام پر لایا جائے اور اسلام میں الحاقی عقائد اور مبتدعانہ رسم و رواج جو داخل ہو گئے ہیں انھیں یکسر نکال دیا جائے - اس ضمن میں وہ ابن تیمیۃ اور ابن القیم سے بہت متاثر تھے - دوم، وہ عربی زبان کی تجدید پر زور دیتے رہے - سوم، وہ چاہتے تھے کہ عوام کے حقوق کو تسلیم کیا جائے - وہ ساتھ ہی ساتھ بہت بڑے محب وطن بھی تھے - مغرب کی تہذیب کے دلدادہ تھے - وہ چاہتے تھے کہ مغرب کی تہذیب کو اس طرح اپنایا جائے کہ اسلام کے بنیادی اصولوں کو ٹھیس نہ پہنچے - وہ مذھب اور تقلید کے سخت مخالف تھے - وہ سمجھتے تھے کہ شریعت میں اجتہاد کا دروازہ نہ بند تھا ، نہ ہے، اور نہ ہونا چاہیے - وہ اسلام کو " دین الیسر " کہتے تھے - الغزالی کی اخلاقی تعلیمات کو پسند کرتے تھے - مگر اولیاء کی کرامات کے ہر گز قائل نہ تھے - انھیں بدعت قرار دیتے تھے - (۱)

سید جمال الدین الافغانی ، محمد عبدہ اور رشید رضا اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے قافلے کے سرخیل شمار ہوتے ہیں - وہ زندگی بھر " پان اسلام ازم " (Pan Islamism) کا پرچار کرتے رہے - وہ جانتے تھے کہ صہیونی اور نصرانی قوتوں نے مسلمانوں اور اسلام کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے - مگر سید جمال الدین الافغانی کو انگریزوں سے سخت نفرت تھی - وہ جہاں جاتے اور جہاں موقع ملتا ، انگریزوں اور ان کی پالیسیوں (، حکمت عملی) پر کڑی نکتہ چینی کرتے تھے اور بار بار کہتے تھے کہ انگریز مسلمانوں کے معاملات میں خواہ مخواہ مداخلت کرتے ہیں -

---

(۱) Shorter Encyclopaedia of Islam ، ۳۰۲

اس زمانے میں مالدیپ انگریزوں کی سیاسی حمایت (: Protectorate)
میں تھا ۔ اس حمایت کا مطلب یہ تھا کہ مالدیپ کے حکمران کسی اور بیرونی طاقت سے
نہ سفارتی تعلقات استوار کر سکتے ہیں، نہ معاہدہ کر سکتے ہیں اور نہ کسی قسم کا
رابطہ ہی قائم کر سکتے ہیں ۔ مالدیپ کی حکومت کو اپنی عُملہ (؛کرنسی) یا نقدی
یا سکے بھی ڈھالنے کی اجازت نہ تھی ۔ مالدیپ کے لوگوں کو صرف مقامی بلدیاتی حکومت
(local Self-Government) ہی کا اختیار تھا ۔ چنانچہ باہر کی
دنیا کا کوئی مصلح، رہبر، مبلغ یا مفکر یہاں نہ آ سکتا تھا ۔ بیرونی ممالک کی نہ کوئی
خبر ہی آ سکتی تھی نہ کسی تحریک کا دعائی ادب (Propaganda literature
ہی عوام و خواص تک پہنچ سکتا تھا ۔ بالفاظ دیگر مالدیپ باہر کی دنیا سے بالکل کٹا
ہوا تھا ۔ مالدیپ والوں کی آواز نہ باہر جا سکتی تھی نہ وہ کسی کو اپنا حال سنا
سکتے تھے ، نہ کسی سے مشورہ لے سکتے تھے ۔ وہ گویا ایک قفس میں بند تھے اور اسی
قفس کی گھٹن میں زندگی گزار رہے تھے ۔

جہاں تک مالدیپ کے باشندوں کی دینی مصروفیتوں اور مشاغل کا تعلق ہے انھیں
اپنے گھر میں اذان، صلاۃ ، زکاۃ اور روزوں کی اجازت تھی ۔ مگر وہ دنیا کے دوسرے
مسلمان بھائیوں کے ساتھ قدم بقدم چلنے کی ہمت نہ کر سکتے تھے ۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ
کے انقلاب پرور پروگرام میں حصہ نہ لے سکتے تھے ۔ ادھر صہیونی ، نصرانی اور اسلام دشمن
طاقتیں مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرنے کے درپے تھیں ، مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے
پر تلی ہوئی تھیں ۔ انھوں نے پہلی عالمی جنگ میں ترکیہ کو مرغِ بے پر کی طرح مروڑ کر
رکھ دیا اور وسیع خلافت عثمانی کے حصے بخرے کر دیے ۔ رد عمل کے طور پر مالدیپ کے
جزائر میں " خلافت " کے حق میں کسی تحریک نے جنم نہ لیا ۔ نہ مظاہرے ہوئے، نہ
لوگوں نے نعرے لگائے ، نہ اجتماعات ہوئے، نہ سوگ منایا گیا ، اور نہ واویلا ہوا ۔

مالدیپ یون بھی ایک چھوٹا سا ملک ہے ، الگ تھلگ ، دنیا کے فساد پرور ہنگامون اور فتنہ افزا جھمیلون سے دور ۔ مالدیپ کے لوگ طبعاً امن پسند ہین ۔ نیک ہین اور دیندار ہین ۔ اللہ نے انھین بہت بچائے رکھا ہے ۔ یہان نہ کوئی متنبی پیدا ہوا اور نہ یہان کسی مہدی ہی کا ظہور ہوا ہے ۔ اس لیے یہان اسلام کی ہیئت کے بدلنے بگڑنے کے خدشے کم تھے ۔ البتہ کچھ کچھ غیر اسلامی ، نئی نئی چیزین ادھر ادھر سے بھٹکتی ہوئی یہان پہنچ گئین جن کا ذکر ہم باب ثالث مین کر آئے ہین ۔ ان کی اصلاح کے لیے وقتاً فوقتاً شخصی کوششین ہوتی رہین ، مثلاً اپنے زمانے مین ابن بطوطہ نے مالدیپ والون کی بعض غیر اسلامی رسمون کی نشاندھی کی اور انھین درست راہ پر لانے کے لیے کچھ اقدامات کیے ۔ اجتماعی طور پر مالدیپ والون نے دسوین صدی ھجری / سولھوین صدی میلادی کے وسط مین پرتگالیون کے خلاف جد و جہد کی ۔ اسلام کے تحفظ اور اسلامی شعائر کی مدافعت کے لیے مالدیپ مین جا بجا وطن پرست تحریکین شروع کی گئین اور اسلام پسند انجمنین قائم ہوئین ۔ اور بالآخر " محمد تکر فانو " کی مجاھدانہ مساعی جمیلہ نے مالدیپ کے لوگون کو پرتگالیون کے مستبدانہ چنگل سے آزاد کرا لیا اور انھین پھر حریت سے ھمکنار کر دیا ۔

مغربی جمہوریت کا سبق دینے والا یہان کوئی پیدا نہ ہوا ۔ البتہ جب مالدیپ کو انگریزون کی سیاسی حمایت (: protectorate) حاصل ہو گئی تو دھیرے دھیرے انھین جمہوریت سے آگاھی ہونے لگی ۔ یہ انگریزون کے ساتھ راہ و رسم پیدا کرنے کی بدولت ہوا اور یہ ایک امر لابدّ منہ تھا ۔

جمہوریت کی طرف شیخ محمد عبدہ نے بھی اپنی تعلیمات مین اشارہ کیا ہے جیسے کہ ہم ابھی ابھی بیان کر آئے ہین ۔ مگر شیخ محمد عبدہ کی تحریک سے واقفیت ان لوگون کو بہت بعد کو ہوئی ۔ عرب ممالک سے اسی قسم کا ادب بہت کم آتا تھا ۔ بلکہ عرب اور

مسلم ممالک مین شیخ محمد عبدہ کی کھلم کھلا مخالفت کی گئی - ان کے خلاف فتوے بھی دیے گئے - شیخ محمد عبدہ کے عقائد ، خیالات اور نظریات کے رد مین رجعت پسند علماء نے کئی کتابین بھی لکھین ، مقالات شائع کیے ، اور اجتماعات مین لوگون کو تلقین کی کہ شیخ عبدہ کے مصید (یعنی جال) مین نہ پھنسین -

جب مالدیپ کو جولائی ۱۹۶۵ء مین مکمل آزادی مل گئی تو یہان کے پڑھے لکھے لوگ اعلی تعلیم کے لیے قاہرہ ، انگلینڈ اور دیگر ممالک مین جانے لگے - اگرچہ اس سے پہلے بھی کچھ لوگ عرب ممالک مین تعلیم حاصل کرنے کے لیے جایا کرتے تھے مگر وہان سے تعلیم حاصل کر آنے کے بعد وہ آزادانہ طور پر نئی بات، نئے نظریے اور نئے خیالات پیش کرتے ہوئے جھجکتے تھے - جمہوریہ مالدیپ کے صدر مامون عبدالقیوم ۱۹۶۲ء مین مصر گئے - اور وہان علوم اسلامیہ اور قانون کی سندات حاصل کین - وہ بنیادی طور پر تاریخ اسلام اور فلسفے کے طالب علم ہین اور شیخ محمد عبدہ کی تحریک سے پوری طرح واقف ہین -

اب وقت آ گیا ہے کہ مالدیپ بھی اسلامی فقہ اور اسلامی تہذیب کی تطویر مین اپنا کردار ادا کرے - مالدیپ امم متحدہ (: United Nations) ، غیر وابستہ ممالک کی تحریک ، دولت مشترکہ (: برطانیہ) کا خصوصی رکن ہے - جنوبی ایشیائی علاقائی تعاون کا بھی رکن ہے - پاکستان کی تحریک پر جولائی ۱۹۷۹ م سے مالدیپ کو اسلامی کانفرنس کا رکن بھی بنا لیا گیا ہے - یقیناً مالدیپ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے سلسلے مین گرانقدر خدمت سر انجام دینے کا اہل ہے - یہان کے لوگ ۸۲ فیصد خواندہ ہین - باشعور ہین ، نیک ہین اور دیندار ہین -

.....

بـاب ثانی عشـر

بـاز گشت

خلاصـہ بحـث :

مالدیپ کا مجمع الجزائر بحر ھنـد مین سری لنکا کے جنوب مغربی ساحل سے تقریبا" چار سـو (۴۰۰) میل کے فاصلے پر سـات (۷) درجہ جنوب - مغرب مین واقع ھے - یہ ایک ننھـی سـی آزاد ریاست ھے جو تھـزیب نـو کے فتنـہ پرور جھمیلون سے دور ، صدیـون سے اپنی رعنائیـون کو سمیٹے ھوئے الگ تھلگ گوشـۂ امن مین آبـاد ھـے -

مالـدیپ کے جزیرون کی تعـداد کا اندازہ ابھی تک نھین لگایـا جـا سکا - کیونکہ امتـداد زمانـۂ اور مد و جـزر ، اور مون سـون کے تھپیـڑون سـے بہت سے جزیرے زیـر آب آ جـاتـے ھین اور پانی کے اتار سے پھـر نمودار ھو جاتے ھین - روایتا" چھوٹے بـڑے بارہ ھـزار (۱۲۰۰۰) جزیرے بتائے جاتے ھین - مارکـو پولـو نے بھی بارہ ھـزار (۱۲۰۰۰) جـزیرون کا ذکر کیا ھـے - مگر ایک محتاط اندازے کے مطابـق ان جزیرون کی تعـداد ایک ھـزار دو سـو تہتـر (۱۲۷۳) کے لگ بھگ ھے - ان مین سے دو سـو انیس (۲۱۹) کے قریب ایسـے جزیرے ھین جن مین لوگ بود و مـانـد رکھتے ھین - جغرافیائی اعتبـار سے بعـض جزیرے ایک دوسـرے کے اتنے قریب ھین کہ سہولت کے لیے وہ ایک ھـی وحـدت شمار ھوتے ھین - گویا وہ ایک دوسـرے سـے پیوست ھین اور ایک ھی سرزمین کـے حصـے ھین - مقامی زبان مین ھـر گروہ کو اٹول (اتولھـا) کہا جاتا ھـے - یہ اٹول تعـداد مین تیرہ (۱۳) ھین ، جیسـے کہ ابن بطـوطـہ نے بیان کیے ھین - ابن بطوطہ نے اٹول کو اقلیم کے لفظ سـے یاد کیا ھـے - آج کل طبعی طـور پـر انیس (۱۹) اٹول ھـین ، مگـر نظامـی امـور کے لیے تیرہ (۱۳) ھی ھـین - اور ھر اٹـول (اقلیـم)

کا جدا جدا والی (جسے مقامی زبان میں کردوبی کہتے ھین) ھوتا ھے -

یہ جزیرے ایک دوسرے کے بہت قریب ھین - اور ان کا درمیانی فاصلہ میل دو میل سے زیادہ نہین اور کسی جزیرے کا رقبہ پانچ (۵) مربع میل سے زیادہ نہین - اور ان تمام جزائر کا مجموعی رقبہ ایک سو پندرہ (۱۱۵) مربع میل ھے -

اپنی وسعت کے اعتبار سے یہ جزیرے ۷ء۹ شمالی عرض بلد سے ۰ء۲۵ جنوبی عرض بلد تک ، اور ۷۲ء۳۰ سے ۷۳ء۳۸ مشرقی طول بلد تک پھیلے ھوئے ھین - یہ جزیرے بلند و بالا پہاڑون سے مبرّا ھین - عام طور پر سطح سمندر سے دس فٹ سے زیادہ بلند نہین - البتہ ایک جزیرہ ولنگلی مین ایک جگہ اسی (۸۰) فٹ اونچی ھے -

ساخت کے اعتبار سے یہ جزیرے مرجانی کہلاتے ھین - ڈارون کے نظریے کے مطابق ہزارون برس پہلے یہ جزیرے برکانی (یعنی آتش فشان جزیرے) تھے جو آھستہ آھستہ سمندر کی تہ مین دھنستے رھے - ایسے جزیرے صرف گرم پانی کے استوائی خطے مین پائے جاتے ھین - جہان سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمکتا رھتا ھے - بحر الکاھل مین بھی خط استوا کے ساتھ ساتھ ایسے کئی جزیرے موجود ھین - جون جون یہ برکانی جزیرے نیچے دھنستے رھے اسی رفتار سے ان جزیرون کے بیرونی کنارے (یعنی شعاب مرجانیہ) اوپر کو ابھرتے رھے - اس کے بعد گھونگون اور مونگون نے جزیرون کے ساحل کے ساتھ ساتھ اپنے گھروندے بنا لیے - یہی گھروندے اپنی طبعی عمر گزارنے کے بعد جب مضمحل اور بوسیدہ ھو گئے تو ریزہ ریزہ ھو کر سمندر مین گرنے لگے - جنھین صدیون سے سمندر کی لہرین اٹھا اٹھا کر ان جزیرون کی سطح پر پھینکتی رھین - مرجان و لؤ لؤ کے یہ باریک ریزے ریت کے ذرون کی طرح جزیرون کی سطح ارض پر پھیلتے رھے -

اور اب یوں لگتا ھے کہ جزیروں کی سطح پر سفید رنگ کی چمکیلی اور باریک ریت ھر طرف بچھی ہوئی ہے ۔ جو کبھی کبھی ھوا کے جھونکوں سے ادھر ادھر اڑتی پھرتی ھے ۔ اس سفید ریت کی تہ کہیں دو دو فٹ اور کہیں تین تین فٹ گہری ھے ۔

ساحل کے ساتھ ساتھ پانی کے نیچے نوکیلی چٹانیں بکثرت پائی جاتی ھیں جو پاؤں کو زخمی کر دیتی ھیں ۔ اس لیے پانی میں چلنا پھرنا دشوار ہے ۔ جزیروں کے آس پاس سمندر کے گہرے نیلے اور شفاف پانی میں رنگ برنگ کی چھوٹی بڑی مچھلیاں تیرتی پھرتی ھیں ۔ ناریل کے گھنے درخت بھی جو پانی کی طرف جھکے پڑتے ھیں ۔ ایک دلفریب منظر پیش کرتے ھیں ۔

جزائر مالدیپ کی آب و ھوا گرم مرطوب ہے ۔ اس کا اوسط درجۂ حرارت اسی (۸۰) درجہ فارن ھائیٹ کے لگ بھگ رھتا ھے اور فضا میں نمی کا تناسب اسی (۸۰) سے ایک سو (۱۰۰) فیصد رھتا ھے ۔ سال میں دو بار بارشوں کا زور ھوتا ھے ۔ جون سے اگست، اور پھر دسمبر سے مارچ تک ۔ سال بھر میں اوسطاً ایک سو (۱۰۰) سے ایکسو پچاس (۱۵۰) انچ بارش ھو جاتی ھے ۔

استوائی گرم مرطوب خطوں کے تمام پودے یہاں بکثرت پائے جاتے ھیں ۔ گہرے سبز رنگ کی جھاڑیاں، جڑی بوٹیاں، پھل دار درخت اور طرح طرح کی خود رو گھاس زمین کو ڈھانپے رکھتی ھے ۔ جنھیں دیکھ کر جنت کا گمان ھوتا ھے ۔

ملیریا عام ہے ۔ اور ھر نیا آنے والا اس کا شکار ھو جاتا ھے ۔ سرما کی بارشوں میں ایسی نوعیت کے جراثیم پیدا ھوتے ھیں جو انگلیوں کے درمیان زخم پیدا کر دیتے ھیں اور جو پھنسیوں کی شکل اختیار کر کے سخت تکلیف کا باعث بن جاتے ھیں ۔ بیری بیری (Beri-beri) کا مرض بھی عام ھے ۔

مالدیپ میں پھل بکثرت پیدا ھوتے ھیں ۔ مثلاً انار، سنگترہ، لیموں، کیلے ،

ناریل (:رول) انناس ، تمر هندی (املی) ، ان کے علاوہ ارنڈ کا درخت عام ہے ۔ ناریل کا پھل چھوٹا ہوتا ہے اور سنگترے کے حجم سے بڑا نہین ہوتا ۔ قدرت کی نیرنگی ملاحظہ ہو ۔ ہر اٹول کی پیداوار دوسرے اٹول سے مختلف ہوتی ہے ۔ جو پودے ایک اٹول مین اگتے ہین وہ دوسری جگہ عام طور سے نظر نہین آتے ۔ گویا ہر اٹول کو دوسرے اٹول کی ضرورت پڑتی رہتی ہے ۔ صنعت و حرفت کا بھی یہی حال ہے ۔ ایک اٹول مین جولاہے کام کرتے ہین ، دوسرے مین لوہار ، تیسرے مین سنار ۔ اسی طرح چٹائی بننے کا کام کسی اور اٹول مین ہوتا ۔ کمہار کسی اور اٹول مین آباد ہونگے ۔ یہ سلسلہ تقریباً اب تک جاری ہے ۔ چنانچہ فلند ہو اٹول کے دو جزیرون مین سنار ہی بستے ہین ۔

سبزی ترکاری عام بوئی جاتی ہے ۔ آلو ، بینگن ، سرخ مرچ ، اروی اور کچالو وغیرہ کثرت سے ملتے ہین ۔ چھالیا کے پودے بھی عام ہین ۔ گندم ، باجرا اور کنگنی (اورا) کی کاشت کی جاتی ہے ۔ مگر چاول جو یہان کے لوگون کی غذا ہے پیدا نہین ہوتے ۔ چاول در آمد کیے جاتے ہین ۔ کاشتکاری صرف جنوب کے اٹول سوبید مین ہوتی ہے ۔

بعض کاریگر اپنی کشتی مین اپنے حرفے کا سامان لاد کر مختلف جگہون مین چل پھر کر روزی کماتے ہین ۔ اسی کشتی مین کھاتے پیتے ہین ۔ اسی مین سوتے ہین ، اور ان کے بچے بھی اسی صنعت مین مہارت حاصل کر کے کشتی دکان بنا کر ایک اٹول سے دوسرے اٹول تک گھومتے پھرتے ہین ۔

جہان تک جانورون پرندون کا تعلق ہے ، یہان کبوتر (سفید اور سیاہ) ، بطخ ، کوّے ، مرغ ، چمگادڑ ، کچھوے ، سانپ ، بلیان ، دیولے ، مچھر ، کھٹمل ، چوہے ، چھپکلی پائے جاتے ہین اور ہر گلی اور ہر مکان مین چیونٹیان اس کثرت سے پیدا ہوتی ہین کہ لوگون کو اپنے کھانے پینے کی چیزون کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے ۔

یہان بار برداری کا جانور نہین ملتا ۔ نقل و حمل کے لیے یہ لوگ کشتیون کو استعمال کرتے ہین ۔ اب دھیرے دھیرے موٹر گاڑیان استعمال ہو رہی ہین ۔ گائے اور بیل یہاں مالے مین نظر نہیں آتے ۔ البتہ بھیڑ بکریان ادھر ادھر چرتی پھرتی نظر آتی ہین ۔ کتے کا وجود ان جزائر مین بہت نادر ہے ۔ یہ لوگ کتے کو نجس جانتے ہین ۔ اگر کسی کو کتا چھو لے تو اس پر نہانا لازم آتا ہے ۔ عمارت کے لیے کنڈو کا درخت استعمال کیا جاتا ہے ۔ بلکہ کشتیون کے لیے یہ لکڑی زیادہ مفید ہے ۔ یہ کاک کی طرح ہلکی ہوتی ہے اور مضبوط بھی ہوتی ہے ۔

اس وقت مالدیپ کی مجموعی آبادی ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ اور تریسٹھ ہزار (۱،۶۳،۰۰۰) نفوس پر مشتمل ہے ۔ مرد اور عورتین باون (۵۲) اور اڑتالیس (۴۸) کی نسبت سے ہین ۔ اور فی مربع میل آبادی ایک ہزار تین سو سولہ (۱،۳۱۶) نفوس ہے ۔ اور آبادی کے دس (۱۰) فیصد سے کچھ اوپر لوگ مالے مین رہتے ہین ۔ اور براہ راست صدر کے ماتحت ہین ۔

صدیون سے مالدیپ کی آبادی باقی دنیا کی آبادی کی نسبت دھیمی رفتار سے بڑھتی رہی ۔ البتہ پچھلے پچاس (۵۰) سال سے آبادی مین تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور ۱۸۸۰ء کی نسبت اب آبادی دگنی ہو چکی ہے ۔

مالدیپ کے لوگون کا لباس بالعموم سادہ ہے ۔ چونکہ اکثریت مچھیرے اور ماہی گیر ہین اس لیے لنگوٹی پہنتے ہین ۔ یا زیادہ سے زیادہ گھٹنون تک چوڑی دھوتی باندھتے ہین ۔ اس پر آدھی ران تک نیلے یا سرخ رنگ کا ایک اور کپڑا باندھ لیتے ہین ۔ پڑھے لکھے لوگ پاجامہ (ہرو والو) پہنتے ہین ۔ سر پر رومالی (روما) ڈال لیتے ہین ۔ کمر بند پہننا اچھا سمجھتے ہین ۔ کمر بند کے بائین پہلو مین پان رکھتے ہین اور دائین پہلو مین چاقو ۔ کبھی کبھی زنجیر کے ساتھ بندھا ہوا چاندی کا خلال بھی

یہاں بار برداری کا جانور نہیں ملتا - نقل و حمل کے لیے یہ لوگ کشتیوں کو استعمال کرتے ہیں - اب دھیرے دھیرے موٹر گاڑیاں استعمال ہو رہی ہیں - گائے اور بیل یہاں مالے میں نظر نہیں آتے - البتہ بھیڑ بکریاں ادھر ادھر چرتی پھرتی نظر آتی ہیں - کتے کا وجود ان جزائر میں بہت نادر ہے - یہ لوگ کتے کو نجس جانتے ہیں - اگر کسی کو کتا چھو لے تو اس پر نہانا لازم آتا ہے - عمارت کے لیے کنڈو کا درخت استعمال کیا جاتا ہے - بلکہ کشتیوں کے لیے یہ لکڑی زیادہ مفید ہے - یہ کاک کی طرح ہلکی ہوتی ہے اور مضبوط بھی ہوتی ہے -

اس وقت مالدیپ کی مجموعی آبادی ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ اور تریسٹھ ہزار (۱۰۶۳۰۰۰) نفوس پر مشتمل ہے - مرد اور عورتیں باون (۵۲) اور اڑتالیس (۴۸) کی نسبت سے ہیں - اور فی مربع میل آبادی ایک ہزار تین سو سولہ (۱۰۳۱۶) نفوس ہے - اور آبادی کے دس (۱۰) فیصد سے کچھ اوپر لوگ مالے میں رہتے ہیں - اور براہ راست صدر کے ماتحت ہیں -

صدیوں سے مالدیپ کی آبادی باقی دنیا کی آبادی کی نسبت دھیمی رفتار سے بڑھتی رہی - البتہ پچھلے پچاس (۵۰) سال سے آبادی میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور ۱۸۸۰ء کی نسبت اب آبادی دگنی ہو چکی ہے -

مالدیپ کے لوگوں کا لباس بالعموم سادہ ہے - چونکہ اکثریت مچھیرے اور ماہی گیر ہیں اس لیے لنگوٹی پہنتے ہیں - یا زیادہ سے زیادہ گھٹنوں تک چوڑی دھوتی باندھتے ہیں - اس پر آدھی ران تک نیلے یا سرخ رنگ کا ایک اور کپڑا باندھ لیتے ہیں - پڑھے لکھے لوگ پاجامہ (ھرو والو) پہنتے ہیں - سر پر رومالی (روما) ڈال لیتے ہیں - کمر بند پہننا اچھا سمجھتے ہیں - کمر بند کے بائیں پہلو میں پان رکھتے ہیں اور دائیں پہلو میں چاقو - کبھی کبھی زنجیر کے ساتھ بندھا ہوا چاندی کا خلال بھی

رکھتے ھین ۔ جمعہ کے دن فیشن کے طور پر دگو لباس (یعنی لمبا چغہ) بھی
پہن لیتے ھین ۔ پگڑی (فوگودی) صرف سلطان یا اس کے خاندادے کے لوگ باندھتے
ھین ۔ جوتے کا استعمال کم ھے ۔ اب کوٹ پتلون پہننے لگے ۔

عورتین عموماً ننگے سر پھرتی ھین ۔ ابن بطوطہ کے زمانے تک عورتین لنکا اور
دیگر علاقے کی عورتون کی طرح نیم عریان گھومتی پھرتی تھین ۔ ابن بطوطہ نے قاضی
بن جانے کے بعد عورتون کی نیم برھنگی کو ترک کرنے کے لیے کچھ اقدام کیے ۔ اگرچہ
عورتین باھر کم نکلتی ھین ۔ لیکن لباس اور آراستگی پر کافی دھیان دیتی ھین ۔ ریشم
یا روئی کی واسکٹ پہنتی ھین ۔ اور " غنڈا " کے لباس کندھون سے پاؤن تک اوڑھتی
ھین ۔ نیلے کپڑے کی چادر سے جس کا حاشیہ عموماً سفید ھوتا ھے گھونگٹ ڈالتی ھین ۔
پاؤن کے تلوون کو حنا پتی سے سرخ رنگنا فیشن خیال کرتی ھین ۔ [illegible] اب نئے
لباس مقبول ھو گئے ھین ۔ مغرب سے نئے سامان آرائش آ گئے ۔ اور طور طریقے بدل
گئے ۔ ناریل کے تیل مین چمپا ، چنبیلی اور عنبر کی خوشبوئین خواب ھو گئین ۔ لیکن عورتین
اپنے بالون کی خوب حفاظت کرتی ھین اور انھین سنوار کر رکھنا باعث عزت سمجھتی ھین ۔

یہان کے لوگ طہارت پسند ھین ۔ دن مین دو [illegible] بار نہاتے ھین ۔ اگرچہ
عام طور سے ننگے پاؤن چلتے ھین مگر گھر مین داخل ھونے سے پہلے دروازے پر رکھے
ھوئے مٹکے مین سے پانی لیکر پاؤن دھوتے ھین اور پاس پڑے ھوئے بورے سے خوب صاف
اور خشک کر کے اندر جاتے ھین ۔ نئی تہذیب نے اب انھین بوٹ اور دوسری طرز کی پاپوش
سے آشنا کر دیا ھے ۔

خورد و نوش کے سلسلے مین یہ لوگ بہت سادہ ھین ۔ چاول اور مچھلی ان کی
مرغوب غذا ھے ۔ کھانے سے پہلے نیم پختہ ناریل کھاتے ھین یا اس کا پانی پیتے ھین ۔
متوسط درجے یا اوپر کے طبقے کے لوگ مرغ، مچھلی (خاص طور پر سارڈین) ، خلیج

(بھنا ہوا گوشت) ، مکھن اور مقامی شہد کھانا پسند کرتے ہین - کیلون کی بھجیا بھی ایک لذیز کھانا ھے - یہ لوگ انگلیون سے کھاتے ہین - صدیون سے چمچی کا استعمال نہ تھا - اب لوگ چمچی، چھری کانٹے سے کھانے سے واقف ہو گئے ہین - کھانا جلدی جلدی کھاتے ہین - کھاتے مین بات کم کرتے ہین اور پانی بھی نہین پیتے - وہ نہین چاہتے کہ انھین کوئی کھانا کھاتے دیکھے - وہ پچھلے کونے مین چلے جاتے ہین اور پردہ چھوڑ دیتے ہین - زمین پر چٹائی بچھا کر کھانا چن لیتے ہین - اور قرینے سے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہین اور احتیاط برتتے ہین کہ کوئی چیز نیچے نہ گرنے پائے - کھانے مین اگر مکھی یا گرد و غبار گر پڑے تو وہ کھانا پرندون کے آگے ڈال دیتے ہین - جھوٹا، گندا یا باسی کھانا وہ فقیرون کو بھی نہین دیتے - کسی زمانے مین لکڑی کے برتن ہوتے تھے - پھر مٹی کے برتن آئے - پھر دھات کے برتن استعمال ہونے لگے - اب چینی اور شیشے کے برتن عام استعمال مین آنے لگے ہین -

عورتین مردون کی محفل مین کھانا نہین کھاتین -

کھانے کے بعد ہر خاص و عام، امیر غریب کچھ نہ کچھ پھل ضرور کھائین گے - کھانے کا وقت مقرر نہین - پینے کے لیے پانی ریت کھود کر نکالتے ہین - پانچ چھ فٹ تک پانی مل جاتا ھے - جزیرہ مالے کے کنوؤن کا پانی کھارا اور بد مزہ ھے - مقامی لوگون کی رائے ہے کہ یہان صدیون سے ہزار ہا میتین دفنائی جا چکی ہین - اس لیے نمکین اور بے مزہ ہو گیا ھے - سلطان اور بڑے بڑے لوگ اچھا اور میٹھا پانی کورنڈو (فدفولو) سے منگواتے ہین - بعض لوگ بارش کا پانی مٹکون اور برتنون مین جمع کر لیتے ہین -

اکثر مکانات صاف ستھرے، اور کونے قائمہ زاویہ پر بنائے جاتے ہین - عام لوگ ناریل

کے تنوں اور اس کے پتوں کے جھونپڑے بنا کر رہتے ہین - یہ جھونپڑا تقریباً اٹھائیس (۲۸) فٹ لمبا اور بارہ (۱۲) فٹ چوڑا ہوتا ہے اور اونچائی مین پندرہ (۱۵) فٹ۔ ایسے جھونپڑون مین ایک آدھ کھڑکی اور ایک دروازہ ہوتا ہے - ورنہ اندر تاریکی ہی تاریکی ہوتی ہے - اب نئی روشنی آئی ہے تو لوگ ہوا دار اور روشن مکان بنانے لگے ہین - ہر مکان کا آنگن ضرور ہو گا - اور گلیان سیدھی صاف ستھری ہوتی ہین - اور گلیون اور سڑکون کے دو رویہ سایہ دار درخت لگائے جاتے ہین -

البتہ بڑے لوگون کے محلات پتھر کی سلون سے بنائے جاتے تھے جو ساحل کے ساتھ ساتھ پانی کی تہ سے نکالی جاتی تھین -

یہان کے لوگ نسلاً آریائی ہین - جو پرانی سنھالی (شنگھالی) سے ملتی جلتی زبان بولتے ہین - اور آج کل کی مقامی زبان (دِویہی) مین ایک کثیر تعداد ایسے الفاظ کی ہے جو سنھالی سے مشتق ہین - اس زبان مین دس فیصد الفاظ پالی اور ایلو کے بھی ملتے ہین - گویا بدھ مت کا اثر کبھی یہان بہت نمایان تھا - مالدیپ کے جنوبی علاقون مین کھدائی کے دوران بودھون کے معبدون کے آثار جا بجا ملے ہین - بلکہ اب بھی بودھون کی طرح پیپل کے درخت کو مقدس سمجھتے ہین - مسجدون مین یہ درخت لگائے جاتے ہین -

مالدیپ کے لوگ عام طور سے پانچ یا سوا پانچ فٹ قد کے نحیف الجثہ منکسر المزاج ، پر امن ، ذہین اور محنتی ہین - لڑاکا اور جدگ جو ہر گز نہین - مہمان نوازی اور دوست داری مین مشہور ہین - سادہ مگر منظم زندگی بسر کرتے ہین - قانون کا بہت احترام کرتے ہین - ایران ، عرب اور افریقہ کے تاجرون اور آباد کارون کے توسط سے ان لوگون کی رگون مین سامی خون کی آمیزش پائی جاتی ہے - کچھ لوگ مالا بار کے باشندون سے مشابہ ہین -

عـام طـور سے ان کے نقش تیکھـے ھین - بدن کی رنگت زیتونـی ھـے - مگر عورتـون کا رنـگ صاف اور نکھـرا ھوا ھـے - خاص طـور پر شاھی خاندان کی خواتین اپنے گورے رنگ ، سیـاہ بالون، اور تیکھـے نقش، اور سیاہ کشـادہ آنکھـون کے اعتبـار سـے یورپ کے حسـن کو مات کرتی ھین - البتـہ مالـدیپ کے جنوبی علا قـے کے لوگ مقابلتاً کرخت اور الھـڑ ھین - ان کے نقـش بھی بھـدے ھین - رنگ سانولا ھے - ان کی عورتین بھی خاصی سانولی ھین - کسـی زمانـے مین نیم برھنـہ پھرتی تھین - مگر اب وہ بھی لباس پھننے لگی ھین -

تاریخـی شـواھـد سے پتہ چلتا ھـے کہ یھان کے لوگ کم و بیش دو سـو (۲۰۰) سـال سـے پڑھ لکھ لیتے تھے - اور اپنـی دیھـوی زبان مین (جو عربی کی طرح دائین سـے بائین لکھی جاتی ھـے) علوم سیکھتے رھـے ھین - علم نجوم کا انھین بھت شـوق رھـا ھے - تعلیم کا سلسلہ مسجد سـے شروع ھوتا تھـا جھان واعظ یا مـؤذن (یعنی امام) یـہ کام مفـت سـر انجـام دیـا کرتے تھـے - بلکـہ عربی مین چـار کتبـے بارھـوین صدی عیسـوی کے بھی ملے ھین - یہ کتبـے مالـدیپ کے مقامـی درخت کندو پر کندہ کیـے گئـے تھـے - خط اور لکـڑی پـر کنـدہ کرنے کا انداز شـاہ رکن عالم (ملتان) کے مزار کـے کتبـون سـے بھت مماثل ھـین - گمان غالب یھی ھـے کہ لکـڑی پر کندہ کرنے والے کاریگـر اور خطاط ملتـان ھی کی سر زمین سے لائے گئے تھے - پھر یہ لوگ بھی یھین کے ھـو کـر رہ گئـے -

مالـدیپ کے لوگون مین دینـی رجحان زیادہ ھے - ایک زمانـے سے یہ لوگ اسـلام پـر قائـم ھین - اور مذھبـاً مالکـی ھین - نماز ادا کرنـا ضروری سمجھتے ھین - جو شخـص نماز سے احتراز کرتا ھـو اس کا مقاطعـہ کرتے ھین تـا آنکـہ وہ نماز کا پابـنـد ھـو جائـے - شمار دانـۂ تسبیح عـام ھـے - جمعـہ کا اعلان مؤذن گھنٹی بجا بجا کـر کرتـا ھـے - اور اذان اپنـے وقت پـر الگ دی جاتـی ھـے -

مالدیپ کے عوام رویت ہلال کا خاص اہتمام کرتے ہین - بالخصوص رمضان کا چاند دیکھ کر لوگ آنکھون پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگتے ہین - پھر خوشی سے لوگ ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہین - بغلگیر ہوتے ہین - چاند کی پہلی رات جشن منایا جاتا ہے - گھر گھر صفائی کی جاتی ہے - گلیان کوچے آراستہ کیے جاتے ہین - اگربتی ، لوبان، عنبر اور دیگر خوشبوئیات سے محلے کی فضا معطر ہو جاتی ہے - دروازون پر صندل کے رنگ سے نقش و نگار کرتے ہین - رمضان کی پہلی رات سب مرد اور عورتین اپنے اپنے رشتہ دارون اور احباب کے ہان مبارکباد کہنے جاتے ہین - اور رات بھر ایک گھر سے دوسرے گھر جاتے رہتے ہین - عورتین فجر سے پہلے گھر واپس آ جاتی ہین اور سحور کا انتظام کرتی ہین - رمضان مین یہ لوگ پان کھانا چھوڑ دیتے ہین - بلکہ لوگ کام کاج بھی تقریباً معطل کر دیتے ہین - افطاری سے کچھ وقت پہلے لوگ مسجدون مین جمع ہونا شروع کر دیتے ہین - دانت صاف کرتے ہین - وضو کرتے ہین اور روزہ (رودت) کھولنے کے بعد نماز ادا کی جاتی ہے - اس کے فوراً بعد لوگ ایک دوسرے کی ضیافت کرتے ہین -

عید (ىیدو) کے لیے کپڑے سنبھال کر رکھتے ہین - اپنے استعمال کے کپڑون کے علاوہ میت کے لیے بھی کپڑے تیار کرتے ہین - جو عید کے دن خیرات کر دیے جاتے ہین -

زکاۃ بڑے اہتمام سے تقسیم کرتے ہین -

یہان کے لوگ پہلے بت پرست تھے - اور ابوالبرکات یوسف البربری کے ہاتھ پر انہون نے اسلام قبول کیا - ابن بطوطہ نے فقیہ عیسی الیمنی، معلم علی اور قاضی عبداللہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ مالدیپ کے جزیرہ مہل (مالے) پر ہر ماہ ایک عفریت وارد

ہوا کرتا تھا - یہاں کے باشندوں کا دستور تھا کہ عفریت کے جہاز کو دیکھتے ہی
ایک کنواری لڑکی کو بناؤ سنگھار کر کے ایک بت خانے میں جو سمندر کے کنارے پر تھا چھوڑ
دیتے تھے - جب صبح کو لوگ آتے تھے تو اسے مرا ہوا اور اسکی بکارت کو زائل پاتے تھے -
ایک مرتبہ یہ ہوا کہ شیخ ابوالبرکات البربری کسی بڑھیا کے ہاں اترا - اسی اثنا
میں عفریت کا جہاز مالے کی طرف بڑھتا ہوا لوگوں نے دیکھ لیا اور قرعہ اندازی کی تو
اسی بڑھیا کے نام قرعہ پڑا - اب اسے اپنی اکلوتی بیٹی مندر میں بھیجنا پڑی -
اور بڑھیا رو رو کر نڈھال ہو گئی - شیخ ابوالبرکات جب شام کو گھر آیا تو سب کو روتا
دیکھ کر پریشان ہوا - ترجمان کو بلا کر حال معلوم کیا - ابوالبرکات نے کہا : اے امان
تو نہ ڈر - میں تیری بیٹی کی جگہ جاؤں گا - چنانچہ اس کے اصرار پر شیخ ابوالبرکات
وہاں چلا گیا - وہ حافظ قرآن تھا - ساری رات تلاوت کلام پاک کرتا رہا - عفریت
ظاہر ہوا مگر قرآن پاک کی تلاوت سن کر واپس چلا گیا - صبح کو جب لوگ مندر
میں گئے تو شیخ ابوالبرکات کو زندہ پایا - یہ قصہ اسی وقت کے راجہ کو سنایا گیا -
اس نے مغربی شیخ کو اپنے راج دربار میں بلوایا - شیخ نے راجہ شنو رازا (شنو راجہ)
کو اسلام کی دعوت دی - ایک ماہ کے بعد جب عفریت کے آنے کے آثار پیدا ہوئے تو شیخ
پھر معبد میں جا بیٹھا اور قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہا - مگر اب کے عفریت
وارد نہ ہوا - راجہ کو علم ہوا تو اس نے بت خانہ مسمار کروا دیا اور نہ صرف خود اسلام
لے آیا بلکہ تمام باشندوں کو اس نے اسلام کی دعوت دی - شیخ ابوالبرکات کے سبب یہاں
کے باشندے مالکی مذہب سے منسلک ہو گئے - ایک مسجد اب تک موجود ہے جس کی محراب
پر یہ کتبہ کندہ ہے کہ سلطان احمد شنو (راجہ) ابوالبرکات یوسف المغربی کے
ہاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ہوا -

زمانہ قدیم سے عرب اور ایرانی تاجر اور جہاز راں اس سمندر میں آتے جاتے رہے -

بطلمیوس (Ptolemy) نے Diva کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مجمع الجزائر تیرہ سو اٹھتر (۱۳۷۸) ٹاپوؤں پر مشتمل ہے ۔ اس کے بعد Cosmas (سنہ ۳۳۵) نے بھی ان جزیروں کا مختصر سا حال بیان کیا ہے ۔

مشہور عرب مؤرخ احمد بن یحیی البلاذری نے لکھا ہے کہ الحجاج بن یوسف کے زمانۂ ولایت میں جزیرۂ یاقوت (مالدیپ) کے راجہ نے تقرب حاصل کرنے کی خاطر والیٔ عراق کو اپنے ملک کی مسلمان عورتوں کو ایک کشتی میں سوار کر کے عراق بھجوایا ۔ یہ عورتیں عرب تاجروں کی اولاد تھیں اور مالدیپ میں پیدا ہوئی تھیں ۔ دیبل کے قریب قزاقوں کی ایک جماعت نے کشتی پر حملہ کر دیا اور عورتوں کو پکڑ لیا ۔ ایک عورت نے جو بنو یربوع سے تعلق رکھتی تھی الحجاج کی دھائی دی ۔ یہ خبر الحجاج کو پہنچی ۔ اس نے " یا لبیک " کہہ کر سندھ کے راجہ داھر کو لکھا کہ ان عورتوں کی رستگاری کی سبیل کرے ۔ داھر نے جواب دیا کہ انھیں قزاقوں نے پکڑا ہے اور وہ میری دسترس سے باھر ھیں ۔ الحجاج نے عبیداللہ بن نبھان کو داھر کی سرکوبی کے لیے بھیجا ۔ مگر یہ مہم ناکام رھی ۔ پھر بدیل بن طھفہ البجلی کو بھیجا ۔ یہ مہم بھی کامرانی سے ھمکنار نہ ھوئی ۔ پھر محمد بن قاسم نے بدلہ لیا ۔ البلاذری لکھتا ھے کہ اس جزیرہ کی عورتوں کو حسن کی بنا پر جزیرۂ یاقوت کہتے ھیں ۔

المسعودی نے اپنی کتاب مروج الذھب میں ان جزائر کا ذکر کیا ھے کہ یہاں کے لوگ بت پرست ھیں (در اصل یہاں بدھا کی مورتیاں جا بجا معبدوں میں موجود دیکھ کر عرب یہی خیال کرتے رھے کہ یہ لوگ بت پرست ھیں) ۔ المسعودی لکھتا ھے کہ عنان حکومت ایک عورت کے ھاتھ میں ھے ۔ یہاں کے باشندے امن پسند ھیں ۔ صنعت و حرفت میں ماھر ھیں ۔ کوڑیوں کو سکہ کے طور پر استعمال کرتے ھیں ۔

ابوالحسن الجرجانی (صاحب مجمل التواریخ) ان جزیرون کو دو حصون مین تقسیم کرتا ھے - اول ناریل کی رسی کے جزیرے، دوم کوڑیون کے جزیرے -

ابو الریحان البیرونی (المتوفیٰ ۴۴۳ ھ / ۱۰۳۰ء) نے بھی مالدیپ کے جزائر کا ذکر کیا ھے - اور کہا ھے کہ یہان کے لوگ کوڑیان جمع کرتے ھین - ناریل کے پتون کو سمندر کی سطح پر ڈال دیتے ھین - گھونگے اور سیپ کے کیڑے ان پتون پر آ کر بیٹھ جاتے ھین - یہ لوگ انھین باھر کھینچ لاتے ھین اور کوڑیان اکھٹی کر لیتے ھین - اس نے یہ بھی لکھا ھے کہ یہان کے باشندے ناریل کے ریشون سے مضبوط اور پائدار قسم کی رسیان بٹتے ھین - البیرونی نے بھی ان جزیرون کو دو حصون مین تقسیم کیا ھے - ناریل کی رسی کے جزیرے اور کوڑیون کے جزیرے -

الادریسی نے لکھا ھے کہ ان جزائر کے رھنے والے آزاد اور خوشحال زندگی بسر کرتے ھین - ایک ملکہ یہان راج کرتی ھے - جو منصف مزاج ھے اور اپنی رعایا کی بہبود کا خیال رکھتی ھے -

مارکو پولو نے بھی اس علاقے کا ذکر کیا ھے - وہ ۱۲۲۱ ء مین ادھر سے گزرا - وہ لکھتا ھے کہ یہان کا سلطان بارہ ھزار (۱۲۰۰۰) جزیرون اور تیرہ (۱۳) اتالیم کا مالک ھے -

مالدیپ کا پہلا راجہ جس کا نام تاریخ مین محفوظ ھے " تیموگی مہا کَلَندجا " تھے - جو بعد مین محمد العادل (۵۳۵ ھ / ۱۱۴۱ء - ۵٦۱ ھ / ۱۱٦٦ ء) کہلایا - کہتے ھین کہ کوئی مالا نامی ایک راجکمار جس کا لنکا کے راجے کی بیٹی سے بیاہ ھوا تھا ایک بار سمندری سفر پر نکلا اور اٹول " را " کے ایک جزیرے " راسگیے تیمو " پر آن اترا - یہان کے باشندون نے اس کے ماتھے مین جاہ و جلال کے آثار دیکھے - انھون نے اس کی بہت آؤ بھگت کی - اسے اپنا راجہ بنا کر رکھ لیا - اس راجکمار کے ھان

ایک ہونہار بچہ پیدا ہوا جس کا نام " کلمنجا " رکھا ـ اس نے بڑے ہو کر تیرہ (۱۳) سال تک حکومت کی ـ یہ پہلے بدھ مت سے منسلک تھا ـ مگر ابوالبرکات یوسف کی کرامات دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا ـ اور اسی کی ترغیب پر اس کی رعایا بھی مسلمان ہو گئی ـ

یہ تیموگی مہاکَلَمنجا (محمد العادل) " شنو رازا " (یا شنو راجہ) کے لقب سے بھی معروف ہے ـ ۵۴۸ ھ / ۱۱۵۳ ء مین شیخ ابوالبرکات یوسف البربری جس کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہین اس ملک مین وارد ہوا ـ اس نے یہان ایک طریقت کا مقابلہ کیا ـ اور یہان کے باشندون کو اسلام کی دعوت دی ـ اسی سال یہ راجہ بھی مسلمان ہو گیا ـ اس کے خانوادے کے کم و بیش ستر (۷۰) افراد نے یکے بعد دیگرے تقریباً آٹھ سو (۸۰۰) سال تک حکومت کی اور بڑی حکمت عملی اور جانفشانی سے اپنی ریاست کی آزادی کو قائم رکھا ـ ہم یہان کے مشہور اور اہم راجاؤں کا حال بیان کرتے ہین :

محمد العادل کے بعد سلطان محمد بن عبداللہ (۵۶۱ ھ / ۱۱۵۳ء - ۵۸۰ھ / ۱۲۰۰ء) بر سر اقتدار آیا ـ اس کے دور مین یہان جا بجا مسجدین تعمیر ہوئین ـ اسلامی فقہ رائج ہوا ـ اس کے بیٹون پوتون مین سے پندرہ (۱۵) شہزادے ۱۲۲ سال تک حکومت کرتے رہے ـ

پھر ملکہ " رہندی کباد کلاغہ " المعروفہ بخدیجہ (۷۴۳ھ / ۱۳۴۲ء - ۷۶۴ھ / ۱۳۶۳ ء) نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی ـ ملکہ خدیجہ اور اس کا خاوند سلطان عبداللہ باری باری حکومت کرتے رہے ـ سلطانہ خدیجہ نہایت زیرک اور ہوشمند حکمران تھی ـ ابن بطوطہ اسی کے زمانے مین یہان آیا ـ

۷۴۳ - ۷۴۵ ھ / ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴ء مین ابن بطوطہ کا گزر ہوا ـ اس نے

مالدیپ کے حالات اور اپنے قیام کے بارے مین خاصی مفید اور دلچسپ تفصیلات مہیا کی ھین - اس کے زمانے مین مالدیپ کے باشندے دو سو (۲۰۰) سال سے مسلمان ھو چکے تھے - عربی اور فارسی جاننے اور بولنے والے اس سر زمین پر موجود تھے - ایک مرھٹی کنیزک جس کا نام گل بستان تھا فارسی مین بات چیت کر لیتی تھی - مالدیپ کے لوگون کی زبان نہ جانتے ھوئے بھی ابن بطوطہ یہان کے لوگون مین گھل مل گیا - اپنے قیام کے دوران اس نے ایک وزیر کی بیٹی سے نکاح کیا - پھر اس نے دو تین اور خاندانون سے بھی رشتۂ مصاھرت قائم کیا - اور کچھ عرصے کے لیے قاضی (فند یاری) کے جلیل القدر عہدے پر فائز رہا - اپنے زمانۂ قضاء مین اس نے اسلامی شعائر کی ترویج کے لیے کافی جتن کیے اور شرع کے مطابق رسومات ادا کرنے کے ڈھنگ سکھلائے مثلاً عورتون کو سینہ ڈھانپنے اور مکمل لباس پہننے کا حکم دیا (مگر وہ پوری طرح کامیاب نہ ھو سکا) - یہان ایک دستور یہ بھی تھا کہ طلاق کے بعد بھی مطلقہ عورت اپنے پہلے خاوند کے گھر مین اس وقت تک رہ سکتی تھی جب تک کوئی دوسرا مرد اس سے نکاح نہ کرے - ابن بطوطہ نے ایسے پچیس (۲۵) ملزم طلب کر لیے - انھین درے لگائے - اور عورتون کو ان کے گھرون سے نکلوا دیا - ابن بطوطہ نے امامون اور مؤذنون کی تنخواھین مقرر کین - اس نے اھتمام کیا کہ جمعہ کی اذان کے بعد اگر کوئی شخص گلی یا کوچے مین ملے تو اسے پکڑ لیا جائے -

ابن بطوطہ بتاتا ھے کہ مالدیپ مین تیرہ (۱۳) اتول ھین جنھین وہ " اقلیم " کے نام سے یاد کرتا ھے - ھر چالیس (۴۰) آدمیون پر ایک کاتب مقرر تھا - جو تسجیل نکاح کا کام بھی کرتا تھا - یہ نظام اب مفقود ھے - اور

هر اقلیم ((اتول) کا ایک الگ مختار (اترلو وری) ہوتا تھا جو مالیہ جمع کرتا تھا - ہر جزیرے یا گاؤں کا ایک سردار (رھرو وری) انتظامی امور مین سلطان کی مدد کرتا تھا -

مالدیپ کی طرح ، آچین مین بھی عورتین حکمران رہی ہین - اور جائداد مین مردون کے برابر حصہ دار رہی ہین -

آگے چل کر سلطان " علی " (۹۱۹ ھ / ۱۵۱۲ - ۱۵۱۳ء) نے کم و بیش ایک سال حکومت کی - اس کا نام تاریخ مین " کالو محمد راسجی فانو " بیان کیا جاتا ہے - یہ بڑا متجسّس مسلمان تھا - اس نے اسلام کی خدمت مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا -

مگر سلطان حسن (نہم) جس نے دو سال حکومت کی (۹۵۷ھ / ۱۵۵۰ء - ۹۵۹ھ / ۱۵۵۲ء) - تخت نشینی کے تھوڑی دیر بعد اس نے اسلام ترک کر دیا اور مسیحیت اختیار کر لی - یہان کے باشندون نے اسے گوارا نہ کیا اور اسے ملک بدر کر دیا - وہ کوچین سے ہوتا ہوا " گوا " جا پہنچا اور پرتگالیون سے ساز باز کر کے مالدیپ پر حملہ آور ہوا - مگر اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا - اس کے بے شمار ساتھی مارے گئے -

پھر جب ۹۶۵ ھ / ۱۵۵۸ - ۱۵۵۹ء مین سلطان " علی " (ششم) سریر آرائے سلطنت ہوا تو اس کے دور مین پرتگالیون نے بڑے پیمانے پر یورش کی - سلطان علی ایک معرکے مین شہید ہوا - اور پرتگالیون نے مالدیپ پر قبضہ کر لیا - جو تقریباً سترہ (۱۷) برس تک رہا - اس عرصے مین پرتگالیون نے مسیحیت کا پرچار شروع کر دیا - پرتگالیون کو مدد دینے والی غدار شخصیت " اندرا آندری " تھا - اپنے ملک کو آزاد کرانے کے لیے نوجوانون کی ایک تحریک نے جنم لیا - یہ نوجوان

گوریلا جنگ سے پرتگالیون کو ہراسان کرتے رہے اور انھین چین سے بیٹھنے نہ دیا ۔ بالآخر مالدیپ کے باشندون نے محمد تکر فانو (یا تھاکر فانو) کی سربراہی مین پرتگالیون کو مار مار کر نکال باہر کیا ۔ آغاز کار مین محمد تکر فانو نے فرمان حکومت سنبھالنے سے گریز کیا ۔ اس کا خیال تھا کہ اگر سلطان زندہ ہے تو اسے دوبارہ تخت پر بٹھایا جائے ۔ مگر جب سلطان کی خیریت کی کوئی خبر نہ ملی تو ناچار اس نے امور سلطنت کو اپنے ہاتھ مین لے لیا ۔ محمد تکر فانو العالم نے (جوالاعظم the Great کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے) بارہ (۱۲) سال تک (یعنی ۹۸۱ ھ / ۱۵۷۳ء - ۹۹۳ ھ / ۱۵۸۵ ء) حکومت کی ۔ محمد تکر فانو نے بچون کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا ۔ سکول اور مدرسے قائم کیے ۔ اس کے دور مین استاذ شیخ محمد جمال الدین نے علوم اسلامیہ کی بہت خدمت کی ۔

اس کے بعد سلطان ابراہیم (ثالث) تخت نشین ہوا ۔ اس کے دور حکومت مین مالا بار کی فوج نے مالدیپ پر چڑھائی کر دی ۔ مگر مالدیپ کے باشندون نے پامردی سے مقابلہ کیا ۔ اسی زمانے مین مشہور سیاح پائیرارڈ یہان آیا ۔

۱۸ مئی ۱۶۰۱ ء کو " سینٹ مالو " سے ایک فرانسیسی جہاز ران پائیرارڈ (Pyrard) اپنے جہاز " کوربین " کو لے کر روانہ ہوا اور سمندرون کے چکر کاٹتا ہوا یہ جہاز ۲ جولائی ۱۶۰۲ء کو ایک اٹول " ہیا " کے جزیرے " گوائیے دھو " کے ساحل سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا ۔ اس حادثے مین چار آدمی بچے جن مین سے پائیرارڈ بھی تھا ۔ سلطان وقت (ابراہیم بن محمد جسے شوال ۱۰۱۵ ھ / فروری ۱۶۰۷ ء مین قتل کر دیا گیا تھا) کے حکم سے حراست مین لے لیا گیا ۔ وہ فروری ۱۶۰۷ء تک محبوس رہا ۔ مگر وہ ادھر ادھر گھوم پھر سکتا تھا ۔ اپنے قیام کے دوران اس نے یہان کی مقامی بولی سیکھ لی ۔ اس نے مالدیپ کے باشندون کے

رھن سہن، عادات و اطوار ، ان کی تہذیب اور طرز تمدن پر مفصل کتاب لکھی ھے ۔ ایک بار پائیرارڈ سخت بیمار پڑ گیا ۔ سلطان کی طرف سے سال بھر اس کا علاج ھوتا رھا ۔ سلطان اور ملکہ اس کی عیادت اور مزاج پرسی کے لیے آتے جاتے تھے ۔

۱۰۲۹ ھ / ۱۶۲۰ء مین سلطان محمد جمال الدین (بلکہ محمد عماد الدین بن امینہ بنت مریم بنت علی ، جو محمد تکر فانو الاعظم کا بھائی تھا) تخت پر بیٹھا اور ۱۰۵۸ھ / ۱۶۴۸ء تک حکومت کی ۔ اس کا دور سلطنت بہت پر آشوب تھا ۔ پرتگالیون نے پے بہ پے حملے کیے ۔ " سامیہ پاشانا " نے بھی بغاوت کی ۔ اسے گرفتار کر لیا گیا اور کسی دوسرے جزیرے مین جلا وطن کر کے محبوس کر دیا گیا ۔ بہر حال مالدیپ پر پرتگالیون کا قبضہ نہ ھو سکا ۔

اسکے بعد سلطان ابراھیم اسکندر (۱۰۵۸ھ / ۱۶۴۸ء - ۱۰۹۸ھ/۱۶۸۱ء) نے اقتدار سنبھالا ۔ اس نے دفاع کو مضبوط کیا ۔ اس کے طویل عہد سلطنت مین اگرچہ پرتگالیون اور مالا باریون نے بار بار مالدیپ پر فوج کشی کی مگر اسکندر نے انھین ھر بار مار بھگایا ۔ اسکندر بڑا رحم دل اور دانا سلطان تھا ۔ اس نے ٹیکس اور جمرک معاف کر دیے ۔ جس سے یہان کی تجارت کو بہت فروغ حاصل ھوا ۔ ملک مین فلاح و بہبود کا دور دورہ ھوا ۔ اسکندر نے تعلیم اور خصوصاً دینی تعلیم کی خوب تشجیع کی ۔ مالے کی جامع (ھکورو مسکی : جمع مسجد) اسی کی یادگار عمارت ھے ۔

۱۱۳۹ ھ / ۱۷۲۶ء مین سلطان اسکندر (ثانی) بن محمد عماد الدین (المتوفی ۱۱۶۳ھ / ۱۷۵۰ء) نے حسن تاج الدین کو مالدیپ کی تاریخ مرتب کرنے پر مامور کیا ۔ حسن تاج الدین نے در اصل ابن بطوطہ اور پائیرارڈ کے چھوڑے

ہوئے مواد ہی سے استفادہ کیا - مگر بعض واقعات اس نے گڈ مڈ کر دیے ہیں -

اسکے بعد سلطان (محمد) مکرم امام الدین (یا عماد الدین بن محمد عماد الدین - ۱۱۶۳ ھ / ۱۷۵۰ء - ۱۱۷۳ھ / ۱۷۵۷ء) تخت نشین ہوا - ۱۱۶۷ھ / ۱۷۵۳ء میں مالا باریوں نے بڑے زور کا حملہ کیا - انھوں نے مالے میں شاہی محل کو آگ لگا دی - اور شہر کا ایک بڑا حصہ نذر آتش کر دیا - یہاں کے باشندے پریشانی کے عالم میں جان بچاتے پھرے - مالا باریوں نے اپنا تسلط جما لیا اور چار ماہ بیٹھے رہے - اسی اثنا میں ایک رات " حسن مانیکو فانو " نے بھر پور جوابی حملہ کیا - مالا باریوں کی کشتیاں جلا دیں اور جہاں جہاں مالا باری نظر آیا تہ تیغ کر دیا - حسن مانیکو فانو کو تخت و تاج سنبھالنے کی دعوت دی گئی مگر اس نے قبول نہ کی - مالا باریوں نے ایک بار پھر یورش کی مگر حسن مانیکو فانو نے اب کے دشمنوں کے دانت پھر کھٹے کر دیے - یہی حسن بعد کو غازی حسن عز الدین (۱۱۷۳ ھ / ۱۷۵۹ء - ۱۱۸۰ھ / ۱۷۶۷ء) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے - اس نے سات سال حکومت کی -

بیل (H.C.P. Bell) آئی سی ایس، جو لنکا میں آثار قدیمہ کا کمشنر تھا، ۱۸۸۳ء میں مالدیپ آیا - اس نے تمام جزائر کا جائزہ لیا - اور مالدیپ کے احوال و کوائف جو بیل کے مرتب کیے ہیں بلا شبہ وہ بہت مفصل اور نہایت معتبر شمار ہوتے ہیں - اس نے مالدیپ کی تاریخ از سر نو مرتب کی (ہم پروفیسر ڈنلپ کے بہت ممنون ہیں - انھوں نے بڑی کاوش سے بیل کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مقالات اور مواد سے ہمیں اہم اور مفید مطلب اقتباسات فراہم کیے ہیں) بیل نے ۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۲ء میں مالدیپ کا پھر دورہ کیا اور نئی معلومات جمع کیں -

اس دور کا ایک نوجوان سیاست دان اور شاعر امین دیدی (جو شاہی خاندان " الدین " سے تعلق رکھتا ہے) مالدیپ کے باسیون کا بطل عظیم شمار ہوتا ہے ۔ اس نے ۱۹۳۱ء سے ۱۹۵۳ء تک قدیم مآخذ کی چھان بین کے بعد دیہی زبان مین مالدیپ کی تاریخ پر دو کتابین مرتب کین ۔ جو یہان کے ہائی سکولون مین نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہین ۔

مالدیپ کے باشندون کو پرتگالیون اور مالا باریون سے ہمیشہ خدشہ رہا ہے ۔ اس لیے وہ ان لوگون سے خائف رہے اور سیاسی ، تجارتی اور ثقافتی مراسم پیدا نہ کیے ۔ البتہ سری لنکا کے ساتھ ان کے روابط دوستانہ رہے ہین اسی لیے تجارت کا سلسلہ صرف سری لنکا ہی سے قائم رہا ہے ۔ جہان سے یہ اپنی مرغوب غذا چاول منگواتے ہین اور اس کے عوض یہان کی مچھلیان خاص طور پر " بونیٹو " اور " تونا " ان کے ہان فروخت کرتے ہین ۔ بہر حال مالدیپ کے رہنے والون نے باقی دنیا سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہین کی ۔ چودھوین صدی ہجری کے آغاز مین جب یورپ اور مشرق بعید کی بڑی بڑی طاقتون نے ہر جگہ اپنا نفوذ قائم کرنا شروع کیا تو مالدیپ کے باشندون کو ہر طرف سے خطرہ امڈتا نظر آیا ۔ اپنے ملک کی سالمیت اور آزادی کو برقرار رکھنے کے لیے انھون نے فراست سے کام لیا اور اپنے ملک کو اس وقت کی سب سے بڑی اور مضبوط طاقت برطانیہ کی حمایت (Protectorate مین چلے جانے کا فیصلہ کیا ۔ چنانچہ یکم رجب ۱۳۰۵ ھ / ۱۶ دسمبر ۱۸۸۷ء کو سلطان محمد معین الدین (ثانی) نے انگریزون سے ایک معاہدہ کر لیا ۔ اس معاہدے پر سری لنکا کے گورنر سر ایچ اے گورڈن نے برطانوی حکومت کی طرف سے دستخط کیے ۔ دوسری طرف سے سلطان محمد معین الدین نے ۔ اس طرح مالدیپ کو اپنی دفاع کی ضمانت مل گئی ۔ برطانیہ کو دارالحکومت مالے مین کبھی عمل دخل کی ضرورت پیش

نہیں آئی -

سترھوین صدی مین یہ جزائر سری لنکا کے ڈچ حکمرانون کے زیر اقتدار تھے - جب برطانیہ نے ڈچ (ولندیزی) حکمرانون کو بے دخل کیا اور لنکا برطانیہ کی حمایت مین آ گیا تو جزائر مالدیپ بھی برطانیہ کی حمایت مین آ گیا - اور رسمی طور پر دسمبر ۱۸۸۷ء مین الگ معاہدہ طے پا گیا - جب ۱۹۳۸ء مین برطانیہ نے لنکا کو آزاد ملک قرار دے دیا تو ایک نیا معاہدہ تشکیل دیا گیا جس کی رو سے برطانیہ کو یہ اختیار باقی رہا کہ برطانیہ جزائر مالدیپ کے امور خارجہ کی نگرانی کریگا - مگر داخلی امور مین مداخلت کا حق اسے حاصل نہ ہو گا - سلطان نے یہ ذمہ داری قبول کر لی اور برطانوی افواج کو ضروری سہولتین فراہم کرنے پر رضامند ہو گیا تاکہ ان جزائر کی آزادی اور سالمیت کا تحفظ ہو سکے - ۲۳ اپریل ۱۹۳۸ء کو ۱۸۸۷ء کے معاہدے مین ترمیم کی گئی اور اس کی رو سے انگریزون خراج دینا بند کر دیا گیا - مگر جزیرے کی حمایت انگریزون کے ذمہ بدستور رہی -

دسمبر ۱۹۵۶ء مین برطانیہ نے مالدیپ سے ایک اور معاہدہ کیا جس کی رو سے جزیرہ " گان " مین برطانوی ہوائی اڈہ قائم کرنے کی اجازت دے دی گئی - یہ ہوائی اڈہ در اصل برطانیہ، مشرق بعید اور بحر الکاہل مین ایک وسطی چوکی کا کام دیتا ہے - برطانیہ نے گان کے باشندون کی آباد کاری کی ذمہ داری بھی قبول کر لی - ۲۶ جولائی ۱۹۶۵ء کے معاہدے کی رو سے برطانیہ نے مالدیپ کو خود مختار اور آزاد ریاست تسلیم کر لیا - مارچ ۱۹۷۶ء مین برطانیہ نے یہ جزیرہ (گان) خالی کر دیا -

۱۹۶۵ء ھی سے مالدیپ " اقوام متحدہ " کا رکن بن گیا - ۱۹۶۸ء مین مالدیپ کو جمہوری نظام دے دیا گیا - اس کا پہلا صدر مامون عبدالقیوم عام انتخاب کے ذریعہ چنا گیا - جو اب تک بلا مقابلہ چنا جا رہا ہے -

مالدیپ کی اکثر (۹۰ فیصد) آبادی مچھیرون اور ماھی گیرون پر مشتمل ھے - علی الصبح پو پھٹنے سے پہلے یہ لوگ اپنی کشتیون مین سوار ہو کر کھلے سمندر مین چلے جاتے ھین - جہان مختلف النوع مچھلیان سال کے تمام موسمون مین دستیاب ھوتی ھین - آج تک یہ کشتیان بادبان اور چپوؤن سے چلتی رھین مگر اب موٹر بوٹ بھی استعمال ھونے لگی ھے -

عام طور سے بونیٹو ، تونا ، شپ جیک مچھلیان شکار کی جاتی ھین - بعض اوقات تازہ مچھلی فروخت ھو جاتی ھے ورنہ یہان کے ماھی گیر انھین نمک لگا کر خشک کر لیتے ھین - ساحل کے ساتھ ساتھ مچھلیان کانٹے رسی سے بھی شکار کی جاتی ھین - یہ مشغلہ باھر سے آنے والے سیاحون کو بھلا لگتا ھے -

مالدیپ کی اقتصادیات کا انحصار مچھلی کے شکار پر ھے - یہ ملک زرعی نہین - اگرچہ سبزیان اور طرح طرح کے پھل تقریباً ھر اٹول مین پیدا ھوتے ھین لیکن گندم ، جوار ، باجرا ، کنگنی صرف جنوبی علاقے مین بوئی جاتی ھین - چاول کہین پیدا نہین ھوتے - وہ برآمد ھی کیے جاتے ھین - اور چاول ھی یہان کے لوگون کی عام غذا ھے -

۱۹۵۸ء سے مالدیپ مین بخاریہ (بھاپ سے چلنے والے جہاز) کا اجرا ھوا - مگر گہرے پانی کی کوئی بھی بندر گاہ نہین ھے - تاہم بار برداری اور ایک ملک سے دوسرے ملک تک مسافرون اور مال و متاع کو لے جانے کا اچھا انتظام ھو گیا ھے -

سیاحت کا شعبہ بھی کھول دیا گیا ھے - ۱۹۷۲ء سے شائقین آنے لگے ھین - ان کی تفریح کا انتظام بھی کیا جاتا ھے - ھوٹل ، ریستوران ، اور کنٹین بھی جا بجا کھول دی گئی ھین -

گھریلو صنعتین بھی خاصہ زر مبادلہ حاصل کر لیتی ھین مثلاً صف بافی ، ھاتھ کے بنے ھوئے کپڑے ، زیورات ، کوڑیون سے بنے ھوئے آرائشی سامان - یہان پر لاکھ کے

رنگوں کا کام نہایت عمدہ ہوتا ہے - یہ لکڑی پر خراد کے ذریعے کیا جاتا ہے - چٹائیاں جو ایک خاص گھاس " ھا " نامی سے بنی جاتی ہیں بہت عمدہ اور خوبصورت ہوتی ہیں - کچھ لوگ چٹائیوں کے ساتھ ساتھ ٹوکریاں بھی بنتے ہیں -

یہاں کی مقامی زبان دیہی ہے جو در اصل سدھالی زبان کا ایک لہجہ ہے - اس زبان پر اسلام کا اثر گہرا ہے - بے شمار عربی الفاظ بتغیر یسیر اس زبان میں داخل ہو چکے ہیں - عام طور سے لوگ جملوں میں اللہ اور اللہ کی صفات کا ذکر اکثر کرتے رہتے ہیں - اور کم و بیش بہت سے لوگ عربی بآسانی پڑھ لیتے ہیں - خاص طور پر قرآن کریم کی قراءۃ ناظرہ - لوگ مولود شریف کے قائل ہیں - اور اس سلسلے میں محفلیں منعقد کی جاتی ہیں - روشنی اور خوشبوئیات کا اہتمام کیا جاتا ہے - اور ایسے موقعوں پر کھانا اور مشروبات تقسیم کیے جاتے ہیں -

لوگ کچھ کچھ ضعیف الاعتقاد بھی ہیں - توہم پرستی کے آثار ملتے ہیں - مثلاً یہ کہ جمعرات کو شام کے وقت یہاں کے باشندے کسی کو کوئی چیز ادھار نہیں دیتے - مچھلی کے شکار پر جانے والوں کو السلام علیکم نہیں کہا جاتا یہ شگون اچھا نہیں - اسی طرح سفر پر جانے والے کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا - کرسی یا چار پائی پر بیٹھ کر ٹانگیں جھلانا بہت برا شگون سمجھا جاتا ہے - اگر کسی روزہ دار کو چوٹ لگ جائے اور کچھ خون بہ جائے تو روزہ ٹوٹ گیا - بیماریوں کا علاج تعویز گنڈے سے کرتے ہیں - وغیرہ وغیرہ -

اب بجلی (الیکٹرسٹی) کا انتظام ہو چکا ہے - کچی سڑکیں بن چکی ہیں - وائرلیس، ٹیلیفون، ریڈیو، ٹی - وی ، اخبارات اور چھاپہ خانے کافی کچھ سہولتیں اور آسائشیں مہیا ہو چکی ہیں - مگر لوگ ابھی تک افلاس کی زندگی بسر کرتے ہیں -

مگر یہ لوگ صابر اور قناعت پسند ہین اور کبھی کبھی کہ دیتے ہین کہ ہم محنت کر کے چیزین لاتے ہین اور اجنبی لوگ ہمین یونہی لوٹ کر چلے جاتے ہین - یہان روپیہ چلتا ہے جو قیمت مین پاکستانی اٹھنی کے برابر ہے - مالدیپ کی ہوائی سروس بھی موجود ہے - داخلہ ویزا کے بغیر ہے -

جمعہ کو تعطیل ہوتی ہے - عام دفاتر آٹھ دو بجے سے بارہ ایک بجے تک کھلتے ہین - سٹیٹ بنک آف انڈیا اور حبیب بنک آف پاکستان کام کرتے ہین -

.....

اتالیم مالدیپ :

اتلیم	جزیرہ انتظامیہ	فاصلہ (مالے سے)
۱ - " ھا " الف	ہِدّھُو	۳۳۰ کیلو میٹر
۲ - " ھا " دال	کُولیدون فُرُو	۳۸۵ کیلو میٹر
۳ - " شاویانی "	فرُو کولُو فندھُو	۱۹۵ "
۴ - " نون "	منادھُو	۱۸۰ "
۵ - " را "	اُگو فارُو	۱۳۵ "
٦ - " با "	آیدھا فُری	۱۳۵ "
۷ - " لاویانی "	ناشفُرو	۱۳۵ "
۸ - " کاف "	مالے / ھلولہ	مالے
۹ - " الف "	ماھی بَدّھُو	۷۵ کیلومیٹر
۱۰ - " واوْ "	فالیدھُو	۷۵ "
۱۱ - " میم "	مولی	۱۳۵ "
۱۲ - " فا "	مَگَدّھُو	۱۲۰ "
۱۳ - " دال "	کُدا ھُرَدُو	۱٦۵ "
۱۴ - " تا "	وِمندُو	۱۹۵ "
۱۵ - " لام "	ہِتادو	۲۳۰ "
۱٦ - " گاف " الف	وِلینگلی	۳۲۰ "
۱۷ - " گاف " دال	ھُوَرتیدا دُو	۳۲۰ "
۱۸ - " ناویانی "	مُلاکو	۳۹۵ "
۱۹ - " سیدو "	ہِتادُو	۵۳۵ "

مصادر و مآخذ

(اردو)

۱ - اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی، لاہور ، ۱۹۶۲ م -

۲ - ابن بطوطہ ، تحفۃ النظار ، (ترجمہ و تشریح بزبان اردو ، مولوی محمد حسین بعنوان عجائب الاسفار) ، دارالاشاعت پنجاب، لاہور ، ۱۸۹۸ م -

۳ - البلاذری ، احمد بن یحییٰ بن جابر ، فتوح البلدان (ترجمہ اردو از ابوالخیر مودودی) ، نفیس اکیڈیمی، کراچی، ۱۹۶۲ م -

۴ - تھامس آرنلڈ ، سر ، دعوت اسلام (اردو ترجمہ از کراچی ۱۸۹۸ م -

۵ - رئیس احمد جعفری ندوی ، ترجمہ سفر نامہ ابن بطوطہ ، کراچی ، ۱۹۶۱ م -

۶ - سلیمان ندوی ، سید ، عربوں کی جہاز رانی، اسلامک ریسرچ ایسوسی ایشن ، بمبئی، بہار دوم -

۷ - غالب لطیف ، مشرق کا وینس ، جزائر مالدیپ (روز نامہ نوائے وقت، لاہور ، ۲ دسمبر ۱۹۸۱ م)

۸ - فیروز سنز ، اردو انسائیکلو پیڈیا ، ۱۹۶۲ - ۱۹۶۸ م

۹ - مامون عبدالقیوم صدر مالدیپ سے صحافی ڈیرگ انگرام کے انٹرویو کی روداد شائع کردہ روز نامہ جنگ راولپنڈی ، ۱۵ جولائی ۱۹۸۳ء

۱۰ - مجلس دارالمصنفین اعظم گڑھ ، معارف (ماہوار مجلہ) اکتوبر ۱۹۳۰ م

۱۱ - نور کریم ، مخزن الادویۃ ، نولکشور ، ۱۸۷۹ م

۱۲ - وارث سرھندی ، علمی لغت ، علمی کتب خانہ، لاہور ، ۱۹۳۰ م

۱۳ - والمیک ، رامائن (ترجمہ) زبان اردو

مصادر و مآخذ

(عربی)

١ - القرآن المجید (حوالے کے لیے سورۃ اور آیۃ کا نمبر دیا گیا ہے -

٢ - احمد بن حنبل : المسند ، القاهرة ١٣١٣ ھ

٣ - البخاری ، محمد بن اسماعیل : الصحیح ، طبع لائڈن ١٨٦٢ - ١٨٦٨ ،
١٩٠٧ - ١٩٠٨ م -

٤ - ابن بطوطہ : تحفة النظار فی غرائب الامصار و عجائب الاسفار ، تحقیق الدکتور
علی المنتصر الکتانی ، بیروت ١٩٣٧ م -

٥ - البلاذری : فتوح البلدان ، تحقیق دخویہ ، لائڈن ١٨٧٠ م

٦ - البیرونی ، ابو الریحان : کتاب الصیدنة ، تحقیق ڈاکٹر رانا احسان الہی ،
کراچی ، ١٩٧٣ م

٧ - البیرونی ، ابو الریحان : کتاب الهند ، تحقیق زخاؤ ، لندن ١٨٨٧ م

٨ - الترمذی : الجامع ، القاهرة ، ١٢٩٢ ھ

٩ - ابن خلدون : المقدمة -

١٠ - الدارمی : المسند ، دھلی ١٣٣٧ ھ

١١ - ابو داؤد : السنن ، القاهرة ، ١٢٩٢ ھ

١٢ - الرامهرمزی ، بذرج بن شهر یار ، عجائب الهند ، لائڈن ١٨٨٣ - ١٨٨٦ م -

١٣ - زامباور ، المستشرق : معجم الانساب والاسرات الحاكمة ، زكى محمد حسن بك وغيره مترجم - مطبوعة جامعة فؤاد الاول ، القاهرة ، ١٩٥١ م -

١٤ - عبدالحى حسنى بريلوى ، رلانا سيد : نزهة الخواطر و لبهجة السامع والنواظر -

١٥ - ابن ماجة : القزوينى : السنن ، لكنئو ١٣١٥ هـ

١٦ - المسعودى ، ابو على حسن : مروج الذهب ، تحقيق دكرتى / دمنيار بريس ١٨٦١ م -

١٧ - مسلم بن حجاج النيشابورى : الصحيح ، القاهرة ١٢٨٣ هـ

١٨ - النسائى : السنن ، القاهرة ١٣١٢ هـ

١٩ - ياقوت الحموى : معجم البلدان ، بيروت ، ١٣٧٥ هـ

٢٠ - هاوا (Hava) الفرائد الدرية ، بيروت ١٩١٥ م -

.....

BIBLIOGRAPHY

1. Adam Maniku and others: Discover Maldives, Foto Ar
Maldives 1977.

2. Arnold, T.W: Preaching of Islam, Westminister 1896.

3. H.C.P. Bell: Report on Maldives, 1940.

4. Catalogue of Printed Books, British Museum.

5. Chambers Encyclopaedia, Vol. -9, London.

6. Christopher: T.B.G.S.

7. Christopher: Vocabulary.

8. Colliers Encyclopaedia, London.

9. Darwin: Structure and Distribution of Coral Reefs, London 1842.

10. Elliot and Dowson: History of India as told by its Historians (Last Vol.)

11. Encyclopaedia Americana, international edition New York, First published, 1829.

12. Encyclopaedia Britannica (A Dictionary of Arts, Sciences and General Literature) ninth Edition, Vol. 3,6,12,15 & 23.

13. Encyclopaedia Britannica, Vol.-14 First Published 1768, Scotland.

14. Encyclopaedia of Islam, Leiden 1936, Vol.-3

14-A. Everyman's Encyclopaedia, Vol.-7, Toronto, 1978.

15. Ferrand, G: Voyage .... Sulaiman, Paris 1922.

16. Francois Pyrard: Voyage, London. (Pyrard is a Frenc
name

17. Ghalib Latif: Republic of Maldives, a tropical Veni
(Pakistan Times Rawalpindi, 13 November, 1981.)

18. Ph. K. Hitti: Origins of the Islamic State, New Yor
1916.

19. Hughes: Dictionary of Islam, London 1885.

20. C.V. Joshi: Manual of Pali, Poona 1931.

21. Edward Lane: Modern Egyptians.

22. Muhammad Amin Didi: Map of Maldives.

23. C. Muller: Pseudo-collisthenes, n.d.

24. Nasira Iqbal: Maldives the tiny island Republic. (in Pakistan Tines Rawalp ndi 25 February, 1983)

25. Pakistan Times, Rawalpindi, 13 November, 1981.

26. PTOLEMY: Geographia, Antwerp 1624.

27. REINAUD: Introduction General Paris,1848.

28. REINAUD: Silsilat Al-tawarikh, Paris,1845.

29. Edward Sachau: Alberuni's India, Vol.-I

30. Al-Sharif-Al Idrisi: Kitab Nuzhat Al-Mushtaq Leiden, E.J. Brill 1960 (English Translation by S. Maqbool Ahmad)

31. Shorter Encyclopaedia of Islam, Leiden, London,1961.

32. F. Steingass: Persian English Dictionary. 1919.

33. Thevenot: Collection of Travels, 1696.

34. Williams, Henry Smith: The Historian's History of the World, 1926.

35. The World Book Encyclopaedia, Vol.-13.

36. Wustenfeld-Mahler: Vergleichungs-Tabellen, Weisbaden, 1961.

37. Yordanoos: MIRABILIA DESCRIPTA, London, 1863.

38. Henry, Yule: Book of Marcopolo, London, 1875.

39. Henry, Yule: Cathey etc., London, 1913-1916.

40. Zeidler: Universal Lexicon, London, 1832.

.-.-.-.-.-.-.-.-.-.